# بزمِ خیال

## حصہ دوم

مصنفہ

عالیجناب معلی القاب راجہ راجایان مہاراجہ
سر کشن پرشاد بہادر کے۔سی۔آئی۔ای
یمین السلطنت پیشکار و وزیر اعظم دولت آصفیہ
المتخلص بہ شاد تلمیذ حضرت
آصف خلد اللہ ملکہ

در محبوب پریس علاقہ پیشکاری طبع شد
سنہ ۱۳۳۲ھ

# بزم خیال

## حصہ دوم

مصنفہ

عالیجناب معلیٰ القاب راجہ راجایان مہاراجہ

سر کشن پرشاد بہادر کے۔ سی۔ آئی۔ ای

یمین السلطنت پیشکار و وزیر اعظم دولت آصفیہ

المتخلص بہ شاد تلمیذ حضرت

آصف خلد اللہ ملکہ

در محبوب پریس علاقہ پیشکاری طبع شد

سنہ ۱۳۲۷ھ

# مضامین حصّہ دوم

# نواب کے گھر قومی مجلس

حسب قرار داد تاریخ مقررہ پر نواب کے مکان مین مجلس منعقد ہوئی - اور سب احباب جمع ہوے - مولوی صاحب نے نہایت بلیغ اور پر اثر تقریر تعلیم کے بارے مین فرمائی -

**حاضرین مجلس** - مین آپ صاحبون کی کرم گستری کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون - اور امید رکھتا ہون کہ جسطرح آپ نے اپنے اوقات عزیز کا خیال نہ فرما کر قدم رنجہ فرمایا ہے ویسے ہی میری اس ٹوٹی پھوٹی تقریر کو جو خاص آپ صاحبون کے نفع کی امید پر کرتا ہون - اور جس مین

آئندہ نسلون کی بھلائی ہے۔ بغور و بگوش دل سنکر اسکی تائید مین کوتاہی نہ فرمائینگے۔

آپ بخوبی واقف ہین کہ تمام گھر کی خوشی۔ خاندان کی عزت۔ قوم کی ترقی یا تنزل کا انحصار ہمارے بچون پر ہے۔ وہی آب و ہوائے زمانہ سے پرورش پاکر آئندہ عمر مین تناور درخت بنجاتے ہین۔ جسکے سائے مین ہزارون آرام پاتے ہین۔

ان کی بُری حالت بدقسمتی کی دلیل۔ اور انکی ترقی قوم کی سرخروئی کے لیے نیک فال ہے۔ دُنیا مین جتنے نامور آدمی گزرے ہین اُنھون نے بہت بڑا ذخیرہ اپنی عزت و عظمت کا طفلی ہی مین جمع کیا تھا گو اُنھون نے خود نہ محسوس کیا ہو کہ اُنکے اذہان کے دامن نیرنگستان عالم کے کیسے کیسے خوشنما پھولون سے بھرے ہوے ہین۔ اور گو اُنھون نے قدرت کی تخم ریزی کو جو اُن کے مزارع قلوب مین ہو رہی تھی نظر وقعت سے نہ دیکھا ہو۔ مگر درحقیقت وہی سرمایۂ افتخار اور اصل الاصول ہے۔ اور اُسی کی بدولت انسان اشرف المخلوقات کے معزز اور عظیم الشان لقب کا مستحق قرار پاتا ہے۔ کیونکہ جوہر عقل منجملہ اُن عطیات

ناقتناہی کے سبب ہے جو بنی نوعِ انسان کو مرحمت ہوئے ہیں یہ بہت بڑی وجہ امتیاز ہے۔ درحقیقت ایسے ممتاز لقب کے شایان اگر ہیں تو وہی انسان ہیں جو انسانِ کامل کے درجے کو پہونچ گئے ہیں۔ ؎

بسکہ ہر کام کا دشوار ہے آسان ہونا
آدمی کو بھی میسر نہیں انسان ہونا

اور تکمیلِ خصائلِ حمیدہ اسی عہدِ طفلی کے پوشیدہ نمونوں پہ بڑا اثر ڈالتی ہے۔ مثل ہے ع سالے کہ نکوست از بہارش پیداست عہدِ طفلی کے جزئیاتِ مخفی آئندہ عظمت کے مبصروں کی نظروں میں کھلے آثار ہوتے ہیں۔ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ کا قول اسکی مصدق دلیل ہے۔ ؎

بالائے سرش ز ہوشمندی
می‌تافت ستارۂ بلندی

(اس شعر پہ تالی بجی۔ تڑ۔ تڑ۔ تڑ۔ تڑ)

یہ مختصر کیفیت جو اوپر بیان ہوئی۔ وہ خزانہ عطیاتِ الٰہی کا جو روزِ ازل ہر خمیرِ انسانی میں قضا و قدر کے ہاتھوں تفویض ہوا۔ ایک مختصر خلاصہ ہے

اب جب عہدِ طفلی ایسا عمدہ زمانہ اور ایسا محمود وقت ہے تو ہر شخص خیال کر سکتا ہے
کہ اگر ان نعماے قدرت مین بمناسبت حالات صدہا سال اور پشتہا پشت
کے انسانی تجربات کے امداد پہنچائی جاے تو یہ خاک کا پتلا جو بعض
اوقات تعلیم و تربیت نہونے سے اپنے عدم و وجود کو مساوی ثابت
کرتا ہے کُل درجاتِ عزت و مرتبت جو مختلف صیغون مین اسکو بہم
پہنچا رکھے گئے ہین نہایت آسانی سے طے کر سکتا ہے۔

زمانۂ طفولیت ایک ایسا زمانہ ہے جسمین ہر قسم کی تعلیم و تربیت کی
صلاحیت ہوتی ہے۔ خیالات مین نرمی اور عادات مین لچک
کچھ ایسی ہوتی ہے کہ جدھر ہر قوت کے ساتھ موڑ دیا جاے اُسی طرف
مڑ جاتے ہین۔ اور اگر اپنے ہی حال پر چھوڑ دیا جاے تو پختگی کے بعد پھر
ناقابلِ اصلاح ہو جاتے ہین۔ تعلیم و تربیت جو ہمیشہ سے انسان کیلیے
جزوِ لاینفک تسلیم کی جاتی ہے۔ اور اندنون عمداً اُسکے انفکاک پر زور
دیا جا رہا ہے۔ اسکے لیے عہدِ طفلی ہی موزون سمجھا جاتا ہے جبکہ ہر قسم کی
تخم ریزی کی صلاحیت دل کی غیر مزروعہ اراضی مین پائی جاتی ہے اچھے
اور بُرے تخم مین سے جس جانب رجحان ہو وہی کشت سرسبز رہتی ہے

اور اس شاخِ خام کو جدھر جھکاؤ جھک جاتی ہے۔ لیکن اگر اسکو چندے اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے تو پھر اسمین جھکنے کی صلاحیت باقی نہین رہتی۔

غرض انسان کا دل حالتِ طفلی مین بالکل غیر مزروعہ اراضی کی طرح ہے کہ اسمین جو چیز بوئی جائے وہی پھولے پھلیگی ؎

از مکافاتِ عمل غافل مشو

گندم از گندم بروید جو ز جو

جسطرح یہ زمانہ آثارِ نیکی سے مطابق ہے۔ اسیطرح اطوار بدی سے بھی مناسب ہے۔ تعلیم بلا تربیت اور تربیت بلا تعلیم دونون ناقص ہین اسلیے کہ ہر دو لازم و ملزوم ہین۔ ایک بغیر دوسرے کے کامل نہین ہوتی جیسے دولت بغیر علم کے اور علم بغیر دولت کے۔

(تالی ہجی)

قوم اور ملک پر وہی مجموعی اثر دولت اور علم کا ہوتا ہے جو تعلیم و تربیت کا شخصِ واحد پر۔ ہماری ملکی و قومی ادبار کی بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ حصولِ علم و کسبِ کمال کی دولت مفقود ہو گئی ہے۔ عمدہ خصائص اعلٰے سوسائٹیون مین اسلیے نہین ہوتے کہ تعلیم و تربیت نقص پن جیسے دو قدم

آگے بڑہی ہوئی ہے۔ انسان جب پیدا ہوتا ہے تو اُسکے حواسِ ظاہری مکمل نہین ہوتے۔ اور قواے باطنی ہرچند مخفی اور ساکن الحیثیت ہوتے ہین۔ مگر اُنکی ترقی دن دُونی رات چوگنی ہوتی رہتی ہے۔ اور اُسکا یہ نتیجہ ہے کہ جسقدر مناظر ایک لمحے مین کسی بچے کی نظر کے سامنے آتے ہین وہ بغیر خفیہ اثر کیے نہین رہتے۔ گو ابتدا مین اُسکی زبان یاری نہین دیتی۔ مگر بہت جلد وہ قدرتی جذبات سے متاثر ہوکر پیاری پیاری رمزون اور اشارون مین اُنکا اظہار کرتا اور مزید واقفیت کے ذخیرے جمع کرنیکی کوشش کرتا ہے۔ اور اُسکی یہ کیفیت روز افزون ترقی کرتی رہتی ہے ایسے وقت مین والدین اور دوسرے اعزہ کا کام ہے کہ اُسکے خواہشات اور سوالات کا پورا اور صحیح جواب دیکر اُسکے قواے روحانی کو ترقی دین۔ بخلاف اسکے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بچون کے سوالات کو بے حقیقت اور بیمعنی اور تکلیف دہ سمجھکر والدین اُنکو گھڑک کر یا دوسری طرح بند کردیتے ہین۔ اور بہت سے سوالات جو یکے بعد دیگرے وہ کرتے ہین ایکبارگی ناسمجھی پر محمول کرتے ہین۔ حقیقت مین یہ فعل اُبھرتے ہوے شوق کو روکنے اور کھلتی ہوئی کلی کو توڑنے کا مصداق ہے جس سے اسکی

دیگر اندرونی زور آور قوتون کو آئندہ کے لیے نقصان پہنچتا ہے۔ اور پھر کسی عجیب اور جدید چیز کو دیکھکر جو اُسکی نظر کے سامنے سے گذرتی ہی پوچھتے ہوئے تکلف کرتا ہے۔ بالآخر بہت سی ضروری باتون سے جو پہلے ہی معلوم ہونی تھین وقت پر محروم رہ جاتا ہے۔ لڑکا جسقدر بڑھتا جاتا ہے اسکا ذخیرۂ علم وعقل وسیع ہوتا جاتا ہے۔ جس سے بے تربیت بھی عالم کے دلفریب مناظر کو دیکھکر خوش ہوتا ہے۔ اور اپنی طرز سے اپنی خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ اُسکے اندرونی قوٰی جو قدرتاً تعلیم پذیر ہین اُسکو اسبات پر مجبور کرتے ہین کہ اپنے بزرگون سے جو نزدیک ہین ماہیتِ اشیا اور حقیقتِ حال دریافت کرے۔ مگر افسوس ہے کہ بعض اوقات اُسکے ضروری الوقت اور مفیدِ مطلب سوالات کا جواب جھڑ و توبیخ مین دیا جاتا ہے اور بعض اوقات اناپ شناپ کچھ کا کچھ کہکر دفع الوقتی کیجاتی ہے۔ آئندہ چلکر کُند ذہنی اور غباوت اور عدم شوق کی شکایت اکثر انھین وجوہ سے سُنی جاتی ہے۔ کیونکہ جو مادہ آئندہ کے لیے مفید شاہراہ پر لانے والا تھا۔ اُسکا شروع ہی مین گلا گھونٹ دیا گیا۔ پھر بھلائی کی اُمید رکھنی فضول ہے۔ جب لڑکا پڑھنے کے قابل ہوتا ہے تو

اسپر عجیب ڈھب کا پہرہ قایم ہوجاتا ہے کبھی سختی حد سے زیادہ اور کبھی
رعایت ضرورت سے سوا کیجاتی ہے۔ دونون بے محل ہونے سے
اپنے اپنے موقع پر نقصان دہ ہوتے ہین۔ ظاہر ہے کہ جب ایک پودہا
لگایا جاتا ہے تو اُسکو موقع دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی پوری قدرتی قوت
سے کام لے۔ اور قدرت نے جسقدر سامان اسکی نشو و نما کا
رکھا ہے اسکے لیے بہم پہنچایا جائے۔ اسی پودے کو مناسب حال
گرمی و سردی پہونچائی جاتی ہے۔ آس پاس کی گھانس نکال ڈالتے ہین
کہ مبادا قوت تقسیم ہوجائے۔ برخلاف اسکے ہماری طرز تربیت
کا اثر ہمارے بچون پر برعکس پڑتا ہے اور اُنکے قدرتی جوش کو
روکتا اور اُنکے حوصلون کو پامال کردیتا ہے۔ انکو بولنے اور سُننے
سے بھی اس لیے روک دیتے ہین کہ کہین گستاخ نہ ہوجائین۔
بات پوچھتے ہوئے اسواسطے خاموش کردیتے ہین کہ بے ادب
نہوجائین۔ کھیل کود سے منع کرنے کی وجہہ یہ ہے کہ مبادا آوارہ
ہوجائین جسطرح ایک پودہا جو عمدہ زمین پر نہین ہوتا اپنا معمولی قد و قامت
حاصل نہین کرسکتا۔ اور زراعت کافی غذا نہ پانے سے اپنی حد تک

بار آور نہین ہوتی - انسانی پودے بھی ناموزون روک تھام سے پوری حد تک دماغی نشو و نما نہین پا سکتے -

اس تقریر سے میری یہ غرض نہین ہے کہ قواے اندرونی کی ترقی کے لیے لڑکون کو مطلق العنان کردینا چاہیے - یہ مطلق العنانی فی الواقع اُنکے حق مین ایک سخت تربلا ثابت ہوگی - بلکہ غرض یہ ہے کہ رعایت و مزاحمت دونون باقاعدہ اپنے اپنے موقع پر ہون جو تربیت کا خاص منشا ہے ؎

درشتی و نرمی بہم در بہ است
چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است

(اسپر صداے آفرین بلند ہوئی - اور تالیان بجین)

بعض اوقات نوخیز طالب علمون کو بد قسمتی سے وہ مہیب صورت تلخ مزاج اُستاد ملتے ہین جو اُنکے قواے اندرونی کی پائمالی اپنی لمبی کھجور کی چھڑیون سے کرتے رہتے ہین - تربیت تو درکنار اُنکو تعلیم کا مذاق بھی نہین ہوتا - کیونکہ ان ضرر بخش قوتون کو روکنا نہ ملکی مدارس کا اقتضا ہے نہ علمی مکتبون کا - جو لوگ زیادہ تر اپنے طالب علمون پر ہاتھ صاف کرتے ہین

وہ اُس عزت کے مستحق نہین ہوتے جو ایک لایق اُستاد کے شایان ہی
وہ اُستاد جو اندرونی جوارح کو نقصان سے باز رکھکر اُبھرتے ہوئے
شوق کی دستگیری کرتے ہوے مصروف تعلیم رہتا ہے۔

غرض اسوقت وقت تنگ ہی۔ لہذا اپنی تقریر کو اسبات پر ختم کرتا ہون
کہ بہر حال ماں باپ کا فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کی آیندہ بہبود کی بنیاد
حتی الوسع اُنکے لڑکپن ہی مین قایم کردین۔ اور اَلسَّعیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَامُ
مِنَ اللّٰہِ تَعَالیٰ ملحوظ خاطر رکہین کہ ان صورتون مین عُمدہ تعلیم و تربیت کا
اثر کبھی ضایع نہین ہوتا۔ بشرطیکہ اسکی ابتدا مناسب وقت پر ہو۔ یہ بڑی
بے حمیتی اور سخت غلطی ہے کہ غفلت یا کسی عارضے کی وجہ سے
باپ یا دیگر اولیا کم عمری مین تعلیم و تربیت سے اغماض کرین۔ اور بچے کی
زندگی کے اصول جس سے وہ آیندہ فائدہ اُٹھانے والا ہے بگاڑ دین۔
ایسے فائدہ عام کی ترقی کے لیے جسکا ثمرہ رفتہ رفتہ حاصل ہوگا ہر طرح سے
کوشش کرنا مناسب ہے۔

پس اس امر کی ضرورت ہے کہ یہان ایک مدرسہ مدرسۃ الاسلام کی
نام سے قایم کیا جاوے۔ کہ حسبِ قواعد مروجہ تعلیم و تربیت کا باب کُھلجاوے

اگر ایسا ہوا تو یقین ہے کہ بہت تھوڑے روز مین ہمارے ہونہار لڑکے
جو جہالت کے بُرقع مین رُوپوش ہین اور جن سے انگلستان کے
لڑکے ہر طرح سے سبقت لیجارہے ہین ضرور اپنی قابلیت اور علم کا
پھریرہ بلند کرکے ان لوگون کو نیچا دکھادین گے جو آج کے روز ہم پر
ہنستے ہین۔

(اسپر تالی بجی)

مین اپنی تقریر کو اس دعا پر ختم کرتا ہون کہ خداوند کریم میری اس
تقریر مین ایسا اثر دے کہ مقبولِ خاص و عام ہو۔ اور مین اپنی مراد پاؤن
اور جملہ برادرانِ دینی اس فیضِ عام سے نفع حاصل کرین۔ (تالی بجی)

**نواب ذیشان** نے اُٹھکر چند فقرات کہے جو ذیل مین درج ہین۔

**حاضرین مجلس**۔ مین اپنے شفیق اور سچے دوست مولوی صاحب کا
تہِ دل سے ممنون ہون کہ آپ ہماری قوم کے ہادی ہو کر ہماری ضلالت
دُور کرنے کے لیے آمادہ ہوئے ہین۔ واقعی اسوقت مولوی صاحب نے
جو کچھہ فرمایا وہ بہت ہی درست ہے بیشک ہماری اولاد کی تربیت کا
اسوقت یہی حال ہے اور ہماری قوم ایسی ہی گمراہی مین مبتلا اور ٹھوکرین

کھا رہی ہے۔ مناسب ہے کہ سب برادرانِ دینی مولوی صاحب کی
راے کے ساتھ اتفاق کرکے مستعد ہوجائین۔ بندہ اپنی کمرِ ہمت کو
اس راے نیک مین مضبوطی سے باندھکر حلفیہ کہتا ہے کہ مجھ سے
جہانتک ہوسکیگا دامے درمے قدمے سعی مین کبھی کوتاہی نہ کرونگا
اور مدرسے کے قیام مین جو کچھ خرچ ہوگا اُس کا ذمہ وار ہر طور سے اب بھی
ہون اور آئندہ کے لیے بھی بدل وجان رہونگا۔
(اسپر سب نے آفرین و مرحبا کہکر زور سے تالیان بجائین۔ تڑتڑ۔ تڑتڑ۔
پھر تالی بجی۔ تڑتڑا۔ تڑتڑا۔ تیسرے بار پھر تالی بجی) جلسہ برخاست۔

# چاندنی کی سیر

چاندنی کی دھیمی روشنی بھی عاشق مزاج نوجوانون کے لیے عجیب
تسکین بخش ہوتی ہے شبِ چاردہم ہے۔ رات کے آٹھ بجے ہین۔
چاند اپنے چہرۂ زیبا سے نقاب ہٹاے جلوہ فرما ہوکر اپنے دلفریب
اور جادو بھرے حُسن کا روشن پرتو تمام عالم پر ڈال رہا ہے جسکا نکھار
معشوقانِ مہوش کے حُسنِ عارض کے لیے غازے کا کام دے رہا ہے

اُسکی نورانی شعاعین درختون کی چوٹیون پر چمک رہی ہین۔ اور پانی مین ان شعاعون کا عکس جو لطف دے رہا ہے وہ خارج از بیان ہے۔ لیکن عاشق مزاجون کے بیقرار دلون کے لیے یہ شعاعین بجلی کی چمک کا کام کر رہی ہین۔ جیسے جیسے یہ شعاعین پانی کی لہرون کے ساتھ لہراتی ہوئی دکھائی دیتی ہین کسی کی زُلف عنبر بار کا سینہ پر بکھر کے پریشان ہوجانا نظر مین پھر جاتا ہے اور خیال کے ساتھ ہی سینہ پر سانپ سا لوٹ جاتا ہے۔

ایسے پُرلطف موقع پر ہمارے نصیر باتوقیر چند احباب اور رفقا کے ساتھ میر عالم کے تالاب کی سیر کے لیے گئے ہین۔ اور بجرے پر سوار ہین۔ اسوقت میان نصیر کی آنکھون مین اُس دلفریب صحبت اور منظر کی خیالی تصویر پھر گئی جو اُنکی دلی اُمید کے ساتھ وابستہ تھی۔ وہ کیا؟ سپہر آرا جیسی لاجواب خاتون کے ساتھ شادی۔

اس خیال کی محویت نے اُنکے دل و دماغ پر ایسا دھاوا کیا کہ وہ پُرلطف روشن رات نظرون مین تیرہ و تار ہوگئی۔ اور تالاب چشمہ سراب معلوم ہونے لگا۔ ازخودرفتگی کے باعث عیش و عشرت سے حظ حاصل کرنیکا خیال بھی فراموش ہوگیا۔ سپہر آرا کی خیالی تصویر رنگ دکھا رہی تھی

ایسی سرایت کر گئی کہ سوا سپہر آرا کے کچھ نظر نہین آتا تھا ع

جدھر دیکھتا ہون اُدھر تو ہی تو ہے

کا نقش مجسم ہو کر ہر وقت پیشِ نظر تھا۔ چونکہ اسوقت اُنکے ہمراہ سوا ایک پیر مرد عبد الصمد خان عرف جگت ناناکے باقی سب انکے ہمسن رفقا تھے اور اس گروہ مین میان نصیر ہی اعزاز و مراتب مین بڑھے ہوے اور انہین کے نیّرِ اقبال کے اطراف چار چاند لگے ہوے تھے۔ کسیکو جرأت نہوئی کہ اُن کی کشیدگی اور کبیدگیِ خاطر کے متعلق کچھ پوچھے البتہ ایک نوجوان انکا ہم مکتب محمود چلتا پُرزا اور بیباک تھا اُس نے جرأت کر کے پوچھا کہ میان نصیر کہان ہو کدھر ہو ؎

کس سُوچ مین ہو نسیم بولو
آنکھین تو ملاؤ دل کہان ہے

نصیر۔ (چونک کر۔ استقلال سے) نہین کوئی سوچ نہین۔ صرف یون ہی خیال بٹگیا تھا۔

محمود۔ آخر اس طائرِ خیال نے کس ایوان کے کنگرے تک پرواز کی تھی۔

نصیر۔ تبسم کرکے۔ ؎

یہ وہ ایوان ہے کہ جس کی ہے فلک کو حسرت

وہ مکین اسکا ہی ہم دل سے ہین شیدا جسکے

شاہد

محمود۔ آپکی باتون سے ٹپک رہا ہے کہ کسی کے افسون نے آپ کو مسخر کر لیا ہے۔ ع

جادو وہ جو سر پہ چڑھکے بولے

اتنے مین ہمارے ظریف الدولہ بہادر ایک آدمی کے ہاتھ مین ہاتھ دیے ہوے سنبھل سنبھل کر آہستہ خرام بلکہ مخرام کا تماشا دکھاتے ہوے تشریف لائے۔

محمود۔ دیکھو نانا۔ سنبھل کر کہین ایسا نہو کہ ہاتھی مع ہودا غائب کا حال ہو۔ اور آپ خدانکردہ شکار نہنگ اجل ہو جائین۔

ظریف۔ اُنھہ۔ ہم بارہا کہہ چکے ہین کہ۔ ع

مزن فال بد کآورد حال بد

پہلے ہی سے ہم اپنی جان مٹھی مین لیے بیٹھے ہین بھلا ابھی کوئی وقت بجز اسکے مین ہوا خوری کا ہے۔

محمود - یہ وقت نہین تو کیا ٹھیک بارہ بجے دن کو - جب گدھے لوٹتے ہون - اور یہ بجبر اکیسا خاصہ آگبوٹ ہے -

میان نصیر محمود کے اس فقرے پر ہنس دیے -

ظریف - (گھور کر) معلوم ہوتا ہے کہ ہسکی (وِسکی) سر مین چڑھ گئی -

محمود - جی ہان ہسکی چڑھی تو نہین - بلکہ جو چڑھی تھی وہ اُتر گئی -

نصیر - (پیرمرد سے) نانا - وِسکی - کہو ہسکی - غلط -

ظریف - خدا جانے کیا ہے - مگر میان - بوقتِ ضرورت - واؤ - اور ہا - کا بدل بھی ہوا کرتا ہے -

محمود - قربان اس طبّاعی کے کیا کہنا - آپ کا علمی مواد بھی سمندر سے کم نہین - بھرپور ہے -

ظریف - (تبسّم کر کے) کیون نہین بندہ عالم متبحر ہے - اور اس سینے کے سفینے مین انمول موتیون کے خربطے بھرے ہوے ہین -

محمود - نانا آپ پر تو یہ پھبتی صادق آتی ہے - ملّاح در چین و کشتی در فرنگ -

ظریف - کیون ہم سے بھی جزر و مد کی لیتے ہو - مگر یہان اب زیادہ

ٹھہرنا مناسب نہین۔ رات کا وقت ہے خدا جانے کیا موقع ہو یا تو
سب صاحب اُترجائین کنارے پر یا ہمکو اس بلا سے خلاصی ملے۔
اسوقت تو میرا دل یون بلّیون اُچھل رہا ہے جیسے سینے مین کوئی پنچھا
جھل رہا ہو۔

**محمود**۔ ڈرنے کی بات کیا ہے ایک غوطہ لگائیے پھر آپ کی
کشتیِ وجود کا بیڑا پار ہے۔

**ظریف**۔ میاں محمود! یہ کوسنا ٹھیک نہین۔ واللہ میرا دم
نکلا جاتا ہے۔

**نصیر**۔ نانا۔ آپ اتنا گھبراتے کیون ہین تھوڑی دیر چاندنی کا لطف اُٹھائیے
پھر بجرا کنارے پر ہوگا اور ضرور ہوگا۔

**ظریف**۔ اے یہان لطف کاہے کا فرض کرو کہ کہین خدانخواستہ
بجرا اٹکرا جائے یا اسمین سوراخ پڑجائے تو بس اللہ ہی اللہ ہے۔

**محمود**۔ اللہ ہی اللہ کیا معنی ابھی غریقِ رحمت ہوجائینگے۔

**ظریف**۔ توبہ توبہ اس بچے کو آج کوسنے ہی کی سوجھی ہے خدا
خیر کرے۔

مجھو نے ملاح کو جاکر پڑھا دیا کہ تھوڑی دیر کے بعد تم یہ کہدینا کہ طوفانی ہوا چل رہی ہے تھوڑی دیر مین یہان بھی جھونکا آتا ہے سب لوگ ہوشیار اور خبردار رہین۔ اور اپنے اپنے خدا کو یاد کرین۔

**نصیر**۔ (ظریف سے) کیون نانا کچھ کہو تو اسوقت ہمارا دل بے بس ہے۔

**ظریف**۔ کیون میان خدا خیر کرے۔ کیا وجہ ہے۔

**نصیر**۔ (ایک آہ سرد بھر کر) یہ متاع جس کی ہے اُسی کے پاس ہے

**ظریف**۔ (خندہ پیشانی سے) سمجھ گیا تاڑ گیا سپہر عشق سے تارا توڑ کر لایا ہون۔ کیا پوچھا ہے تمھاری پہیلی کو۔

**نصیر**۔ واقعی نانا۔ اسوقت دل قابو مین نہین سارا مزہ کرکرا ہوگیا۔ یہ بیچارے دو چار آشنا جو اسوقت بجرے مین ساتھ ہین انکو بھی کوئی لطف نہ آیا ہوگا۔

ظریف کچھ کہنا چاہتے تھے کہ اتنے مین ملاح دوڑتا ہوا آیا۔ اور پیرمرد سے کہا کہ میان طوفانی ہوا چلنے کو ہے۔ بجرا قابو سے باہر ہوگیا ہے سنبھل جاؤ اپنے اپنے خدا کو یاد کرو۔

**ظریف**۔ (چلاکر) چل تو جلال تو آئی بلا کو ٹال تو۔ (میان نصیر سے)

کیون میان مین نہ کہتا تھا کہ ہاتھی چھوٹے گھوڑا چھوٹے اب اس سے اُترجانا ہی مناسب ہے ہاے ہاے تم نے ایک بھی بات میری نہ مانی۔ **محمود** کو تو کوسنا سوجھا تھا۔

**محمود** ـ رونی صورت بناکر دوڑتے ہوے آے اور نانا سے لپٹ کر کہا۔ کہ نانا اب تو خدا ہی حافظ ہے ہمارے تجربے کا۔ یہ کہکر مصنوعی رونا روئے اور چلائے۔ اب کیا تھا ظریف الدولہ کا دم نکلنے لگا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑگیا بات زبان سے نہین نکلتی آنسو آنکھون سے روان ہین اور دامن پھیلائے کچھ مُنہ ہی مُنہ مین دعا کررہے ہین۔

**نصیر** نے محمود سے کہا کہ اسقدر اُس بیچارے کو نہ گھبراؤ کہین ایسا نہو کہ ہیبت سے دم نکلجائے۔

**محمود** (نصیر سے) چپ رہو ذرا دیکھو تو اس کی گت کیسی بنتی ہے۔

**نصیر** نے دیکھا کہ بڈھا بہت متاثر ہوگیا ہے اور اُس کے اوسان بالکل جواب دیچکے ہین گفتگو کی طاقت نہین ہے ہاتھ پاؤن مین اسقدر رعشہ ہے کہ بس اب وہ مُنہ سے گراچاہتا ہے۔

**نصیر** (نزدیک پہونچکر) نانا الحمد للہ خدا کا شکر کرو۔ اُس ظرفانی ہوا کا

رُخ بدل گیا۔ ہم محفوظ رہے۔

**پیرمرد**۔ نے یاس کی نظر سے دیکھکر کچھہ اشارہ آسمان کیطرف کیا جس سے مراد یہ تھی کہ اُسکی مرضی۔

**محمود**۔ نہین نانا۔ نصیر ہنسی کرتے ہین۔ وہ ہوا تو اس بجرے کو اُڑا کر خدا جانے کس سمندر مین پھینکیگی۔

**ظریف** (آہستہ سے) ارے او ظالم نامحمود نامبارک باتین زبان سے نہ نکال۔

**نصیر**۔ نہین نہین مین قسمیہ کہتا ہون کہ یہ سب دل لگی محمود کی تھی گھبراؤ نہین۔

**پیرمرد** (آہستہ لہجے مین) کیا میان سچ کہتے ہو یا یون ہی باتین بناتے ہو۔

**نصیر**۔ کیون نانا مین نے کبھی آپ سے ایسی دل لگی کی تھی اس فقرے پر تو پیرمرد کو اعتبار آیا اور اس اعتبار نے تشفی کا لنگر ڈال دیا۔ پھر تو بڈھے میان کو غصہ آیا محمود کی طرف تیز نگاہ سے دیکھکر ہاتھہ تلوار کے قبضے پر رکھکر کہا وہ مارونگا ایک لہراتا ہوا ہاتھہ کہ

نہ مانگو گے۔

**محمود**۔ خبردار سنبھل کر۔ ابھی اٹھا کر دریا میں پھینک دوں تو پھر تیرتے ہوے سیدھے تحت الثریٰ کو پہونچ جاؤ گے۔

**پیرمرد**۔ (جھلاکر) پھر وہی نا محمود باتیں خدا سمجھے آج تجھے ہو کیا گیا ہے۔ مار ہی ڈالا تھا ظالم نے دم نکلنے میں باقی تھا ہی کیا۔

**محمود**۔ بے حیا بھی کہیں مرتے ہیں۔

**نصیر**۔ (محمود سے) اسقدر بڑھ کر نہ کہو۔ اگر مزاج ہے تو سمجھا اس بڈھے کو آزردہ کرنے سے فائدہ۔

محمود نے آہستہ سے نصیر کے طرف مخاطب ہو کر انگریزی میں کہا کہ واقعی میری زبان سے تیز فقرہ نکل گیا۔ لیکن میں منالونگا۔

**ظریف**۔ کیوں میاں محمود ابھی دودھ کے دانت بھی گرے نہ ہوں گے اور ہم سے دوں کی لینے لگے۔ بازی بازی باریش بابا ہم بازی۔

**محمود**۔ (پیرمرد کا ہاتھ چوم کر) نہیں نانا میری کیا مجال ہے۔ میں تو بچہ ہوں تمھارے سامنے کا۔ بچوں کے ناز بھی تو اٹھایا کرتے ہیں۔

ظریف۔ واہ یہ اچھا ناز ہے ادھر رخسار سے کترو اور پھر کہو کہ نانا کا محبت سے بوسہ لے لیا۔

محمود۔ تمھارے رخسارے بھی تو اب اس کام کے نہین رہے گوشت کا نام ندارد کھال ہی کھال رہ گئی ہے۔

ظریف۔ ارے میان ابھی ابھی تمھارے ڈرانے سے کئی سیر گوشت گھل کر پانی پانی ہو گیا۔

نصیر۔ (ادب کے پیرائے مین) واقعی نانا خیر گذری کہ انسان خاک کا پتلا ہے اگر برف کا ہوتا تو واللہ سب پگھل کر رہ گئے تھے۔

محمود۔ (نصیر سے) یار باتین ہی کروگے یا ایک آدہ پگ کا بھی حکم دوگے۔

نصیر۔ بندہ تو شریک نہین ہوتا۔ البتہ نانا ہین اور آپ ہین میان احمد اور نصر اللہ کو بھی بلا لیجے۔

محمود۔ احمد۔ اور نصر اللہ بس شطرنج کی بساط بن گئے ہین۔

نصیر۔ کیا شطرنج کھیل رہے ہین۔

چھبرو۔ ہان وہ گوشے مین بیٹھے ہوئے شطرنج کھیل رہے ہین دنیا

دما فیہا کی انھین خبر ہی نہین۔

**نصیر**۔ نانا۔ پھر آپ کیون شریک نہین ہوے۔

**پیرمرد**۔ وہ بیچارے ابھی طفلِ مکتب ہین میرا اور اُن کا جوڑ کیا۔
اور پھر خواہ مخواہ بے بلائے کیون دخیل ہون۔ یار شاطر نہ بار خاطر۔

**نصیر**۔ (خانساماں کو بلا کر) محمود کو پگ لادو۔ احمد۔ اور نصر اللہ کھیل سے
فارغ ہوئے ہون تو اُن کو بھی بلا لو۔

**پیرمرد**۔ (نصیر سے) میان یہ کشتی کسقدر وسیع ہے معلوم ہوتا ہے
کہ حال مین خریدی گئی ہے۔

**نصیر**۔ ہان حضور کی جوبیلی کے زمانے مین خریدی گئی ہے آگبوٹ
ہے اسکا نام بھی جوبیلی ہے۔

**محمود**۔ (نصیر سے) واقعی نام خوب تجویز ہوا خدا جانے کس نے
تجویز کیا۔

**نصیر**۔ مین نے سنا ہے کہ مدار المہام نے تجویز کر کے حضور مین
معروضہ گزرانا اور وہان سے یہ نام منظور ہوا۔

**محمود**۔ واللہ خوب نام ہے جی پھڑک گیا۔ اتنے مین خانساماں کے

حسب اشارہ بٹلر کشتی مین وسکی کے جام بھر کر لایا اور اُدھر سے احمد اور نصر اللہ بھی آ گئے۔

**نصیر۔** (ان دونون سے مخاطب ہو کر) ارے بھئی کیا شطرنج ہی مین فنا ہو گئے تھے۔

**پیرمرد۔** شوق کے یہی معنی ہین۔

**نصر اللہ۔** کیا کرین ہم نے دیکھا کہ آپ کسی خیال مین مبہوت بیٹھے ہین اور محمود اور نانا یہ دونون حقے کے دم اُڑا رہے ہین تو ہم یہ مناسب سمجھے کہ ایک بازی ہی ہو جائے۔

**نصیر۔** بازی کس کے ہاتھ رہی۔

**احمد۔** (نصر اللہ کی طرف اشارہ کر کے) انھین کے ہاتھ بازی رہی۔

**پیرمرد۔** اب رہنے دو بساط کی اسوقت تو ہسکی (وسکی) سامنے آ گئی انبساط و سرور کا وقت ہے۔

**محمود۔** کیون نانا کیا خورد برد کی سوجھی ہے۔

**پیرمرد۔** کیا خوب (برد) کا لفظ برمحل ہے۔ ضلع جگت سے کے یہی معنی ہین۔

الغرض خانساماں نے سو نصیر کے سبکو سامنے ایک ایک گلاس پیش کیا محمود اور سب نے یکزبان ہو کر نصیر سے اصرار کیا کہ وہ بھی شریک ہون۔

**نصیر** نے عذر کیا کہ آپ لوگ جانتے ہین مین نے کبھی کوئی غیر مشروع چیز استعمال نہین کی۔

**جگت ناتہ**۔ (نصیر سے) میان یہ تمھاری سلامتی کا جام ہے یہ کہکر منہ سے لگا لیا۔

**نصر اللہ**۔ (اپنے دوستون سے) بڈھا بازی لے گیا یہ تو ہمین کہنا چاہیے تھا۔

**ظریف**۔ اپنی چالین ہمین جانین۔ تم ابھی بچے ہو ع

بسیار سفر باید تا پختہ شود خامی

**محمود**۔ واللہ ناناً سوقت تو بازی آپ ہی کے ہاتھ رہی۔

**ظریف**۔ (اینٹھکر) کیون واہ رے ہم

**محمود**۔ کیا پیٹھ ٹھونک دون۔

**پیر مرد**۔ (بازو دکھاکر) ذرا اُڈنڈ پل دونا۔

(سو جھو نسیر تاؤ دیکر) عبدالصمد خان سلمہ اللہ تعالی۔ عمرت دراز باد
بس ایک تو ہی ہے خدا تجھکو آج سے پانسو برس تک زندہ رکھے۔
محمود۔ پانسو برس ابھی پورے ہو گئے تھے۔ خیر گذری کہ طوفانی ہوا نہیں آئی۔
ظریف۔ واللہ اب اسکی یاد نہ دلاؤ ورنہ نشہ ہرن ہو جائے گا۔
(میان نصیر کی طرف مخاطب ہو کر) بھئی اسوقت رنڈیان ہوتین تو مزہ تھا۔
محمود۔ رنڈیون کے تو ہم قائل نہین۔ ہان مہذب اور شریف لیڈیان اگر ہوتین اور پیانو ہوتا تو اس شب ماہ کا لطف آتا۔ رنڈیون کا جلسہ جینٹلمینون کے نزدیک قطعی حماقت ہے۔
ظریف۔ اُنھہ پھر وہی اپنی کہے جاؤ گے۔ ارے میان وہ لطف اُن کی صحبت کا اورکسی مین کیون آنے لگا۔
محمود۔ بیشک رذالت کا مزہ شریف زادیون کی صحبت مین کیون آنے لگا۔ اور خدا نہ کرے کہ آئے۔
نصیر۔ بھائی محمود مجھے بالکل اس سے اتفاق ہے مین بھی بہت

کم سنتا ہون - ہان کبھی کبھی الاماشاء اللہ -

محمود - بندے کو تو نفرت ہے - شریف لیڈیون کی صحبت اور سوسائٹی سے جو لطف دنیا کا حاصل ہو سکتا ہے واللہ کسی سوسائٹی سے نہین حاصل ہو سکتا - ان کی متانت - سنجیدگی - اور پاک محبت - ظرافت اور مہذب مذاق خاطر داری - وضعداری - مہمان نوازی کیا بازاری عورتون مین اسکتی ہے ہرگز نہین - بلکہ شریفون مین بھی نہین البتہ ویسی ہی تعلیم اگر دی گئی ہو -

پیرمرد - واہ ہماری جہو شانِ پری تمثال حور جمال کے عشوۂ و انداز کرشمۂ و ناز اور مذاق دل لگی سے بڑہ کر کیا آپ کی لیڈیون کی صحبت ہو سکتی ہے -

نصیر - نانا اس بارے مین مجھے آپ سے اتفاق نہین - رنڈیان بازاری اور ہرجائی ہین انکی جو حرکت ہو گی وہ کمینی ہو گی - انکو کسی شریف خاتون کے حرکات و سکنات اور قول و فعل کے ساتھ کسی طرح نسبت نہین ہو سکتی -

پیرمرد (نصر اللہ - اور احمد کی طرف مخاطب ہوکر) کیون نوجوانو تم کو کس سے اتفاق ہے - نصیر اور محمود نے تو ایکا کر لیا ہے -

نصر اللہ اور احمد نانا اس مسئلے مین ہم سب اور جسقدر تعلیم یافتہ ہین ایک ہی راگ گائین گے اور سب ایک ہی طنبورے کے تار ہین اور سب سُریلے - ہان قدیم وضع کے تربیت یافتہ لڑکے جنھون نے شہدون اور لُچّون مین عمر گنوائی ہے وہ البتہ بے سُرے ہونگے -

پیرمرد - سب کی عقل کو دیمک چاٹ گئی ہے -

ابھی گفتگو ختم نہین ہوئی تھی کہ کشتی کنارے آلگی - اور سب اُترے ایک دوسرے سے گلے مل کر اور خدا حافظ کہہ کر اپنے اپنے گھر روانہ ہوئے -

شب بخیر -

## تمہید سفر

آفتاب عالمتاب نے جب مشرق کے کمرے مین بیدار ہوکر

اپنے رخ سے ہوا سے ظلمت دور کی نواب ذیشان کے دل میں یہ لہر آئی کہ اسوقت میر عالم کے تالاب کی طرف رائیڈنگ کریں اور اسکے جزر و مد اور امواج بیقرار کی جو کسی کی بکھری زلفوں کی طرح صفحۂ آب پہ لہرا رہی ہیں سیر کریں۔ بہ آہنگ شوق اس سہانی صبح کو رہوار باد پا پر سوار ہو کر جبکہ چلے تو دیکھتے کیا ہیں کہ نسیم کے مستانہ جھونکے سن سن چل رہے ہیں۔ کویل کوک رہی ہے اور پپیہے پیو پیو کا ذکر کرتے ہوسے اپنے خالق دوجہان کی یاد مین مصروف ہین اور ایک نور کا عالم جہان پر چھایا ہوا ہے اسوقت ہمراہی مین صرف رفیق ہین۔ نانا صاحب المخاطب بہ ظریف کوتل گاڑی مین سوار پیچھے آرہے ہین۔

جب یہ تالاب پر پہونچے تو دور سے گانے کی آواز سنائی دی۔

**نواب**۔ (رفیق کی طرف متوجہ ہوکر) ذرا ٹھہر کر سنیے تو کیا جادو بھری کسی خوش گلو کی آواز ہے۔ دونوں ٹھہر گئے کیا سنتے ہین کہ کوئی بھیروین کی دھن مین گارہا ہے۔

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیون روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستائے کیون

اتنے مین ظریف الدولہ بہادر کی گاڑی بھی پہونچی۔

نواب۔ نانا۔ نانا۔ جلد اِدھر آئیے۔

ظریف الدولہ کی باچھین کھل گئین۔ جلدی سے اُترنے لگے تو لڑکھڑا کر دھم سے نیچے گرے۔

نواب۔ یا علیؑ۔ یا علیؑ۔ سنبھالو نانا کو سنبھالو۔ خانسامان نے جلدی سے بازو پکڑ کر سنبھال لیا۔

ظریف۔ لاحول و لاقوۃ۔ صبح ہی صبح کیا بدشگنی ہوئی (کپڑے جھاڑتے ہوے نواب کی خدمت مین پہونچے)

نواب۔ کیون نانا۔ چوٹ تو نہین آئی۔

رفیق۔ بھلا نانا کو اور چوٹ آئے۔

ظریف۔ جی ہان۔ نانا پتھر کے ہین۔ نانا کے چوٹ کیون آنے لگی۔

نواب۔ یہ سُنو نانا۔ کیا پیاری آواز ہے۔ کسکی ہے۔

ظریف۔ سُنکر۔ اہاہاہا۔ واللہ کیا پیاری آواز پائی ہے۔ دیکھ آؤن۔

**نواب**۔ مگر آپ چپ چاپ دیکھکر واپس آجائیے۔

**ظریف**۔ اگر ہم پر ریجھ جائے تو؟

**نواب**۔ دیدہ خواہد شد۔

**ظریف**۔ اُس آواز کی طرف چلیے۔ دیکھتے کیا ہین کہ ٹیلے کے نیچے بسمتِ شمال جہان پانی کا خزانہ بنا ہوا ہے اُس کے قریب ایک جوان عورت جس کی طرز سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شوقین ہے بیٹھی ہوئی گارہی ہے۔

**ظریف**۔ کیون۔ بی۔ خیریت ہے۔ اسوقت تو تمھارا حُسن نورٌ علی نور ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ چمن مین بہار آگئی ہے۔ بخدا تمھاری ترانہ سنجی سے دل چُور چُور ہو گیا۔

**عورت**۔ جان نہ پہچان۔ آئے تو خیر آئے اُس پر طُرّہ یہ کہ تعریف کی جھڑی باندھ دی۔

**ظریف**۔ پہچان کیون نہین۔ عالمِ ارواح مین سب ایک جگہ تھے۔

**عورت**۔ خیر۔ فرمائیے۔ کیا ارشاد ہوتا ہے۔

**ظریف**۔ قول دیجیے تو کہین۔

عورت۔ پہلے ارشاد بھی تو ہو۔ نشہ پانی تو نہیں کیا۔

ظریف۔ تمھارے حُسن کی مستی کیا شراب سے کم ہے۔

عورت۔ خیر باتین نہ بنائیے۔

ظریف۔ آپ اپنا نام تو پہلے بتائیے۔

عورت۔ پردیسیون کا نام پوچھنے سے کیا فائدہ۔

ظریف۔ تمھین میرے سر کی قسم بتاؤ۔

عورت۔ نسیمن۔

ظریف۔ واللہ کیا پیارا نام پایا ہے۔

نسیمن۔ یہ حضور کا خیال ہے۔

ظریف۔ کیا ہندوستان کی ہو۔

نسیمن۔ جی ہان خاص دلّی کی ہون۔

ظریف۔ تنہا کیونکر یہان آئی ہو۔

نسیمن۔ یون ہی جی چاہا۔

ظریف۔ مکان کہان ہے۔

نسیمن۔ اِس سے آپ کو کیا غرض۔

**ظریف** - ہمین جو کام ہے وہ پھر بتائین گے -

نواب اور رفیق نے جب دیکھا کہ ظریف الدولہ کی واپسی
مین دیر ہوئی فوراً گھوڑے بڑھا کر پوچھتے ہوئے پہونچے دیکھتے
کیا ہین آپس مین گفتگو ہو رہی ہے اور ظریف الدولہ تنے ہوے
سامنے کھڑے ہین -

نسیمن نے دیکھا کہ دو جوان گبھرو سوار چلے آتے ہین جھٹ سے
برقع منھ پر الٹ لیا اور آہستہ آہستہ چلنے لگی -

**ظریف** - آئین یہ پردہ کس سے جو پلٹ کر دیکھا تو رفیق اور نواب
نزدیک آ گئے تھے -

**ظریف** - بھئی - تم لوگ بھی عجب جلد باز ہو ذرا تو دم لیتے
سارا مزہ کرکرا کر دیا -

**نواب** - اور (رفیق) یہ ہے کون پری - واللہ ایک جھلک ہم نے
بھی دیکھی - کیا اچھی صورت پائی ہے -

**ظریف** - واہ - ہماری منظورِ نظر پر بھی نظارہ بازی -

**نواب** - جی نہین - صرف تعریف مقصود تھی -

**ظریف** - ذرا آپ آگے بڑھ جائیے -

اتنے مین وہ عورت وہان تک پھونچی جہان اُس کی شکرم کھڑی ہوئی تھی -

**ظریف** - بی نسیمن ذرا ٹھہرنا - تمھین میرے سر کی قسم میرا لہو پیے جو قدم اُٹھائے -

**ظریف** - نے ان دونون کو یہان چھوڑا اور ہانپتے کانپتے اُسکے نزدیک پہونچکر کہا کہ دو دو باتین تو کر لو -

**نسیمن** - جی نہین معاف کیجیے - مین کوئی کسبن نہین ہون - آپ بوڑھے تھے بجاے میرے نانا کے اس لیے آپ سے باتین کین اورون سے بے تکلف نہین ہو سکتی -

**ظریف** - آئین - جو دیکھو نانا کہتا ہے - واللہ نانا کیسے مگر یہ تو بتلاؤ کہ تم کیا کسی کی بیوی ہو -

**نسیمن** - جی نہین -

شکرم ہانکنے والے نے جو یہ گفتگو سُنی اشارے سے ظریف الدولہ سے کہا کہ مجھ سے ملو مین کہون گا -

**ظریف۔** اچھا ذرا ٹھہری تو رہو۔ میں سگرٹ تو پی لوں۔

**نسیمن۔** بہت خوب۔

**ظریف۔** (سگرٹ جیب سے نکالکر شکرم والے سے) بھئی ذرا دیا سلائی دینا۔

**شکرم والا۔** بہت خوب کہکر دیا سلائی لینے چلا۔ تھوڑی دُور نہیں گیا تھا کہ ظریف نے آواز دی۔ او میاں شکرم والے ذرا ٹھہرنا (نسیمن کی طرف متوجہ ہوکر) ذرا تم ٹھہری رہو میں ہی دیا سلائی لیے آتا ہوں قسم ہے اگر جاؤگی تو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

**نسیمن۔** بہت اچھا جائیے مگر جلد آئیے۔ اگر وہ دونوں صاحب آئیں گے تو میں سوار ہو جاؤنگی۔

ظریف الدولہ نے شکرم والے کے پاس پہونچکر پوچھا کہ یہ کون ہے۔

**شکرم والا۔** اجی میاں یہ دلّی کی رنڈی ہے۔ یہاں کے کسی جاگیردار کے پاس نوکر ہے۔ انہوں نے یہاں آنے کا وعدہ کیا تھا اس کو اول روانہ کردیا۔ انھیں کے انتظار میں بیٹھی ہے۔ جاگیردار صاحب کا

ایک خانساماں بھی اس کے ساتھ آیا تھا۔ تاڑی لینے گیا ہے۔

ظریف۔ کوئی ہو۔ مگر صورت بھی پیاری۔ آور آواز بھی پیاری۔
یہ رنڈی مزاج شاہانہ پایا ہے۔

داوجی۔ قربان آپ کے۔ رنڈی کا مزاج شاہانہ۔ کیا کہنا۔ غالباً
صرف راگ کے لحاظ سے شاہانہ کہا گیا ہو۔

ظریف۔ بھلا اِسکو ہمارے گھر لاؤ گے۔

شکرم والا۔ میاں یہ نوکر ہے ورنہ اِس کا لانا کونسی بڑی بات تھی

ظریف۔ خیر کوشش تو کرو کہ ہمارے گھر آجائے۔

شکرم والا۔ اچھا میاں جان لڑا دیتا ہون۔

ظریف۔ انعام بھی خاصہ پاؤ گے۔

نواب ذیشان نے دیکھا کہ بڈھا جدھر جاتا ہے اُدھر ہی کا ہو جاتا
ہے پھر رفیق کے ساتھ اُسی سمت روانہ ہوئے۔ جسطرف ظریف
اور نسیمن تھے۔ نسیمن نے دیکھا کہ دونون گھبر وآرہے ہین فوراً شکرم
مین بیٹھی اور شکرم والے کو آواز دی۔

شکرم والا۔ (ظریف سے) میان جاتا ہون ضرور کوشش کرونگا

(یہ کہکر دوڑا)

**ظریف** - ارے میان ٹھہر توسہی کمبخت بات تو پوری کرلے -

**شکرم والا** - میان معاف کرو - گھر پر حاضر ہونگا -

**ظریف** - آپ ہی آپ بڑبڑاتے ہوئے چلے - راستے مین نواب اور رفیق سے ملاقات ہوئی -

**ظریف** - (جھنجلا کر) بس تم لوگون نے سارا معاملہ خاک مین ملادیا - اپنی اپنی گاتے ہو - دوسرون کی سُنتے نہین -

**نواب** - خیر خفا نہو جیے - کہئیے ہوا کیا - یہ کون تھی -

**ظریف** - ہے تو رنڈی - مگر مجھے اُسنے جھانسا دیا - قتالۂ عالم ہے - واللہ گلا کیا ہے بانسری ہے -

**نواب** - رنڈی - رنڈی -

**ظریف** - جی ہان پھر کون -

**نواب** - لاحول ولا قوۃ -

**ظریف** - جی پھر کیا - آپ شریف زادی سمجھتے تھے - سبحان اللہ

**نواب** - بس تو خدا حافظ -

ظریف۔ کیا چلے۔

نواب۔ جی ہان اور کیا بس ہوا خوری ہو چکی۔

ظریف۔ ہم تو اس کو گا نٹھینگے۔

نواب۔ آپ کو اختیار ہے۔

ظریف۔ اجی میان ایک بات کہنا بھول گیا۔ شب مین خواب دیکھا کہ آپ کہین سفر مین ہین اور مین بھی ہمراہ ہون صبح ہی صبح دیکھیے خواب سچا ہو گیا۔

نواب۔ یہ بھی کوئی سفر ہے۔ خواب سچا ہے آپکا سُندرپلی۔ نواب جانی کی جاگیر جانے کا قصد ہے۔ کل انشا اللہ روانہ ہونگا۔

ظریف۔ پھر ہم سے کیون نہ کہا کہ ہم تیاری کر لیتے۔

نواب۔ تیاری ہی کیا ہے۔ بس میرے ساتھ چلیے دو روز ٹھہر کر واپس آئینگے نواب جانی کے یہان دعوت ہے۔

ظریف۔ واہ ہمارا خواب آخر سچ نکلا۔ مگر میان کیا چیز ہاتھ ہی گئی ہے۔

**نواب** - لاحول ولا قوۃ چیز ہی کیا تھی۔

**ظریف** - میان یہ صحیح - مگر سچ کہو کیا حسن ہے اور پھر آواز جادو بھری ، روناگانا کسے نہین آتا - مگر اس کی بات ہی اور ہے - کیا کوئی طائفہ کل ساتھ چلیگا -

**نواب** - جی نہین - طائفہ وغیرہ تو صرف رسم شادی وغیرہ مین دل بہلانے کے لیے ٹھیک ہے وہ بھی آپ لوگون کی خاطر سے -

غرض (نواب) اور رفیق اور ظریف الدولہ یہ تینون راستے مین باتین کرتے ہوے گاڑی تک پہونچے - اور گاڑی پر سوار ہوکر مکان مین داخل ہوے - خانساماں کو بلاکر حکم دیا کہ کل سندیلے جائینگے - گاڑی زر روڈ کرنے کے لیے **حشمت اللہ منشی** سے کہدیا جائے -

**ظریف** - ہمارے خرچ اخراجات کے لیے -

**نواب** - (ہنسکر) پانچ روپیہ کافی ہونگے -

**ظریف** - کیا گڑگدا ہون - پھر ایسی بات نہ کہنا -

**نواب** - بہت خوب آپ خفا نہ ہون -

خانساماں سے نواب نے کہا کہ سو روپے قلندر اور نانا کی خدمتیں
گزرانے جائیں۔

**ظریف**۔ (دعائیں دیکر) میاں ذرا گھر ہو کر آتا ہون۔ بڑھیا سے بھی
ملاقات کر لون۔ مگر یہ تو کہو اور کون ساتھ ہوگا۔

**نواب**۔ قلندر اور رفیق صاحب ہون گے اس لیے کہ وہ بھی
مدعو ہین۔

**ظریف**۔ بہت اچھا بندہ حاضر ہوتا ہے۔

میاں ظریف مکان گئے اور پچاس روپے بیوی کے حوالے
کرکے باقی بغل مین رکھے۔

دوسرے روز صبح کو نواب۔ قلندر۔ رفیق اور ظریف۔ دن بھی
اسٹیشن پر جا پہونچے۔ اور ادھر گاڑی نے سیٹی دی۔ سب سوار
ہوے پھر سیٹی ہوئی یہ جا وہ جا نظرون سے غائب۔

**ظریف**۔ بھئی واللہ ریل کی سواری کی بھی عجب کیفیت ہے
دم کے دم مین کہان سے کہان لیجاتی ہے۔ اور پھر فرسٹ کلاس
کا آرام نقل کفر کفر نباشد یہ آرام وہان بھی نصیب نہ ہوگا۔

**نواب**۔ کہاں۔ کیا جنت میں۔

**ظریف**۔ جی بس اب آگے نہ پڑھیے سچ کہا۔ منصور کو سولی دیگئی تھی اب تو پیٹ میں چوہے قلا بازیاں کھارہے ہیں۔ چھچھوندیوں کی ٹھہرے تو بات ہے ورنہ بندہ ۔ ۔ ۔

**نواب**۔ جی اب یہاں معاف رکھیے۔

**ظریف**۔ اُف! غضب!! ہائے۔ بخدا دشمنوں کی تو جان جائیگی یہ اچھی سنائی۔ واللہ اسوقت میں تو لوٹن کبوتر ہو رہا ہوں۔

**قلندر**۔ بہت تری دُھن میں رہتا۔ کیوں بچا۔ اُس روز ہم اور نواب بھوکے رہے اور آپ نے اپنا پیٹ ایسا ڈانٹ کر بھرا جیسے کنجڑے مُردی کو گودمیں رکھکر مٹی پتھر سے ٹھونس ٹھونس کر بھر دیتے ہیں۔ بچا اب رہو بھوکے۔

**ظریف**۔ لاحول ولا قوۃ۔ تم تو عجب پاگل جانگلو ہو۔ ہماری قوی کیا۔ اور کھانا کیا۔ اتنی بھی سمجھ نہیں کہ ہم کھاتے ہیں تو کیا کھاتے ہیں دو چپاتیاں کھائیں اور پیٹ بھر گیا۔

غرض کچھ وقت باتوں میں گذرا۔

(اتنے مین ریل نے سیٹی دی)

خوانچہ والا۔ لے مٹائی (مٹھائی) پوری کچوری تاجی تاجی۔ (تازی تازی) گرما گرم۔

ظریف۔ ارے مٹھائی والے۔ او مٹھائی والے۔ اِدھر آ۔ اِدھر آ۔

خوانچہ والا۔ ہوت۔ (خوانچہ لیکر آیا)

ظریف۔ پہلے تو یہ بتا۔ یہ کونسا اسٹیشن ہے۔

نواب۔ لاحول ولاقوۃ۔ وہ تختے پر نام لکھا ہے پڑہ کیون نہین لیتے۔

قلندر۔ اندھا ہو گیا ہے۔

ظریف۔ بھئی۔ اسوقت تو بھوک کی دھن مین اونٹ بھی سجھائی نہین دیتا۔ ذرا مٹھائی تو لینے دو۔

نواب اور قلندر گاڑی سے اُتر کر ہوٹل مین داخل ہوئے۔

ظریف (خوانچے والے سے) کیون بھیّا۔ یہ برفی کتنے سیر دوگے۔

خوانچہ والا۔ روپیّا (روپیہ) سیر۔

ظریف۔ اُنھ۔ سچ کہو۔ آٹھ آنے سیر دوگے۔

**خوانچہ والا**۔ (ناصائب (صاحب)

**ظریف**۔ بھلا بارہ آنے سے۔

**خوانچہ والا**۔ کا پھرماتے ہین۔ (کیا فرماتے ہین) رُپیا سے (روپیہ سے) ایک پھوٹی کوڑی کمی ناہین۔ (کم نہین) دینگے۔

**ظریف**۔ (جھُنجلاکر) تیری ایسی تیسی۔

**خوانچہ والا**۔ جبان (زبان) سنبھالکر (سنبھالکر) مٹھائی کھرید وسگے (خرید وسگے) یا جبان (زبان) سے گالی گپت کروگے۔

**ظریف**۔ تو پھر کیا بک رہا ہے۔ ایسی خراب برفی اور روپیہ سیر

(خوانچہ والا چلا)

**ظریف**۔ ابے چودہ آنے سے۔

(خوانچہ والے نے ہاتھ ہلایا) یعنی نہین نہین۔

**ظریف**۔ بھلا روپے سے ہی سہی۔ (آہستہ سے) بہت تیز استیا ناس جائے۔ کمبخت یہ بھی نصیبون سے گاؤدی ملا۔

(روپیہ دیکر ایک سیر برفی لی)

اسٹیشن پر بھشتی نے پانی پانی کی صدا لگائی۔

**ظریف**۔ او پانی والے۔ (کٹورا سامنے کر دیا)

**بھشتی** نے پانی دیا۔ اور سلام کیا۔

**ظریف** نے ایک پیسہ پھینکدیا۔

ظریف نے اسقدر شیرینی کھائی کہ لب بند ہو گئے۔ پانی پیکر گاڑی سے نیچے اترے۔ اب نواب کی تلاش شروع ہوئی۔ ہر ایک سے پوچھتے ہیں ارے میاں کوئی جوان گبھرو دیکھا ہے۔

**پورٹر**۔ کیا لمبی سی بھری داڑھی۔

**ظریف**۔ نہیں جی۔ انکی لمبی ڈاڑھی کہاں ہے۔

**پورٹر**۔ کیا پست کد (پستہ قد) جن کے ساتھ ایک بڈھے تھے۔

**ظریف**۔ ہان ہان۔ وہی وہی۔

**پورٹر**۔ (انگلی سے اشارہ کرکے) وہ ہوٹل میں ہیں۔

**ظریف**۔ چلتے چلتے۔ (پورٹر سے) بھیّا تھوڑی سی آگ تو دو۔

پورٹر نے مزدور سے کہدیا۔

مزدور ایک کنڈا جلتا ہوا لایا اور کہا ہجور (حضور) یہ آگ لیجیے

**ظریف**۔ ارے توبہ۔ اسے لیکر کیا کرین۔ بھلا اس سے تو اسلگیگا؟

مزدور۔ ہیان (یہان) تو یہی آگ ملیگی (ملیگی)

ظریف۔ نہین بھئی۔ اس سے تو نہ سُلگیگا۔ کوئلے کی آگ لادو۔

مزدور۔ بہت کھوب۔ (خوب) دیکھے آؤن ملتی ہے کا نہین۔ (کہ نہین)

ظریف۔ ارے کیا ہوٹل مین نہ ہوگی۔

مزدور۔ ناہجور۔ (نہین حضور) اونا ہین دیونگے۔ (نہین دینگے)

ظریف۔ ابے کیا باتین ہی بگھاریگا۔ یا مانگیگا بھی۔ لاحول ولاقوۃ ذرا سی آگ کے لیے آدھ گھنٹہ ہوگیا۔ اب گاڑی چلا چاہتی ہے

(مزدور چڑھ گیا)

مزدور۔ بھلی بات ہے۔ جری سی بات مین (ذری سی) ایسے تیکھے ہوئے گیو۔ (ہوگئے)

ظریف۔ ابے کیا کہا چونچ سنبھال زیادہ بڑھیگا تو بے ایمان گردن ہی ناپ دونگا۔

مزدور۔ کاہم (کیا ہم) تمھار اگلام (غلام) ہے۔ پولیس سے کہے آؤن۔ (کہہ آؤن) تو مجا (مزا) مالوم (معلوم) ہوت ہے (ہوتا ہے)

**ظریف**۔ پھر وہی لگائی ڈنڑے ایک چپت جمادی)

**مزدور**۔ تو خنگا تھا ہی۔ پٹ گیا۔ اسٹیشن پر شور ہو گیا۔ ارے

ارے رے۔ وہ دے مارا ادھٗن سے زمین پر۔

**ظریف**۔ یا علیؑ۔ بہت بڑی مزدور کی دُم مین رسّا۔ بدمعاش کہکر

پھر لپکے۔

(لوگون نے چھڑا دیا)

پُولیس نے دونون کو گرفتار کیا۔

نواب اور قلندر نے جو شور سُنا دیکھنے دوڑے۔ یہان ظریف اور

مزدور دونون آگے۔ پولیس کا جوان پیچھے پیچھے لوگ ساتھ جمع ہین سواری جا رہی ہے

**نواب**۔ (پولیس مین سے) یہ ہمارا آدمی ہے کہان لیے جاتے ہو

(ظریف کا ہاتھ پکڑ کر روک لیا)

**پولیس مین**۔ جناب آپ کچھ نہ فرمایئے۔ انھین ہمارے ساتھ جانا ہوگا۔

**نواب**۔ نہین نہین۔ جاؤ اسٹیشن ماسٹر سے اطلاع کرو۔

پولیس مین نے دوسرے جوان کو کھڑا کر دیا۔ اور آپ جا کر اسٹیشن ماسٹر سے رپورٹ کی

**اسٹیشن ماسٹر**۔ او۔ ول۔ وہ کون ہے ہم چلے گا۔

اسٹیشن ماسٹر آیا۔ دیکھا کہ نواب ہین۔

**اسٹیشن ماسٹر**۔ وِل آپ ہین۔ یہ کسکا آڈمی (آدمی) ہے۔

**نواب**۔ جی۔ یہ میرے دوست ہین۔

**اسٹیشن ماسٹر**۔ ہو اکیا۔

**مزدور**۔ کاہین سسُرنے دَھقّا جما دیو۔

**ظریف**۔ ابے مسخرے پھر وہی کہیگا۔

**اسٹیشن ماسٹر**۔ آپ کھپا (خفا) مت ہو۔

**ظریف**۔ جی ہان وہ ہم پر مُنہ آئے۔ اور ہم کچھ کہین تو آپ فرماتے ہین کھپا مت ہو۔

**اسٹیشن ماسٹر**۔ (پولیس مین سے) وَل۔ مزڈور (مزدور) کو نکال دو (ظریف اور نواب سے) آپ لوگ جائیے گاری (گاڑی) کا وکت (وقت) کریب (قریب) آگیا۔

ظریف۔ نواب۔ رفیق۔ جھٹ سے گاڑی مین داخل ہوئے۔

**نواب**۔ (ظریف سے) آپ بھی عجب آدمی ہین۔ مزدور سے لڑ بیٹھے۔

ظریف - اجی میان کیا کہین - حقہ کے لیے تھوڑی سی آگ مانگی - بڑی بی بیان نے جھٹ لگائی - ہمین کہان برداشت - ایک ہلکی سی چپت جمادی بس لیجیے چپت جمانا ہی تھا کہ وہ خنگادیو کا دیولیپٹ ہی گیا - اور وہ پٹخنی دی اور اس زور سے دے مارا کہ توبہ ہی بھلی -

نواب اور قلندر اور رفیق نے اس دے مارنے پر ایک فرمایشی قہقہہ لگایا -

قلندر - تمھاری ہی سر اٹھی - ہاتھ پاؤن تو بڑے کے اور خنگون سی لڑتے ہین - ہت تری اچھا ہوا - کاش رگڑ ہی ڈالتا -

ظریف - واللہ ہڈیان چورا کر دیتا - مسل ڈالتا -

رفیق - جی ہان گرے بھی اور ناک اونچی -

(پھر ہنسی ہوئی - آہا - ہا - ہا - ہا)

وہ سیٹی ہوئی - وہ گاڑی چلی - بھک - بھک بھک -

ظریف - بھئی واللہ - گردن مین درد ہو رہا ہے -

نواب - تبسم کرکے - خاموش -

ظریف - سب کچھ ہوا - مگر یار حقہ نہ پیا -

نواب نے سگار نکال کر دیا۔

**ظریف**۔ لاحول ولاقوۃ۔ یہ تو کبھی نہ پیونگا۔ آپ **مسٹلجان** (جنٹلمین) ہین۔ آپ ہی کو مبارک رہے۔

**نواب**۔ پھر کیا پیوگے۔

**ظریف**۔ اسکے اسٹیشن پر تو آگ ملیگی۔

**قلندر**۔ جی ایک اور گردنی ملیگی۔

**ظریف**۔ ہر روز عید نیست کہ حلوا خورد کسے۔ سروہی تو بس اب پاس ہی رکھینگے۔ کسی نے آنکھ ملائی تو وہ ہاتھ دون کہ بس اسے چھٹی کا دودھ یاد آجائے۔

(سیٹی ہوئی۔ گاڑی کھڑی ہوگئی)

**ظریف**۔ او سپاہی۔ یہان آؤ۔ ذرا آگ تو دو۔

**پولیس مین**۔ گاڑی مین آگ رکھنا منع ہے۔

**ظریف**۔ لاحول ولاقوۃ۔ کیا بُرے پھنسے ہین۔ ابھی حُقّہ بیکر پھینکدینگے کیا توشہ ہے۔ خزانہ ہے۔ جو ساتھ رکھے رہین۔

پولیس مین نے مزدور سے کہا۔ مزدور نے آگ لا دی۔

**قلندر**- لو اب پی لو-

استنے مین گھنٹی بجی- اور گاڑی چلی-

**ظریف**- کمبخت یہ گاڑی ٹھہرتی ہی نہین- تھوڑی دیر اور ٹھہرتی تو بے فکری سے حُقّہ پی لیتے-

**نواب**- اجی ناناکیا اب آپ سے حُقّہ نہین پیا جاتا-

**رفیق**- انکو حُقّہ پیتے رہنے دیجیے اور ہم **سُندرپلی** چلے جائین-

**ظریف**- واہ کیا کہنا- استاد- ایک جگہ تو ٹھنی دلوائی اب یہان ٹھہرا کر کسی سے پھر ہمکو بھڑا دوگے ہمارا کچومر ہی نکل جائے-

**قلندر**- قبلۂ حاجات آپکا کچومر اگر نکل جائے تو سب سے اول بندہ خوش ہوگا-

**ظریف**- اچھا جب چھوڑوگے اُسوقت دیکھا جائیگا مگر یہ تو کہو کہ **سُندرپلی** ابھی کتنی دُور ہے-

**نواب**- بس اب آگئے قریب- تھوڑی دیر مین **شاہ آباد** پہونچتے ہین وہان سے دو تین گھنٹے کا راستہ گاڑی کا ہے-

**ظریف**- سب کچھ ہو اگر یہ معلوم نہین کہ دعوت کاہیکی ہے-

**نواب**- نواب جانی نے ایک مجلس قرار دی ہے- بڑی قومی ہمدرد ہین- ہمیشہ انکو قومی کامون سے دلچسپی رہتی ہے اور تقریر کے بہت شوقین- کوئی نہ کوئی سبب پیدا کر لیتے ہین- اور لکچر خود بھی دیتے ہین اور سُنتے بھی ہین-

**ظریف**- توبہ توبہ کیا سوکھا سا کھا جلسہ ہے ہم تو باز آئے ہم مجلس وجلس مین نہ چلینگے-

**قلندر**- پھر کہان رہوگے- مدک خانے مین؟

**ظریف**- اُنھ مدک خانے کی ایک ہی کہی- لاحول ولاقوۃ اب مدک خانے کا جو خیال کرے اُس پر سہ حرف-

**نواب**- ہان نانا- جزاک اللہ فی الدارین خیرا-

**ظریف**- بندگی میان- جزاکم اللہ فی الدارین خیرا- کہنا چاہیے تھا

**قلندر**- (ہنسکر) کیا خوب یہ اصلاح بھی آپ ہی کے لیے سزاوار ہے

استنے مین سیٹی ہوئی سب تیار ہوگئے اسٹیشن پر گاڑی ٹھہری-

نواب جانی نے اپنے معزز مہمان نواب ذیشان کا تپاک سے استقبال کیا۔ اور مصافحہ کے بعد گلے ملے۔ ساتھیوں سے بھی خوش خلقی سے ملاقات کی۔

بریک گاڑی آئی۔ اُس میں معزز میزبان اور معزز مہمان رفیق قلندر۔ ظریف۔ اور نواب جانی کے ایک رفیق شفیق جان صاحب سوار ہو کر عیش منزل پہونچے۔

یہ مکان نواب جانی کا بنایا ہوا ہے۔ اور نہایت خوشنما خوش منظر ہے۔ سب گاڑیوں سے اُتر کر ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے۔

نواب جانی نے کہا کہ آپ کے لیے اوپر کی منزل تیار ہے۔

**نواب۔** آپ کی مہربانی اگر یہیں ایک حجرہ مل جاتا تو کافی تھا۔

**ظریف۔** (نواب جانی سے) اجی میاں مابدولت کے لیے کونسی جگہ قرار پائی ہے۔

**نواب جانی۔** آپ کے لیے بندے کا دل۔ اس سے بڑھکر بھی آپکو کوئی مکان مل سکتا ہے۔

**ظریف**۔ یہ آپ کی مہربانی ہے۔ مگر بظاہر فرما دیجیے کہ بابدولت اپنا سامان کہان رکھین۔

**نواب جانی**۔ جسقدر میرے دوست کے ہمراہی ہین اُن سب کے لیے اوپرہی حجرے تجویز کیے گئے ہین۔

**ظریف**۔ یہ ٹیڑھی کھیر ہے۔ ہر وقت اوپر سے نیچے اُتر نا دم ناک مین آجائے گا۔

**نواب جانی**۔ اجی ناناتم تو اپنے آپ کو جوان کہتے ہو پھر یہ ضعیف پیری کیسا۔ کہ آپ کو اُترنے مین دقّت ہوگی۔

**ظریف**۔ اجی میان۔ ضعف پیری کیسا مگر ہون بہت نازک۔

**قلندر**۔ سُبحان اللہ کیا نزاکت ہے۔

**جانصاحب**۔ (ہمارے ہیرو نواب ذیشان کی طرف متوجہ ہوکر) حضور۔ اِس بڈھے کو آج شب کے لیے بندے کے حوالے کیجیے۔

**ظریف**۔ (گھرک کر) کیون بے لونڈے آگیا اپنی اصل پر۔ لائی رنگ گلہری۔

**جانصاحب**۔ قبلہ بندہ لونڈا کس طرح ہے۔ پچاس کا توسن اور پھر لونڈا۔

**ظریف**۔ خدا مغفرت کرے۔ میرا پہلا لڑکا اگر ہوتا تو وہ بھی اسوقت پچاس کا ہوتا (رونی صورت بناکر) افسوس۔

**ہیرو نواب**۔ نانا اسوقت ایسا ذکر نہ کیجیے۔ الغرض یہ قرار پایا کہ نواب اور نواب کے ہمراہی سب اوپر ہی رہین۔

مہمانِ ذیشان۔ میزبان سے رخصت ہوکر اوپر چلے۔

**ظریف**۔ (نواب جانی سے) اجی میان یہ توکہو کہ صرف مجلس ہی مجلس ہے۔ یا عیش منزل مین کچھ عیش کا سامان بھی مہیا ہے۔

**نواب جانی**۔ ضرور۔ ضرور۔ ضرور۔ شب تو ہونے دیجیے پھر دیکھیے کہ عیش منزل مین کس طرح پریان اندر کے اکھاڑے سے آتی ہین۔

**ظریف**۔ قربان اس آواز کے۔ اب تو جتنے دن کہو بندہ رہنے کے لیے تیار ہے۔

**قلندر بھٹی**۔ واللہ۔ ہمارا بھی جی خوش ہوگیا۔ آزادہ دن کو بغیر

سماع کے چین کب آتا ہے۔

**ظریف**۔ اور مایہ دولت بھی تو تمہارے پیر بھائی ہین۔

**قلندر**۔ اسمین کیا شک۔ تم مین ڈُم کی کسر ہے۔

**ظریف**۔ اُنھہ۔ کسر نہ دوسر۔ خدا کرے شب جلد ہی ہو۔

بہرحال سب اوپر گئے۔ اور اپنی اپنی جگہہ فروکش ہوے۔ ظریف نے اس عمارت کی تعریف مین بہت مبالغہ کیا۔ یہانتک کہہ گزرے کہ۔

اگر فردوس بر روے زمین است
ہمین است وہمین است وہمین است

## عیش کی رات

لیلاے شب جب بدر کی صورت مین اپنا دلفریب جلوہ دکھانے کو رونق افروز ہوئی۔ ہمارے معزز میزبان نواب جانی۔ اور معزز مہمان نواب ذیشان مع اپنے ہمراہیون کے ڈنر سے فارغ ہوکر بزم عیش

مین جلوہ فرما ہوے - اِدھر سُفید اور سُرخ پوشون کی قطار اُدھر نوخیزان سبز بخت کی جوبن کی بہار - اِدھر نظارہ بازی - اُدھر شوخی و طنازی - ادھر کشتگان خنجر تسلیم - اُدھر قاتلان بخوف و بیم - اِدھر خستہ دلان بسمل کا تڑپنا - اُدھر ماہ رویانِ غمزہ و انداز - عشوہ و کرشمہ و ناز - ادھر صدا ے چنگ و مطرب و نے کا شور اُدھر سیمین تنان سنگدل کے حسن پرآشوب کا زور - انھین مین تین چار نازک بدن سیمین تن - گل اندام - گلفام شیرین لب - سیم غبغب - اپنی اپنی سُریلی آوازون سے یہ مبارکباد گانے لگین -

## غزل مبارکباد

شہا تو طرب بیشتر مبارکباد
نشاط و شادی و فتح و ظفر مبارکباد

بگوش لولوے شہوار رمینت بادا
بہ یم صدف و صدف را گہر مبارکباد

قباے بادشہی بر قد ہمایونت
کلاہ و تاج بسالت بسر مبارکباد

نگین وطرهٔ و اورنگ و قبضهٔ و صمصام

مطیع خسرو جمشید فر مبارک باد

همیشه نیّر اقبال تو بود به شرف

همیشه سکّهٔ نامت به زر مبارک باد

هر آنچه رفعت و شوکت خدا عطا کرده

بشاهِ آصفِ پاکر و فر مبارک باد

ز القاب و عدو را فنا بود دائم

دعاے شاد بود پر اثر مبارک باد

جان صاحب نے اُن سیمین تنوں کی دلفریبانہ اداؤں اور جانبخش باتوں آوازوں سے از خود رفتہ ہو کے محو دیدار آئینہ سان حیران بنکر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا شروع کیا۔ اور آپ ہی آپ مستانہ وار جھوم جھوم کر بصد شوق پکار اُٹھے کہ

اثر لبھانے کا پیارے تری زبان میں ہے

کسیکی آنکھ میں جادو ترے بیان میں ہے

یہی معلوم ہوتا تھا کہ پھر آگے جیتے ہیں۔ انگلیاں نہ تھمتی تھیں

گھڑی مین مجلس مین جدھر نظر کیجیے وجد کی حالت ہے طبلے کی
تھاپ بائین کی گمک وہ کام کر رہی تھی کہ واہ جی واہ۔ مزید بر ان
پازیب کی جھنکار۔ گھونگروؤن کی چھم چھم۔ اٹکھیلیون کی چال دل کو پامال
کیے دیتی تھی۔ اس رفتار کے صدقے جائیے۔ جس سے
خفتگان کنج مزار اٹھ اٹھ کے عالم حیرت مین محو نظارۂ جمال ہو جائین
اس اونچے سُرون کی تان پر دل وجان کو قربان کیجیے جسے سُن کر
میان تان سین بھی کھینچ تان مین پڑ جائین۔ کوئی پری نزاد کمر کی
لچک سے سب کو عدم آباد کی سیر کرا رہی تھی۔ کوئی جادو نژاد
اُبھرے اُبھرے جوبن سے آنچل ہٹا کر گو مگو کچھ کچھ راز کے
انداز دکھا کر خنجر ناز گلوے عشاق پہ دھر رہی تھی۔
کسی کی چشم مخمور کا یہ کنایہ تھا کہ رسیلے نینون کو دکھا کر
وحشیان آہو خصال کو قید کر کے دھما چوکڑی مچاؤن۔
کسی کمان ابرو کا یہ اشارہ تھا کہ تیغ آبدار نگاہ کی چمک
دکھاؤن تو طائر دل مضطر کو قید ہستی سے چھڑا کر راہ شوق مین
اُڑاؤن۔

اُس محفلِ نشاط آئین مین ایک معشوقِ کجکلاہ نے حسبِ
فرمایشِ قلندر شاہ۔ حافظ شیراز کی یہ غزل گائی۔ ؎

غلامِ نرگسِ مستِ تو تاجدارانند

خرابِ بادہ لعلِ تو ہوشیارانند

بہاگ کی دھن مین سُناکر وہ لطف دکھایا کہ جان صاحب نے
بے اختیار بادہ وجد سے مدہوش ہوکر پگڑی اُچھالی۔ اور ہُو ہُو کے
نعرے لگاکر بیخودانہ اُس سیمتن گلبدن کی چٹ چٹ بلائین
لے لین۔ اور تین بار اُس کے گرد تصدق ہوکر دیوانہ وار حسبِ
حال یہ شعر پڑھنے لگے۔

درونِ سینۂ من زخم بی نشان زدہ

بحیرتم کہ عجب تیر بے کمان زدہ

اُدھر قلندر شاہ دلِ پُر اضطرار کو ہاتھون سے تھام کر بمصداقِ
بیتِ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ۔ ؎

عاشقان کُشتگانِ معشوق اند

بر نیاید ز کُشتگان آواز

بادۂ عشق سے بیہوش ہو گئے۔ میان ظریف نے جان صاحب
کا جب یہ حال دیکھا۔ ہاتھ پکڑ کر کہنے لگے۔ کہ ارے میان۔ اتنی
ہی مین کیون کھو گئے۔ خیر تو ہے یہ اضطراب اور بیقراری کیسی
ابھی سے بدمستی کی پتنگ پر چڑھ گئے۔ اور رنگ سے بے رنگ
ہو کر حد سے بڑھ گئے۔ خدا خدا کرو۔ ابھی تو کمسن ہو۔ جمعہ جمعہ
آٹھ دن کی پیدائش۔ ابھی انڈے سے باہر قدم نہین رکھا بہتر
ہوگا کہ آپ اس بزم سے بستر اٹھائیے اور اپنے گھر تشریف
لے جائیے۔

جان صاحب۔ اے قبلۂ حاجات۔ آپ کس کیفیت کی مولی
ہین۔ جو ناصح مشفق کی طرح نصیحت ضائع کر رہے ہین۔

اجی جناب بمصداق مصرعۂ مرزا غالب مرحوم ع

مین سمجھونگا تو پھر فرمائیے سمجھائینگے کیا

اپنا اپنا اختیار۔ خواہ کوئی اپنا جی گنوا ئے۔ یا ہستی کو مٹائے

ظریف۔ واہ میان شاباش۔ ع

بدین عقل و دانش بباید گریست

ارے میاں ... ہوس کی لو۔ ابھی بقول شخصے ہونٹون کا دودھ نہین سوکھا۔ ایک ... پیالی کے خمار ہین اگر ؎

عاشقان کشتگانِ معشوق اند

برنیاید ز کشتگان آواز

کہکر لو ... جانے کا نام عشق ہے۔ کیا آپ نے حضرت حافظ شیراز ... پر کبھی نہین پڑھا۔ ع

... مستی ... سمجھیا ...

... ہے۔ جبتک بنت العنب سر پر سوار ہے جب وہ ہوا ہوجائے تو ... آپ سے عشق و عاشقی کا نشہ ہرن ہوا جاتا ہے۔ جناب عاشقی ... کا نام نہین یہ تو بقول مولانا رومؒ ؎

این نہ عشق ست آنکہ در مردم بود

این فسادِ خوردنِ گندم بود

عشق کی تو وہ شان ہے کہ جسپر حضرت امیر خسرو علیہ الرحمہ فرماتے ہین ؎

عشق را نازم کہ یوسف را بہ بازار آورد
ہمچو صنعاں زاہدے را زیر زنار آورد
دار را معراج مید انند سرداران عشق
عشق سے ہر بوالہوس ابر سر دار آورد

بوالہوسی کو کام نہ فرمایئے۔ اور ٹھنڈے ٹھنڈے یہاں ا
کافور ہو جایئے۔ یہ کہکر زور سے ڈانٹ کر دیا
جان صاحب

ظریف نے یا خدا کہکر بل کھایا اور جھٹ پینترا بدل کر سرو
کھینچی۔ اور کہا اُڑ ادون پنگوڑی۔ نامعقول۔ اُلّو کی دُم فاختہ۔ ا
بیجا حرکت اور یہ شیطنت کیا کہوں رحم آتا ہے۔ ورنہ دو ہی ٹکڑے
کر دیتا اور دل کا ارمان خوب نکالتا۔

بس سروہی کھینچنا تھا کہ نواب نے اور میزبان نے قہقہہ
لگایا۔ اور ہنسی سے کہا ہاں۔ ہاں۔ ہاں۔ خبردار۔ خبردار۔ خبردار
چھین لو۔ چھین لو۔ چھین لو۔ مارنے نہ پائے

اُدھر صبح کی توپ - دَن - دَنا نا نا - دغی اور اِدھر جلسہ برخاست ہوا -

نواب اور معزز میزبان نے صبح کی نماز پڑھی اور میان ظریف سے چہ میگوئیان شروع کین - اتنے مین خانسامان نے عرض کیا کہ حضور پولیس کا دفعدار حاضر ہے - اور کچھ عرض کرنا چاہتا ہے -

**نواب جانی** - پولیس کا دفعدار کیون آیا - خیر بلا لو - پھر ہنسکر ظریف سے کہا ، نانا اب تمھاری شامت آئی -

**ظریف** - بخدا مجھے ذرا بھی کچھ کہا تو وہ تلوارین برساؤن - وہ تو پھر وہیان لگاؤن کہ چھٹی کا دوودھ یاد آجائے -

اتنے مین پولیس کے دفعدار نے حاضر ہو کر سلامی اُتاری -

**دفعدار** - حضور شب مین جو یہان واقعہ ہوا جان صاحب نے اُس کی رپورٹ کی - ایک شخص مجروح ہوا ہے - اُسکی زیست کی اُمید نہین - گولی برابر بیٹھی ہے اُسکی تحقیقات آپ کے علاقے کے میان ظریف کو ہی ہین اُنسے کرنی ہے - اجازت ہو تو تھوڑی

دیر کے لیے اُنکو لے جاؤن۔

**ظریف**۔(دفعدار سے) کیا کہا میان۔ ذرا پھر تو کہو۔ نواب ذی شان اور میزبان نے تبسّم کیا۔ اس لیے کہ یہ سب اُنکے سکھانے سے ہو رہا ہے (آہستہ سے) اجی نانا۔ ذرا چپ رہو۔

**ظریف**۔ واہ میان خوب انصاف ہے۔ نیکی برباد گُناہ لازم یہ بات ہے کہ اُس لونڈے کے ساتھ ہمنے نیکی کی۔ وُہ اُلٹا ہماری گلے پڑا۔ وَنْ سے ایک گھونسا رسید کیا۔ بندوق کس نے چلائی۔ گولی کہان کی۔ اور جھٹ سے پھر ہمین پہ نالش۔ انسپکٹر بلا دریافت بے سبب ہمین بلواتے ہین۔ سمجھا وہ تو کیا اُنکے فرشتے خان بھی اگر بلوائین تو نہ جاؤن۔ ہرگز نہ جاؤن۔

**نواب جانی**۔ حضرت بزرگ ذرا خاموش تو رہو۔ اب تمھین کون کہتا ہے کہ جاؤ۔ اور کس نے بلایا۔ اگر بلایا بھی تو کیا ہوا۔

استنے مین ایک سوار آیا۔ اور دفعدار۔ دفعدار۔ دفعدار کہکر پکارا۔

**دفعدار**- (چونک کر) کیون کون ہے - کیا ہے -

**سوار**- مین ہون -

**دفعدار**- کیا ہے -

**سوار**- مجرم گرفتار ہوگیا ہے - میان ظریف جو نواب صاحب کے علاقے مین ہین اُنسے تحقیقات کی ضرورت نہین رہی اس لیے انسپکٹر صاحب نے تمکو واپس ہونے کا حکم دیا ہے -

**ظریف**- نے جو اتنا سُنا باچھین کھل گئین (شیر کیطرح ڈکار کر) - کیون میان سوار پھر کہو - کیا ماجرا ہوا - سوار نے مکرر دُہرایا -

**ظریف**- ہان اب کیون نہ انسپکٹر صاحب کہینگے - قربان اُس خدا کے سچ سچ ہے اور جھوٹ جھوٹ - واللہ آج اگر اس معاملے مین زور ہوتا تو بندہ تھا اور ساری خدائی - ایک ایک کی خبر لیتا - آنے تو دو اُس لونڈے جانصاحب کو -

**قلندر**- ارے میان - ایسی بے تکی باتین نہ بگھارو - لاحول ولاقوۃ شیطان کی پھٹکار اس صورت اور اس جثّے پر - او ہو ہو تم چھچھوندر اے توبہ - کجا تم پدڑی - اور کہان ساری خدائی - دیکھا نہین کہ

اُس روز مزدورے نے اسٹیشن پر خاتمہ ہی کردیا تھا۔

غرض ظریف اور قلندر مین پھر مذاق ہونے لگا۔ اور اُدھر دفعدار مع سوار فِقِرو۔

دوسرے روز وقتِ معینہ پر نواب ذی شان۔ رفیق ظریف قلندر مجلس مین داخل ہوئے۔ نواب جانی نے پیشوائی کی۔ اور بہت ہی تپاک کے ساتھ میر مجلسی کی کُرسی پر باصرار بٹھلایا۔ کچھ دیر تک کلمہ و کلام رہا۔ بعد ازان نواب جانی نے تقریر شروع کی۔

## بھائی مسلمانو۔ حاضرین مجلس۔

یہ نیاز مند آپ صاحبون کا تہ دل سے شکر گزار ہے کہ آپ صاحبون نے آج کے روز اس خاکسار کی تحریک پر قدم رنجہ فرما کر ممنون فرمایا۔ اور اپنے اوقاتِ عزیز کو اِس نیاز مند کی خاطر سے اس جلسے مین شریک ہو کر صرف کیا۔ یہ امر میرے لیے باعث فخر ہوا اس جلسے کا انعقاد نہ صرف اسلیے ہے کہ فقط آپ صاحبون کا وقت ضائع ہو۔ بلکہ مقصود اصلی یہی ہے کہ آج کے روز جس امر کے

اظہار کا بندے نے قصد کیا ہے اسمین آپ صاحبون سے مدد
چاہتا ہے۔ اور امید ہے کہ آپ بہر حال معاونت فرماکر مجھے پر منت
رکھینگے۔ مجھے اپنی ذات کے لیے کسی مدد کی ضرورت
نہین ہے اور نہ مین جو درخواست کرونگا وہ کوئی ایسی بات ہے
جو آپ صاحبون کے خلافِ منشا اور مجبوری کا موجب ہو۔ بلکہ میرا
منشا یہ ہے کہ ہماری قوم کے جو چھوٹے بڑے گروہ جہالت
مین مبتلا ہوکر قعرِ ضلالت مین جا گرے ہین اُنکو اُس سے نجات
دیکر شاہ راہِ ترقی پر لایا جائے کہ باعثِ نیکنامیِ دنیوی اور موجب
اجرِ اُخروی ہو۔ پس اسبارے مین میرے عنایت فرما اور قوم
کے سچّے دوست جناب نواب ذیشان ادام اقبالہ نے بڑی
ہمت مردانہ کی ہے۔ کہ اس مجلس کی میرمجلسی کو قبول فرماکر ممنون
فرمایا۔ نوابِ ذیشان جو کچھ ارشاد فرمائین وہ بگوشِ دل سماعت
فرمایا جائے۔ اور جو تائید و امداد واجبی سمجھی جائے اُس مین ہرگز
دریغ نہ کیا جائے۔

اِس تقریر کے بعد نوابِ ذیشان نے اُٹھکر زبانِ گوہر فشان

سے یہ تقریر کی۔

## اے میرے مسلمان بھائیو! اے حاضرین مجلس!!

مین پہلے اپنے دوست نواب جانی کا تہ دل سے شکر گزار ہون کہ اُن کی یگانگت دلی۔ اور قلبی یکجہتی کے باعث مجھے یہ عزت نصیب ہوئی کہ باوصف ہیچمدانی اس مجلس مین شریک ہوکر اپنی قوم کی خدمتگذاری اور ہمدردی مین حصہ لون۔ مین ہرگز اس باوقار جلسے کی صدارت کے قابل نہین ہون۔ بلکہ مین اپنے آپ کو اپنی قوم کا ایک ادنیٰ خادم سمجھتا ہون۔ اور یہی میرا خیال میری زندگی تک قائم رہیگا۔ پھر جبکہ مین نے اپنے کو خادم قوم قرار دیا ہے تو مجھے ضرور ہے کہ جو امور میرے فرائضِ منصبی مین داخل ہون اُنکی بجاآوری مین دریغ نہ کرون۔ اور جہانتک ممکن ہو اپنے دلی ارادون سے جو قوم کے فائدے اور کامیابی کے لیے ہین مطلع کرون۔ امید ہے کہ ادائے خدمت مین اگر کوئی امر خلافِ طبع یا ناگوار ہو تو اُس سے براہِ نوازش درگزر فرمائی جائے گی۔ اور میرے اصلی مقصود سے واقف ہوکر اُس سے اتفاق مین تامل نہ کیا جائیگا۔ آمدم برسر مطلب

ہر فرد بشر کی خاطر عاطر پر بمقتضائے فکر و خرد یہ امر ظاہر و مبرہن ہوگا کہ دنیا مین تمام مذہبون کے پیشواؤن نے عبادت الٰہی کی کچھ مختلف قسم کے طریقے مقرر کیے ہین - اگرچہ طرز عمل ایک دوسرے سے مختلف ہو مگر مقصود اصلی صفت عبادت و تحمید الٰہی ہے - جسپر پیشوایانِ مذاہب نے دنیوی امور کی اعلی درجے کی سرچشمہ اہی منحصر رکھی ہے - اور یہ بنی نوع انسان کی فائدہ رسانی کے لیے بھی نہایت درجہ ممد و معاون ہے مگر بادی النظر مین عبادت کے دو بڑے فائدے ہین اوّل وہ جسکا نفع ابنائے جنس کے متعدد افراد تک پہونچے - دوسرے وہ جسکا نفع ذات خاص تک محدود رہے - یہ طریقہ مقبول اور معمول خلائق بلا امتیاز ملت و مذہب ہے اسی لیے ایسے شخص کو جو فائدہ رسانی خلائق پر کمر بستہ ہوکر اسکو اپنے فرائض ذاتی پر مقدم سمجھے - علی العموم خیر النّاس من ینفع النّاس کے مبارک اور موزون القاب سے یاد کیا کرتے ہین - پس خیر رسانی ایک ایسی عمدہ شے ہے - کہ ہر خاص و عام کے لیے اسکا نفع عظیم ہے - دنیا کے لیے بھی

اور عقبیٰ کے واسطے بھی دنیا کے لیے ذخیرۂ نیکنامی۔ اور آخرت کے واسطے توشۂ عقبیٰ ہے۔ یہ خیر جسکا بیان ہوا کسی کے لیے مخصوص نہین۔ خواہ امیر ہو یا فقیر۔ خدا داد ہے۔ خدا نے ہر دل مین اُسکا بیج بُویا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ہم ناقدری سے اُسکی کاشتکاری نہین کرتے۔ یہ وہ تخم ہے جس سے ہرے بھرے تناور درخت پیدا ہو کر بار ور ہونے سے ہزارہا مخلوق کو نفع پہونچاتے اور اُن کے خوشگوار سائے مین ہزارون تھکے ماندے مسافرانِ راہِ ہستی آرام پاتے ہین۔ پس ہم کو لازم ہے کہ ایسی مفید شئے کی اشاعت ہر طبقے مین عمدہ طور پر کرین تاکہ اعمالِ حسنہ کی بنیاد پڑے۔ جو شئے مفیدِ خلائق ہوتی ہے اُس کے پھیلانے مین کوشش کرنا ہماری نیکنامی کا موجب بھی ہوتا ہے پھر کیون نہ ایسی نیک بات پر کمر باندھین۔ اور عزمِ بالجزم کے ساتھ خلق اللہ کے قلوب کو اُس سے لذت آشنا کرین۔

خیر کیا ہے جس سے غیر کو نفع پہنچے۔ یون تو مشہور ہے کہ خیرات گھر سے شروع ہوتی ہے اور چراغ پہلے گھر مین اور

بعدہ مسجد مین چلایا جاتا ہے۔ لیکن بلا سود و بلا امید معاوضہ خلوص سے جو خدمتِ غیر ہو وہی اصلی خیرات ہے۔ اور خیرات دراصل وہی سلوک ہے جو کوئی شخص بلاغرض کسی کے ساتھ محض خدا کے واسطے اپنی نوع کے فائدے کی خاطر کرے۔ پس نفع کا پہونچانا بھی داخلِ خیر ہے۔ مگر نفع پہونچانے کی بھی کئی قسمین ہین۔ زر سے۔ زور سے فعل سے۔ قول سے۔ انسان کا مجموعی گروہ مختلف حالتون کے افراد پر مشتمل ہے۔ اور ہر فردِ بشر کے لیے باقتضاے میلان طبعی تکمیلِ فرائض کے لیے ایک مخصوص راستہ ہے۔ ہر شخص کسی نہ کسی طریقے سے ضرور ان فرائض کی انجام دہی مین قدم اُٹھاتا ہے۔

زر وہ چیز ہے کہ جس کے بغیر کوئی کام آسانی سے نہین نکل سکتا۔ بقول شخصے ؎

اے زر تو خدا نۂ ولیکن بخدا

ستّارِ عیوب وقاضی الحاجاتی

اسکی جسقدر تعریف کیجائے کم ہے۔ مگر زر سے نفع پہونچانا

دولتمند کا کام ہے۔ زر کے ذریعے سے جس قسم کی نیکی اور بھلائی کرنا چاہو ممکن ہے۔ مگر جو زر نہ رکھتا ہو۔ زور رکھتا ہو تو وہ اپنی قوت بازو سے غیر کو نفع پہونچا سکتا ہے مثلاً کسی ضعیف کو جابر ظالم کے قبضے مین پائے اور اُسکی ہلاکت کا اندیشہ ہو تو ممکن ہے کہ اپنی قوت بازو سے اُس بیچارے مظلوم کو پنجۂ ظلم سے آزاد کرے۔ ہلاکت سے نجات دے۔ دراصل اِس قسم کا نفع زور بازو سے پہونچانا بھی نفع فعلی مین داخل ہے۔ لیکن اِسمین ایک نفع زور وجاہت کا بھی داخل ہے۔ آدمی محض اپنی وقعت اور وجاہت سے بے زبان ہلائے یا ہاتھ اُٹھائے کسیکو نفع پہونچا سکتا ہے۔ مثلاً کوئی شخص ذی وجاہت ہے تو اُسکی توجہ اور اُسکا التفات کسی اہلِ غرض پر دیکھکر دوسرے لوگ اُسکا کام نکال دیا کرتے ہین۔ فعل سے یہ مراد ہے کہ انسان اپنے برتاؤ کو درست کرے۔ یعنی ہر کسی سے خواہ دوست ہو خواہ دشمن۔ خوش اخلاقی سے پیش آئے۔ ایسی نیک روشی سے چلے کہ ہر فعل اُسکا اغیار کے نزدیک بھی مقبول ہو۔ اور بھلائی کی نظر سے دیکھا جائے۔ ع

لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

(چیدہ)

انسان بالطبع ناقل و عامل حرکاتِ غیر ہوتا ہے۔ جب کوئی
فعل کسیکو کرتے ہوے دیکھتا ہے اور وہ اچھا معلوم ہوتا ہے تو
خود اُس پر عمل کرنے کی تحریک قدرتی طور پر ہوتی ہے اسطرح نیک
لوگ جو خیر النّاس کے معزز لقب کے مستحق ہوتے ہین اپنی
شریفانہ اور پسندیدہ روش سے اپنے قرب وجوار کے لوگون کو
نہایت عمدہ اخلاق کا سبق روزمرہ دیتے ہین۔ اگر وہ لوگ چندے
اس طرح اس پر مداومت رکھین تو اُسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ تمام
طبقہ مہذب اور شائستہ ہوجاتا ہے۔ اور صدہا ملکی و اخلاقی فائدے
اُس سے مترتب ہوتے ہین۔

قول کے ساتھ بھلائی کرنا یہ ہے کہ کسی کے حق مین کلمۃ الخیر
کہدے۔ بالخصوص ایسی نیک باتون کا ہونا بادشاہون کے
مصاحبین اور مشیرانِ باتدبیر۔ اور امرائے عظام کے لیے
نہایت ہی ضروری اور و[illegible] ہے کیونکہ جو لوگ فرجد ان

سلاطین و روسا ہوتے ہین - اُن کے ذریعے سے ہزارہا مخلوقِ خدا
مستغیث، مظلوم، مفلس محتاجون کا کام نکلتا ہے - اور اکثر بھلائی
بُرائی کا دارومدار کبھی انھین کی عرض و معروض پر ہے - جب
کسی مستغیث کے حق مین خواہ دولتمند ہو یا غریب روسا کے مشیر
اور مصاحبین بھلائی کے لیے متفق اللفظ ہو کر کلمۃ الخیر کہتے ہین
اور اُسکی خوبیان ظاہر کرتے ہین تو ضرور حاکم وقت کے دل پر
اُسکا اچھا اثر ہوتا ہے کیونکہ ایک تو اُن کے مراتبِ اعلی کی نظر
دوسرے مشاورت اور مصاحبت کے اثر سے اُنکا کہنا بیکار
نہین جاتا - علی ہذا کسی کی بُرائی اور بدی کرتے ہین تو اُسکا بھی
اثر ہو جاتا ہے - ہر چند حاکمِ وقت انصاف اور عدل پروری سے
اُس بُرائی کو بُرائی نہ سمجھے اور دشمنی اور لگاوٹ پر محمول کرے
تاہم اندیشہ ہے کہ کبھی نہ کبھی اُسکا اثر ہو جائے - تاریخ سے ثابت
ہے کہ گذشتہ زمانہ مین چنگیز خان اور نادر کے عہدِ حکومت
مین جبکہ فرمانروائی تابع شرع و قوانینِ ملکیہ نہ تھی - اور ارشادِ
سلطانی فرمانِ ربانی کو ... سمجھا جاتا تھا - اُس دربار کے

وزرا اور مصاحبین بخوفِ جان اور بپاسِ حفاظتِ آبرو راہ
حق سے متجاوز ہو کر اور اِس قدیم مقولہ سے ؎

ہر کہ شہ آن کند کہ او گوید
حیف باشد کہ جز نکو گوید

انحراف کرکے اپنے دین اور دنیا کو تباہ کرتے تھے۔ بہرحال
یہ سمجھنا چاہیے کہ انسان جیسے نیکی کرنے سے نیکنام کہلاتا اور اُسکا
پھل دونوں جہان مین پاتا ہے اُسی طرح بُرائی کا انجام بھی بُرا
ہوتا ہے اور جزا و سزا ضرور ایک روز اُس کے لیے موجود ہے ع

نتیجہ کارِ بد کا کارِ بد ہے +

خیرات بالفعل کی مثال یہ ہے کہ مثلاً کوئی ہم سے حاجت
رکھتا ہو اور وہ حاجت براری ہم سے ممکن نہ ہو۔ اور کسی غیر سے
برآمدِ کار کی امید ہو تو حتی الامکان سعی کرین۔ اور اُسکو فائدہ
پہونچائین۔ جس طرح اندنون ہمارے **نواب جانی** ہمدرد
قوم نے اِس ارادے پر کمر باندھی ہے۔

(جیرز)

اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ - سفارش حقیقت مین بڑی ٹیڑھی
کھیر ہے - جن حضرات کو مساعدت زمانہ سے بہترین حضرات کا
تقرب حاصل ہوتا ہے اُنکو بہت سے موقع حاجت روائی کے
بھی ملتے ہین - مگر اس فرض کی تکمیل مین وہ بہت سی وہمی کمزوریون
سے قاصر رہتے ہین - کبھی خیال ہوتا ہے کہ سفارشون سے موجودہ
اعزاز و تقرب مین فرق آجائیگا - اور کبھی حاجتمندون اور اپنی
حیثیتون کا مقابلہ کرکے پست ہوجاتے ہین اور اپنے ذاتی تجربہ
سے کم اشخاص کی جنکو براہِ راست تعلق کسی کام کرنے یا نہ کرنے
سے ہوتا ہے سفارش کرنے مین دریغ کرتے ہین اور اپنی
کسر شان سمجھتے ہین - حالانکہ کسی حالت مین سفارش کرنیوالے
کی ذات پر اُسکا اثر نہین پڑ سکتا - اور بعض لوگ اپنے دلی عناد
اور آپس کے فیلنگ کے باعث ہر موقع سفارش کرنے سی
اغماض کرتے ہین - اور یہ سمجھکر کہ اُنکو انتقام لینے کا موقع حاصل ہوا ہے
اس فکر مین رہتے ہین کہ جہانتک ممکن ہو دوسرے کی بُرائیان
ظاہر کرکے اُسکو چشمِ التفات سے دُور کرادین - اور بعض تکلف

رکیک خیالات کے باعث ایسے عمدہ مواقع ہاتھ سے کھو دیتے ہین اور بجاے سفارش کے بحالتِ ناچاری کچھ اپنی ذات سے کر دینے پر مجبور ہوتے ہین مگر ؎

بر آوردن کارِ امیدوار
بہ از قید بندی شکستن ہزار

حاجتمند کی گرہ کشائی اور ہے اور اپنی گرہ سے کچھ دیکر پیچھا چھڑانا اور ہے۔ اگر بنظرِ انصاف تاریخ پر نظر ڈالی جاے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ اس میدانِ دشوار گزارِ منفعت و فائدہ رسانی مین ہر زمانے اور ہر ملک کے جوانمردون نے بڑی بڑی دُور کی مسافت طے کی ہے۔ اور اپنے اسماے گرامی روزگار کے صفحاتِ لیل و نہار پر آبِ زر سے لکھ گئے ہین۔ چونکہ مجکو یہان مختصر مثالین دینا منظور ہے اور پرانی ضرب المثلون سے دل بھر گیا ہے اس لیے ان تھوڑے سی تاریخی واقعات پر اکتفا کرتا ہون۔

(الف) سر ولیم لفٹنٹ گورنرِ ممالکِ مغربی و شمالی کے بھائی نے

اپنی تمام جائداد کو مرتے وقت تعلیم اہل وطن کے لیے وقف کردیا تھا جو دس پندرہ لاکھ سے زیادہ شمار کی جاتی ہے۔

(ب) زمانہ گذشتہ مین **زبیدہ خاتون** خلیفہ ہارون الرشید کی بانوے محترم نے مسافرین عرب اور حجاج بیت اللہ اور زائرین مدینہ منورہ وعتبات عالیات کے لیے جہان پانی نہ ملنے کی وجہ سے ہزارون جانین تلف ہوا کرتی تھین۔ ایک وسیع نہر تعمیر کی جس سے آجتک تشنہ کامان قوافل حجاج اُس خاتون کی خیر جاریہ سے شیرین کام ہین چنانچہ حال ہی کی بات ہے جو صفحۂ روزگار پر ہمیشہ یادگار رہے گی کہ **نواب کلب علیخان مرحوم** والی دارالریاست مصطفے آباد عرف رامپور نے نہر زبیدہ کی مرمت کے لیے جو بسبب امتداد زمانہ شکستہ ہوکر ترمیم طلب تھی اور جس سے حجاج وغیرہ کو اکثر دقت دستیابی آب مین ہوا کرتی تھی ایک لاکھ روپیہ سے زائد اپنی جیب خاص سے دیے اور جامع مسجد دہلی جو مرمت طلب تھی اُسکی مرمت کے لیے بھی پانچ لاکھ روپیہ وقف کیا۔

(ج) ہمارے ملکِ دکن کی تاریخ سے بھی ثابت ہے کہ خواجہ جہان
وزیر سلاطینِ بہمنی نے جسکا نام بڑی عزت سے لیا جاتا ہے
اپنی کل جائداد کی آمدنی سے ایک عالیشان مدرسہ محمد آباد و بیدر
مین قائم کیا اور بڑے بڑے علماے کامل کو طلب کیا۔ جس مین
ایک مولانا جامی علیہ الرحمہ بھی تھے اور کئی ہزار طلبہ کی کفالت
مع خورد و پوشش کی۔ مورخون نے لکھا ہے کہ تین لاکھ سے
زیادہ مدرسہ کا خرچ تھا اور بنای عمارت مدرسہ مین جو چینی کا لاجوردی
کام بنایا گیا اس مین قریب کرور روپیہ کے صرف ہوا تھا۔ چنانچہ
آجتک وہ عمارت اپنے بانی کی یادگار اور اُس کی فیاضی و ہمدردی
پر گواہ ہے انتہا ہے ہمدردی کے لیے کیا یہ امر کافی نہین کہ
ایسا شخص جس نے منصبِ وزارت دکن کو تین بادشاہون کے
زمانے مین جبکہ سلطنت کی آمدنی کا اندازہ سات کرور سے زیادہ
کیا گیا ہے انجام دیا ہو۔ وہ صرف چند دیگہاے مسی اور فرش مدرسہ
اور کچھ قلیل سرمایہ مدرسہ کے لیے چھوڑکر راہگراے عالم بقا ہو۔
باقی اُس نامور وزیر کی کُل آمدنی بہبودیِ خلائق و حصول نیکنامی دارین

مین صرف ہوگئی - اب مین اِس موقع پر دکن کے دو سلاطین کے
واقعات آپ کے روبرو ضیافتِ طبع کے لیے پیش کرتا ہون
جس سے آپ آسانی کے ساتھہ اندازہ کر سکین گے کہ ایک ہی
سلطنت کے ایک حاکم کے خصائلِ ذمیمہ کا ذکر اب تک کس طور
سے کیا جاتا ہے - اور اُس نے اپنی بُرائیون کو صفحۂ روزگار پر
کالے حروف مین ہمیشہ کے لیے چھوڑا ہے - اور اسی سلطنت
کے ایک دوسرے تاجدار فرمانروا خیر مجسم کا زمانہ انشاء اللہ المستعان
ابد الآباد سُنہرے حروف مین چودھوین رات کے چاند کی طرح
چمکتا رہیگا - اول الذکر فرمانروا کا نام "سلطان ہمایون شاہ ظالم"
تھا - اور وہ سلاطینِ بہمنیہ کے سلسلے مین شریک تھا - بلا تحقیقِ جرم بے
گناہ نفوس کو تہِ تیغ کرنا اُس کا ایک ادنیٰ کام تھا - علی الخصوص اکثر
سادات اور اُن کی اولاد صغار و کبار و مخدراتِ عَلِیّات کو معرضِ
ہلاکت مین ڈالتا تھا - مورخین نے لکھا ہے کہ اُس نے اسیر دامِ
نفس امّارہ ہوکر اسقدر ظلم و قتل و غارت پر کمر باندھی کہ رعایا کو
زندگی وبالِ جان ہوگئی - اُس نے ایسی سیاہ کاریون کا

ارتکاب کیا کہ زبانِ قلم کو اُن کے بیان کرنے مین شرم دامنگیر ہے۔

ایک مورخ لکھتا ہے کہ اُس بادشاہ کا ظلم یہان تک پہونچ گیا تھا کہ اہل دربار و مصاحبین خاص جو حاضر ہوتے تھے گھر بار سے وداعِ آخری کی طرح رخصت ہو کر وصیت ضروری کر دیتے تھے اور جب واپس آتے تھے تو سمجھتے تھے کہ دوبارہ زندگی پائی ایک لفظ سے اُسکے انتہاے ظلم کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ لوحِ زمانہ پر اُس کا لقب ظالم ثبت کیا گیا۔ اور اُس نے ایسی شہرت پائی ہے کہ جو کسی کے مٹائے سے نہین مٹ سکتی۔ اسوقت کے کسی دل جلے شاعر نے اُس ظالم بادشاہ کی جو تاریخ وفات لکھی ہے اُس سے تمام رعایا اور اہل ملک کے خیالات پر قیاس ہو سکتا ہے کہ وہ اُس کی مرگ کو خود اُس کے بیٹے سلطان محمود شاہ کے زمانے مین مرگِ ہمایون سے یاد کرتے تھے۔

**قطعۂ تاریخ**

ہمایون شاہ مرد درست عالم

تعالی اللہ زہے مرگِ ہمایون

جہان پُر ذوق شد تاریخ فوتش

ہم از ذوقِ جہان آید بیرون

بیدر مین جہان سلاطین بہمنیہ مدفون ہین وہان ایک عالیشان گنبد اِس ظالم بادشاہ کی قبر پر بھی سایہ افگن تھا مگر زمانی کی منصف مزاجی کو اُسکا یہ اعزاز پسند نہ ہوا ایک روز دفعتہً اِس زور سے بجلی گری کہ گنبد شق ہوکر زمین سے آملا۔ حالانکہ دوسرے سلاطین کے گنبد ابھی تک عجیب شان و استقلال کے ساتھ قائم ہین۔

اب تقریر کا دوسرا رُخ دیکھیے۔

خدا رکھے ہمارا بادشاہ آصف جب سے کہ اِس بادشاہ کے اقبال کا تارا طلوع ہوا ہے اور سلطنت کے تخت پر یہ بادشاہ جمجاہ خورشید کلاہ آفتاب ہوکر پرتو فگن ہوا ہے اُسکی نسیمِ اقبال مشک کی طرح چارطرف پھیل گئی ہے۔ عدالت گستری کی داغ بیل اس کے زمانے مین ڈالی گئی۔ ظلم کی بیخ و بنیاد

اسی کے عصر میں تھی۔ ظالم اور دغاباز مکاروں کو اسی کی تدبیروں کی کوششوں نے گھس گھس کر پامال کر دیا۔ رعایا اور بادشاہ کے جس طرح تعلقات باہمی ہونا چاہیے جیسے اولاد کو والدین کے ساتھ تعلقات یکجہتی ہوا کرتے ہیں یہ بات اسی مدبر کی تدبیر کی بدولت حاصل ہے۔ تعصب کا نام حرفِ غلط کی طرح اس مبارک زمانے میں محو ہو گیا۔ اور دریا سے محبت پر کافر و مومن ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں۔ سلطنت نے مبارک اور کامیابی کی شگون اس دور دورے میں پائے۔ ہمت وجرأت کے نشان اس دکن کے میدان میں اسی عہد کی بدولت لہراتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ بے تکلفی کی صحبتیں اور آزادی کے حسن کا بناؤ سنگار جو ایشیائی طرزِ تمدن کے لیے زہر قاتل سمجھا جاتا ہے اس مبارک دور میں مبدل بہ آب حیات ہو گیا ہے تدبیر کے پاؤں میں تقدیر کی زنجیر پڑی تھی مگر اب وہ زنجیر باقی نہیں رہی اور السعی منی والاتمام من اللہ کا اشارہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہونے کے جوش کو ابھار رہا ہے۔

علوم و فنون کی ترویج جو اس زمانہ مین چمک اُٹھی ہے تاریخ لیکر دیکھ لیجیے کہ گذشتہ صدی مین یہ بات کہان نصیب تھی۔

بہر حال خدا رکھے اس اورنگ نشین اقبال دین و دنیا کے مجمع البحرین کے زمانہ مین جو جو ترقیان نمایان ہوئین اور ہونیکی امید ہے اُن سے ظاہر ہے کہ اس سلطنت کی کایا پلٹ ہوگئی ہے۔ دوست دشمن سب مرفہ الحال مرنجان مرنج اپنی زندگی بسر کر رہے ہین۔

(جوشِ مسرت سے ایسے چیرز ہوئے کہ کمرہ گونج اُٹھا)

بہر حال کیا خیر کیا شر جو کچھ ہے زندگی کے ساتھ متعلق ہے جب انسان اس دنیائے فانی سے گزرتا ہے دو باتین چھوڑتا ہے خیر و شر۔ جو باخیر ہوگا اُسکا نام خیر کے ساتھ لیا جائے گا۔ اور جو باشر ہوگا۔ اُسکا نام برائی کے ساتھ لیا جائے گا۔ تاریخ پچھلے کارنامون کا آئینہ اور زمانہ مابعد کی اتالیق ہے۔ وہ ایک مرکب مجموعہ دکھلا کر اور عبرت انگیز مرقع سامنے کرکے ہدایت

نیک کرداری کی کرتی ہے۔ اور جن لوگون نے آتش فتنہ و فساد
روشن کی یا دیدہ و دانستہ حق العباد پر دست تظلم دراز کیا یا کسی
نہ کسی طرح خلق آزاری و ایذا رسانی کی۔ اُن کے بد نتائج
انتہا ہا ہماری آنکھون کے روبرو آئینہ عبرت پیش کرتے ہین۔
تاریخ کے دیکھنے سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ اہل روما اور
یونان مین پہلے کیسی کیسی خوبیان اور نیک خصلتین تھین کہ عوام
کی طرف نیکی اور نفع رسانی کا خیال رکھکر اپنی قوم اور ملک کو
نفع پہونچانے مین نہایت سرگرم تھے اور بھلائی کا عزم بالجزم
ایسا تھا کہ کسی طرح پست نہ ہوتا تھا۔ مگر افسوس ہے اور
تاسف کی بات ہے کہ اب وہ شجر خیر غفلت کی آگ سے
جل رہا ہے اور بے آبی اور بے خبری سے خشک ہونیکے
قریب پہونچا ہے۔ اگر ہم خیال کرین کہ وہ کوئی اور انسان تھے
اور ہم کوئی اور ہین یہ ہرگز نہین۔ وہی انسان ہم بھی ہین۔
مگر اُن کے قول و فعل رحیات و ہمت یہ سب نیکی اور بھلائی
مین صرف ہوا کرتے تھے اسی لیے اُن کا نام اب تک

زندہ ہے مگر ہماری غفلت اور جہالت۔ کم جرأتی اور کم ہمتی نے ہمکو ایسا مجبور کر رکھا ہے کہ جیسے ایک توانا اور قوی آدمی گرسنگی سے جان بلب ہو رہا ہو اور پکارنے پر حس و حرکت کرنیکی خواہش کرتا ہو لیکن گرسنگی کا غلبہ اسپر ایسا طاری ہو کہ وہ ہل نہین سکتا اور نہ کچھ اُس سے ہو سکتا ہے۔ اسطور سے اب وہ عزم خیر مردہ ہوتا جاتا ہے۔ غرض ان واقعات متذکرہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ دنیا ایک معیار ہے جو کھرے کھوٹے اچھے بُرے۔ سخی۔ بخیل۔ ہمدرد۔ خود غرض۔ وضیع و شریف۔ خلیق۔ و بدخلق مین امتیاز کر دیتی ہے اور اچھی طرح سے زمانی کی دوربین لگا کر دیکھیے تو یہ شعر بہت جلی قلم سے سُنہرے حرفون مین لکھا ہوا نظر آتا ہے۔

ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت
دماغ بیہدہ پخت و خیال باطل بست

چیرز۔

اے قوم کے ہمدردو آپ لوگون کو چاہیے کہ جہانتک

ہوسکے وامے درمے ۔ سخنے قوم کی اور خلق اللہ کی مدد کرین اور
اپنا نامِ نامی دیباچۂ خیر مین صفحۂ دنیا پر چھوڑ جائین ۔ اگر یہ اپنی ذات
سے اسوقت کسی طرح بالفرض محال ہے تو جو بزرگوار اپنی عالی
ہمتی ۔ اور جود وسخا سے کارہاے خیر کے لیے جو کچھ انتظام
کر گئے ہین اور جن سے ہزارہا مخلوقِ خدا کا نفع دست بدست
ہوتا ہے اُس کے مٹانے کی جرأت نہ کرین ورنہ خدا کے
سامنے اس گناہِ بے مزہ کی ندامت حاصل کرنی پڑے گی
اب مین اپنی تقریر کو ختم کرتا ہون اور امید رکھتا ہون کہ آپ
تضیعِ اوقات کی معافی عطا فرمائین گا اور جو کچھ اس تقریر کے
دَوران مین گستاخی ہوئی ہو اُس سے درگزر کر کے اپنے ارادونکو
نیکی کی طرف متوجہ فرما کر سعادتِ دارین حاصل کرین گے ۔

وما علینا الا البلاغ

زور سے تالی بجی ۔

اِس کے بعد **نواب جانی** نے کھڑے ہو کر یہ بیان کیا

حضرات!

ایک مین ہی اسپنے کرم فرماحامیِ دینِ محمّدی کے ایک ایک
لفظ و حرفِ محبت آمیز کا تہ دل سے شکر گزار نہین ہون۔ بلکہ
سب لوگ جو منصف مزاج اور حق پسند ہین آپ کے ممنون
ہونگے۔ اب مین اس بات کا سچّا وعدہ کرتا ہون کہ جو کچھ میری
طرف سے آجتک کسی امر مین کسی کے لیے نقصان ہوا ہو
تو جہانتک ممکن ہو اسکا عوض اور نعم البدل کر دونگا۔ اور سب
بھائی مسلمانون کی خدمت مین بھی یہی عرض ہے کہ آپ
للہ غریبون کے حالِ زار پر رحم فرماکر خودغرض لوگون کے مشورے
سے باز رہکر نیک نامی حاصل کرین۔ اور اُن لوگون سے
التجا ہے کہ جو دو تین سال سے یک لخت مساجد اور معابد
وغیرہ کے صدہا روپے کا یومیہ اور ماہوارات عود و گل و چراغ
جو خاص اُنکے بزرگون نے اپنے سرمایۂ اور ثروت سے مقرر کیے
تھے موقوف کرکے اپنے ذاتی مصارف مین لاتے اور رنگ
رلیان مناتے ہین اُنکو بدستور جاری کردین۔ اور جنھون نے
اپنے ہونہار لڑکون کو آوارہ مزاج بنا رکھا ہے اور جو علم و ہنر کے

تعلیم کے طرف متوجہ نہین ہوتے جس کی وجہ سے ہماری قوم کی ترقی
کے قدم پیچھے ہٹتے جاتے ہین - وہ انکے تعلیم و تربیت کے لیے
سچا وعدہ فرمائین اسپر چیرز ہوئے - اور سب نے اتفاق! اتفاق!!
اتفاق!!! کا نعرہ بلند کیا - پھر چیرز ہوئے اور جلسہ برخاست ہوا -

نواب ذیشان مع مصاحبین بالاخانی پر پہونچے -

## ظریف الدولہ اور قلندر شاہ کی سیر

ادھر لکچر ختم ہوکر جلسہ ساڑھے پانچ بجے برخاست ہوا اور ادھر
ہمارے ظریف الدّولہ بہادر اور قلندر شاہ ہر دو پیران زندہ دل - مرنجان
مرنج قران السعدین سیر و تفریح کے لیے بستی کیطرف بادِ بہاری کی
طرح چلے اور چلتے چلتے ایک گلی مین پہونچے دیکھا کہ ایک بورڈ
پر خوشخط جلی قلم سے (مدرسۂ اسلامیہ) لکھا ہوا ہے -

ظریف اور قلندر جھٹ سے اندر داخل ہوئے دیکھتے کیا ہین
کہ ایک پیر مرد ساٹھ ستر برس کا سن بچوان لگائے ہوئے میلے سی
فرش پر جلوہ افروز ہین اور پانچ چار شاگرد ارد گرد بیٹھے سبق پڑھ رہے ہین

**قلندر** - (آہستہ سے) واہ رے مدرسے - نام بڑا اور درشن تھوڑے - دروازے پر ایک بڑا بورڈ اور مدرسے کا نام اسلامیہ - دیکھیے تو کنجڑے بھٹیاروں کے پانچ چار لڑکوں کو میانجی دقیانوسی بیٹھے پڑھا رہے ہیں -
(ظریف کی طرف دیکھ کر) کیون میان ظریف یہ بڑے میان تمھارے کوئی قرابت دار تو نہین ہین -

**ظریف** - جی یہ بندہ زادہ ہے -

**قلندر** - ہنسکر - واللہ یہ تو . . . . . معلوم ہوتا ہے -

**ظریف** - واہ ماشاءاللہ ذرا زبان سنبھال کر - چلیے قریب چلکر سستائیے اور ان کی طرز تعلیم کو دیکھیے کہ کیا خاک اُڑا رہے ہین - ان دونون نے جاکر - السّلام علیکم کہا -

**میانجی** - وعلیکم السلام - (وعلیکُم السّلام)

ظریف اور قلندر - دل ہی دل مین واہ رے جواب یہ اضافت تو دیکھیے (وعلیکِم السّلام) شروع بسم اللہ ہی غلط - دونون آپسمین ایک دوسرے کو دیکھکر خاموش -

**میانجی** - قبلۂ حاجات - آپ صاحب لوگ کان سے (کہانسے)

تشریف لیے آتے ہین۔

**ظریف**۔ جی یون ہی سیر کے لیے نکلے تھے آپ کی تعلیم و تربیت کا شہرہ ہے۔ جی چاہا کہ آپ سے بزرگ کی ملاقات گویا خضر کی ملاقات ہے چل کے زیارت کرلین۔

**میانجی**۔ کیا کہا پھر تو فرمائیے زیارت زندون کی نہین ہوتی

**ظریف**۔ (دل ہی دلمین) کیا گاودی ہے۔ اس سمجھ پر اُستاد بنے بیٹھے ہین۔ واللہ بن پڑے تو دس بیس سبلے بھاؤ کی سُنادون۔

**قلندر**۔ (متانت سے) قبلہ ہمارے ملک مین زیارت سوم کے معنی مین نہین بولتے اس مین خاص مُردون کے لیے تخصیص نہین ہے۔

**میانجی**۔ آپ کا نام؟

**قلندر**۔ جی بندے کو کریم صاحب کہتے ہین۔

**میانجی**۔ یہ مردِ بزرگ کون ہین۔

**ظریف**۔ جی۔ بندہ انکا خُسر ہے۔

**میانجی**۔ خُسر یعنی چہ۔

**ظریف**۔ خُسر یعنی وہ۔

**میانجی**۔ وہ کیا۔

**ظریف**۔ یعنی چہ۔

قلندر کو اس جواب پر بہت ہی زور سے ہنسی آئی مگر ضبط کر گئے۔

**میانجی**۔ ذرا پھر فرمائیے۔ مین آپ کا مطلب سمجھ تو گیا۔ مگر تصنیف را مصنف نیکو کند بیان۔ اس لیے آپ ہی سے اسکا خلاصہ لب لباب سُننا چاہتا ہون۔

**راوی**۔ واہ اس موقع پر تصنیف را مصنف نیکو کند بیان۔ معقول۔ اور طرفہ ماجرا یہ کہ فرماتے ہین اس کا لب لباب خلاصہ بہت خوب۔

**ظریف**۔ جی خسر باپ کو کہتے ہین۔

**میانجی**۔ جی نہین۔ آپ کی غلطی ہے۔ خیاث اللنات مبارک مین (غیاث اللغات) مین خُسر کے معنی سالا لکھے ہین۔

**قلندر**۔ (مسکرا کر) حضرت کا بجا ارشاد ہے۔ نوسو نو صفحہ مین لکھا ہے۔

**میانجی**۔ صفحہ کا تو ہمین خیال نہین۔ مگر شاید اسی کے قریب قریب ہوگا۔

**راوی**۔ واللہ ہنستے ہنستے پیٹ مین بل پڑے جاتے ہین۔ خیاث اللغات کی ایک ہی کہی۔ واہ میان قلندر آپ نے خوب ہنسی ضبط کی۔ واللہ ہمسے تو نہ رہا گیا۔ کیا انجان ہو کر طفلِ مکتب کیطرح میانجی کی باتین سُن رہے ہین جیسے الف کے نام بے کبھی نہین جانتے۔ طرفہ معجون مرکب ہمارے ظریف الدولہ بہادر کو دیکھیے کہ اس چُلبلاہٹ پر حضرت کا یہ حال۔ واہ کیون نہو۔ ایک ہی ہو۔ اُفوہ۔ پھر ہنسی آئی۔ نوسو نو صفحہ کے جواب مین کیا معقول ارشاد ہوتا ہے کہ "صفحہ کا توہمین خیال نہین۔ مگر شاید اسی کے قریب قریب ہوگا" یہ بھی خوب۔ یا میرے اللہ ہنسی رُکتی ہی نہین۔ کیا انوکھا اُستاد ہے۔ بس ہم نے تو ایسا اُستاد کبھی نہین دیکھا ہے

گر ہمین مکتب است و این مُلّا
کارِ طفلان تمام خواہد شد

آخر میان قلندر کو بھی اس کی بیہودہ گفتگو پر وہ ہنسی آئی کہ ضبط نہو سکی۔ بے اختیار کھکھلا کر ہنس پڑے۔

**میانجی**۔ (روکھے ہوکر) واہ اچھی تہذیب ہے۔ میان تہذیب سیکھو آدمی کے لیے تہذیب لازم ہے۔

**ظریف**۔ دل مین سوچے کہ سُنادون ایک دو بے بھاؤ کی مگر پھر کہا نہین۔ ابھی اُنکی حماقت کا اور امتحان کرنا چاہیے۔ یہ سوچکر دست بستہ کھڑے ہوکر کہا کہ مولانا اس پیرِ نابالغ کو مدرسے مین تعلیم دلانے کے لیے لایا ہون اسکو فرزندی مین قبول فرمایئے۔

میانجی نے جو یہ فقرہ سُنا باچھین کھل گئین (موچھون پر تاؤ دیکر اور ذرا اکڑے اور سیدھے کھڑے ہوکر) واہ از ین چہ بہتر ضرور چھوڑ جایئے مگر آپ کہان تک پڑھے ہین۔

**قلندر**۔ جی کریما تک پڑھا ہون۔

میانجی - بس اتنا ہی خیر کل سے آیئے - ہم آپ کو یوسف زلیخا پڑہاینگے -

قلندر - آداب عرض ہے (جھک کر دو فرشی سلام کیے اور دست بستہ عرض کی) حضرت کس وقت آیا کروں -

میانجی - بھئی شام کے وقت -

ظریف - مولانا - سب مدرسون مین دن کے وقت پڑہائی ہوتی ہے یہ شام کے وقت کیسی -

میانجی - جی رات کی پڑہائی حافظہ مین قوت بخشتا ہے -

راوی - واہ "حافظہ مین قوت بخشتا ہے" بجا ارشاد ہے - (رات کی پڑہائی حافظہ کو قوت بخشتی ہے)

ظریف - (مذاق سے) واہ مولانا رات کی پڑہائی مین حافظہ قوت بخشتا ہے - واللہ مجھے معلوم ہی نہ تھا - بہت اچھا ضرور (رات ہی مین سوار کرکے بھیجونگا -)

میانجی - (ظریف سے) یہ ایک ہی داخل ہو جائینگے یا اور بھی

ظریف - جی نہین - یہ ایک ہی داخل کرا دیے جاینگے -

راوی۔ یہ بھی خوب ہوئی۔ واہ اُستاد کیون نہ ہو پھر ظریف ہو۔

ظریف۔ مولانا ان لڑکون کا سبق تو ذرا سنائیے۔

راوی۔ یہ بھی ظریف نے اچھا فقرہ چُست کیا۔ (لڑکون کا سبق سنائیے) واہ کیا کہنا پڑہین تو لڑکے۔ سُنائین اُستاد جی ہین بھی اِسی قابل۔

میانجی۔ (لڑکون کی طرف دیکھکر) ہان پڑھو۔ سُناؤ۔ (ایک لڑکے نے شروع کیا۔)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"خواجہ غلامے رابطلبِ انگور۔ ببازار فرستاد۔ غلام بدیر باز آمد۔

میانجی۔ ہون کیا پڑہا۔ غلام بدیر باز آمد۔ غلط۔ غلامے بدیر باز آمدہ۔

راوی۔ واہ کیا صحت کی ہے۔ ہان چلیے آگے۔ "وانگور آورز خواجہ غلام را تہدید کرد وگفت"۔

میانجی۔ ہون پھر وہی غلطی کیا (غلطی کی)

شاگرد۔ جی صحیح پڑھا۔

میانجی۔ چٹاخ سے ایک چپت رسید کی بہت ترست شیطان

کی۔ (تحدید) کو تہدید پڑہتا ہے۔

قلندر۔ دل ہی دل مین۔ لاحول ولاقوۃ۔ سبحان اللہ۔ کیا الٹی

کھوپڑی کا آدمی ہے۔ غلطی ہوئی اپنے آپ سے۔ اس بیچارے

کے مفت مین چپت جمادی۔ واللہ تہدید کس قدر صحیح ہے۔ میانجی

صاحب نے تحدید کہا۔

شاگرد نے جو چپت کھائی۔ وہ رودیا۔ اور اس کی ہچکی لگ گئی۔

اب اڑیل ٹٹو بن گیا۔ آگے پڑہتا ہی نہیں۔ سب لے تماشا دیکھ رہا ہے۔

میانجی۔ (جھنجھلاکر) کیون بے پاجی پڑہتا نہیں روئے جاتا ہے

چل ب ب ب بڑھ آگے۔

راوی۔ یا وحشت غصے مین کیا آئے ہکلانا شروع کردیا۔ واللہ

ہنسی آتی ہے کیا ب ب بڑھ ہے۔ اُفوہ اس ہکلانے کے

صدقے۔ کیا بڑھ کی خرابی ہوئی۔ ایسی بڑھ گئی جیسے شیطان

کی آنت۔

ظریف اور قلندر شاہ نے اس ہکلانے پر وہ فرمائشی قہقہہ لگایا کہ توبہ ہی بھلی۔ لوٹ لوٹ گئے۔

میانجی جو غصے مین آئے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے۔ آپ ہی آپ کھسیانے ہوکر۔ قلندر شاہ اور ظریف کو دیکھکر جھنجھلائے کہتے کیا ہین کہ "واہ صاحب عجب ت ت ت تہذیب ہے" واللہ پھر وہی وحشت نے گلا دبوچا۔ اب تو بری ہوئی۔ بخدا ہمسے اب ہنسی نہین رکتی۔ قلندر شاہ اور ظریف کے پیٹ مین ہنستے ہنستے بل پڑگئے مگر میان ظریف عجب انوکھے باندا ق تھے۔ جواب کیا دیتے ہین کہ م م م معاف کیجیے۔

اسپر تو قلندر کی یہ حالت ہوئی کہ بس توبہ ہی بھلی۔

**میانجی**۔ نے جھٹ سے اٹھکر لکڑی سنبھالی۔ اور کہا کیون ہم م م مسخرا پن لگایا ہے۔

**راوی**۔ اے حضرت یہ م م ت ت ت ب ب ب بس کیجیے۔ واللہ یہان مارے ہنسی کے دم نکلا جاتا ہے۔ آپ کو شیطان نے انگلی دکھائی ہے۔ لاحول ولاقوۃ ہکلانا ہے یا

کوئی بلا ہے - ایک ایک بات پانچ پانچ منٹ مین اب ادھر اُستادجی کا ہکلانا ادھر میان ظریف کا جواب اور قلندر کی ہنسی یہ دیکھکر شاگردون کو بھی وہ ہنسی آئی کہ توبہ ہی بھلی - یا تو اُستادجی سے ایسا ڈرتے تھے جیسے کوئی شیطان کے نام سے کانپتا ہے - اب وہ رُعب و داب اور ڈر سب رفوچکّر ہوگیا - ہر طرف سے ہنسی شروع ہوئی - قہہ قہہ قہہ ہا ہا ہا - ہُو ہُو ہو - کوئی تو کتاب اُٹھا کے اِدھر بھاگا کسی نے مُنہ کپڑے سے لپیٹ لیا - کسی شریر نے کتاب لی - اور دُور جاکر - "وُاہ اُستادجی واہ پھر کہو نا تُت تُت - بُ بُ بُ" - اب اُستادجی کا حال نہ پوچھیے کہ مارے غصّے کے کانپ رہے ہین - چلّاتے ہوے چھوکرون کی طرف لپکے - "او بدمعاش - پاجیو - نالایقو - بیہودو - اُلّو - گدہو - جنگلیو" - وغیرہ وغیرہ بکنے لگے -

راوی - یا الٰہی کیا جمع کا صیغہ گردانا جارہا ہے - ہان میانجی اور بھی سو دو سو کہہ ڈالیے -

گالیان دیتے ہوے مارنے کے لیے دَوڑے - مگر خدا کی سنوار کیا دَوڑ سکتے تھے - چھوکرے ایسے شریر اور طرار تھے

کہ تو بہی بھلی -

ایک نے ایک طرارہ بھرا - اور فقرو ہو گیا - کسی نے وہ دوڑ
ماری کہ دروازے کے پاس پہونچا اب پٹیان کہان تک دوڑینگی
مگر شیشے آفرین مشو چیانہ تا دو - جو جھپٹے تو کتابو لگا بستہ سامنے دھرا
تہا - ٹھوکر کہا کر گرے دھم سے - یا علیؓ - خدا خیر کرے - کیا
وحشت ہے -

قلندر اور ظریف اونکی یہ حالت دیکھکر ہنس رہے ہین -

میانجی - [illegible] کمبختون کی وجہ سے چوٹ
لگی - اب کیا جیتا چہوڑتا ہون - مار ڈالون تو حضرت
مولوی عبید اللہ خان صاحب نام نہین -

[illegible] کیا کہا - میانجی خوب نام بتلایا - اپنے منہ آپ ہی
میان مٹھو حضرت مولوی عبید اللہ خان صاحب ایک ہی کہی -
ایسی قبلہ آپ سے دس بیس شہر مین مولوی ہون تو لڑکے
تو تعلیم پا سکینگے - خیر یہ تو بتلایئے کہین چوٹ تو نہین آئی -
غرض میانجی گر کر اوٹھے مگر آگے نہ بڑھے - اپنے آپ ہی بڑبڑانے

رہ گئے۔

ادھر میاں قلندر۔ اور ظریف دونوں نظر بچا کے باہر چلے گئے

مدرسہ اَلّم غَلّم ہو گیا۔

اب میاں ظریف اور قلندر کی وہ حالت ہے کہ راستے

چل رہے ہیں۔ مگر ہنسی ضبط نہیں ہو سکتی۔ ایک ایک قدم پر ہنسی

آتی ہے۔

**ظریف**۔ بھئی واللہ اُس نے تو خوب ہی ہنسایا۔

**قلندر**۔ جی قبلہ آپ کب اُس سے کم ہیں۔

**ظریف**۔ (تیکھی چتون سے) پھر تو کہیے کیا کہا۔ ہم اور ایسے

میانجی۔ اجی جناب ما بدولت سا کوئی عالم و فاضل شاعر ظریف

تو دنیا کے پردے پر بتلا دیئے۔

**راوی**۔ ہاں قبلہ سچ کہا۔ بخدا آپ تو اپنی آپ ہی نظیر ہیں۔

آپ کا کیا کہنا۔ ہم نے تو ایسا مذاق کا پُتلا دیکھا نہیں۔ آپ اپنے منہ سے

جس قدر اپنی تعریف کریں ہم بجا اور درست کہنے کے سوا اور

کیا کہہ سکتے ہیں۔

ظریف۔ قلندر جب یہ دونون میانجی کی دُرگت بنا کر وہان سے مکان مین داخل ہوئے اور نواب ذیشان کو سارا قصہ کہہ سنایا تو نواب بھی باین متانت اسقدر ہنسے کہ لوٹن کبوتر بن گئے تمام رات بیٹھی نیند سوتے رہے۔ سویرے جب مرغ سحر نے بانگ دی۔ نواب بیدار ہو کر ضروریات سے فارغ ہوئے اور ظریف الدولہ بہادر رہ اہم ظرافتہ کو ساتھ لیکر ہوا خوری کے لیے روانہ ہوئے

# خانہ جنگی

ہمارے نواب ذیشان اور ظریف الدولہ جب باتین کرتے ہوئے ہوا خوری سے واپس ہوئے راستے مین کیا دیکھتے ہین کہ دو شخص ماشاء اللہ قوی مین ایک دوسرے کا جواب آپس مین لڑ رہے ہین۔

**نواب** (ظریف الدولہ سے) ناناخبر تو لو کہ یہ کون لوگ لڑ رہے ہین۔

**ظریف**۔ اُنھہ تم بھی عجب آدمی ہو چلے چلو اس سے کیا بحث کہ کوئی لڑ رہا ہے یا جھگڑ رہا ہے۔

نواب۔ (ٹھہرکر) نہین نانا۔ اگر ہوسکے توآپس مین صلح کرادینا مناسب ہے۔

ظریف۔ بہتی تمھین توبس یہی کام ہے اچھا جاتا ہون یہ کہکر اُس طرف چلے جہان وہ دونون آدمی لڑرہے تھے۔)

ایک دوست۔ خدا کی مار تجھپر ظالم۔ ایک تو جوتا پہنکر نماز پڑھی اور الٹا مجھہی کو بیوقوف کہتا ہے۔

دوسرا۔ (کچھ فارسی اور کچھ اُردو مین) پدر سوختہ تو چہ دانی۔ پیغمبر نے برابر جوتا پہن کر نماز پڑھی ہے۔

ظریف۔ آواز سے صلّ علی النبی۔

دونون نے کہا۔ اللّٰہمّ صلّ علی محمّد۔ اور پلٹ کر اس طرف متوجہ ہوے۔ دیکھتے کیا ہین کہ ایک پیر مرد تشریف لارہے ہین۔

ظریف۔ (نزدیک ہوکر) ارے بھائیو لڑتے کیون ہو۔

ایک ہندی۔ دیکھو نا میان یہ ولایتی کہین کا اس نے جوتا پہنکر مسجد مین نماز کی نماز پڑھی اور مین نے منع کیا تو مجھ سے لڑنے کو تیار ہوگیا۔

ظریف۔ آئیں ہم آپ ہم مسجد میں نماز پڑھیں۔

ولایتی کی طرف مخاطب ہوکر۔ "مولانا این ہندی چہ

میگوید کہ شمارا در پاپوش داشتہ نماز گذاشتید۔"

ولایتی ان کی فارسی پہ ہنسدیا۔ اور کہا کہ "اسے مرد بزرگ

ہیچکس شما تعجب میکنیم کہ چقدر فصیح میگوئی۔"

ظریف۔ (اینٹھ کر) ملے۔ از خاک پاسے شیراز ہستیم۔ ما بدولت

از خاندان سعدی شیرازی ہستیم۔

ولایتی کو اور بھی ہنسی آئی۔ اسنے میں نواب دلشاد بھی

وہان پہونچے۔ کیا دیکھتے ہین کہ ولایتی اور ظریف الدولہ مین

دو دو دو چونچین ہورہی ہین۔ اور فارسی زبان کی مٹی پلید کیجا رہی ہے۔

نواب۔ (حاضرین سے) السلام علیکم۔ اُن دونوں نے

جواب دیا وعلیکم السلام۔

نواب۔ (ولایتی سے) احوال شما۔

ولایتی۔ الحمدللہ۔

نواب۔ (ہندی سے) کیون مولانا مزاج شریف۔

ہندی۔ میاں الحمد للہ خیریت۔

نواب۔ یہ کیا جھگڑا تھا۔

ہندی۔ دیکھیے جناب۔ اس ولایتی کا حال۔ جوتا پہنکر نماز بھی پڑھی اور مین نے منع کیا تو مجھے جاہل اور بیوقوف کہنا شروع کیا۔

نواب۔ (مسکرا کر) یہ لفظ البتہ منہ سے نکالنا اخلاق اور تہذیب کے خلاف تھا۔ لیکن مولانا قصور معاف اسمین آپکی ضرور غلطی ہوئی۔

ہندی۔ کیون جناب کیا آپ اسکو جائز رکھتے ہین۔

ولایتی۔ (نواب سے) جناب والا این بیچارہ ہندی معلوم میشود کہ علم ندارد۔

نواب۔ خواندہ ضرور است ولے عالم وفاضل نیست۔

ہندی۔ (نواب کیطرف دیکھکر) واہ جناب آپنے بھی مجھکو بیوقوف بنایا۔

ظریف۔ (نواب سے) کیون جی میاں اسمین تو ولایتی صاحب کی غلطی ہے کہ جوتا پہنے ہوے نماز پڑھی۔

**ولایتی**۔ (نواب کی طرف دیکھکر) این پیرمرد کیست۔ بخدا خندہ مجسّم است فارسی ہم میگوید (ہنسکر طنز سے) خیلے فصیح میگوید۔

**نواب**۔ بلے۔ از فصاحت این پیرمرد روحِ سعدیؒ وجد میکروہ باشد

**ولایتی** (ہنسکر) از شما اتفاق است۔

**ظریف**۔ سمجھے کہ انکی تعریف ہو رہی ہے۔ اب تو اور بھی اکڑے اور ولایتی سے فرمایا۔ ما بدولت شمار اگفتیم کہ ما بدولت از خاک پاکِ شیراز ہستیم۔

**نواب**۔ (ظریف سے) نانا یہاں نہ ہنساؤ۔ بخدا اس وقت بُرا حال ہے۔

**ظریف**۔ ارے میاں ہنسنی صورت بستی رہے۔ خدا کرے تم ہمیشہ ہنسو۔ مگر ہنسی کی بات ہی کیا تھی۔

**نواب**۔ پھر عرض کرونگا۔ پہلے اس قضیے کو تو چکادوں۔ یہ کہکر ہندی صاحب کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ جناب جوتا پہنکر نماز پڑھنا بالکل درست ہے۔ بلکہ اس کو سنّت نبوی کہنا چاہیے۔

**ظریف**۔ اور ہندی ہے تو بہ کرو تو بہ۔ سُنّت کیسی۔

**نواب**۔ سُنّت کے یہی معنی ہین جو فعل رسول اللہ نے کیا ہو۔ اور جائز رکھا ہو۔

**ولایتی**۔ (نواب سے) قربانِ احسانت شوم خیلے خوب گفتی۔

**ظریف**۔ (نواب سے) مین نے تو کہدیا کہ تمھارا مذہب سر سیّد احمد کا ہے نیچری ہو پورے۔

**نواب**۔ نہین نانا۔ تم نہین جانتے ذرا چُپ رہو۔ ہندی کیطرف مخاطب ہو کر۔ مولانا۔ جوتا پہنکر نماز پڑھنا سُنّت ہے جو شخص ان لوگون پر طعنہ کرے وہ گنہگار ہے۔

ابن عدی اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ ہمارے دین اور دنیا کے بادشاہ حضرت سرور موجودات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے جوتے کو زینت نماز فرمایا ہے اور جوتا پہنکر نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے

قال رسول اللہ صلعم خذوا زینۃ الصّلوٰۃ قالوا وما زینۃ الصّلوٰۃ قال البسوا نعالکم فصلّوا فیہا۔

ولایتی - جزاک اللہ فی الدارین خیرا - (ہندی کیطرف متوجہ ہو کر)
دیکھو سچا مسلمان اسکو بولتا - یہ سچا مسلمان ہے تم بابا جانتا نہین
اسکی کچھ سبق سیکھو -

ہندی - (تعجب سے) ہمنے تو قرآن مین کہین نہین پڑھا
اور نہ یہ آیت دیکھی -

ولایتی - (ہنسکر) پناہ بخدا کجا روایت وکجا قرآن لاحول ولا
قوۃ ناحق اینقدر اوقات خود ضایع کردم "

نواب کو بھی ہنسی آئی مگر ضبط کر گئے ہندی سے کہا کہ مولانا
آپ اسمین ولایتی صاحب سے بحث نہ کیجیے - ابھی آپ کو
صحت منظور ہو تو حیدر آباد آئیے وہان کے علما سے مین اپنے
قول کی تصدیق انشاء اللہ کرا دونگا -

ظریف - کیا میان یہ آیت واقعی قرآن مین ہے - ولایتی نے
قہقہہ لگایا -

نواب - ناحق آپ اپنے کو ذلیل کرتے ہین - ذرا
چپ رہیے -

**ہندی**۔ خیر معلوم ہوا آپ اور ولایتی صاحب ایک اُستاد کے شاگرد معلوم ہوتے ہین۔ مگر خیر وہ قول تو نقل کرا دیجیے۔ پنسل کاغذ لیکر تیار ہو گئے۔

**نواب**۔ وہ ایک کیا کئی قول مین آپکو لکھوائے دیتا ہون مگر خدا کے لیے قرآن مین نہ دیکھیے گا۔

**ہندی**۔ اگر قرآن مین نہین تو پھر غلط۔

**نواب**۔ مولانا۔ حدیث اور ہے۔ قرآن اور۔

**ہندی**۔ اچھا خیر تو لکھوا دو۔ مین اپنی کتابون مین تلاش کرکے نکالونگا۔

**نواب**۔ بسم اللہ۔ غرض پہلے وہ حدیث لکھوا دی۔ پھر کہا اور بھی ایک دو حدیثین نقل کر لیجیے۔

عقیلی ابو الشیخ اور ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت انس رضہ سے روایت کی ہے۔

قال رسول اللہ صلعم فی قول اللہ عز و جل خذوا زینتکم عند کل مسجد ای صلوا فی نعالکم۔

**ہندی** - اچھا یہ تو فرمائیے کہ جوتا پاک کس طرح ہوا -

**نواب** - اگر جوتے کو نجاست لگ جائے تو رگڑ دے خاک کہ خاک پاک ہے - حضرت نے فرمایا ہے کہ مسجد مین آنے کے وقت تم جوتون کو دیکھ لو اگر اُن مین کچھ نجاست لگی ہوئی ہو تو اُسکو پونچھ ڈالو اور خاک پر رگڑو کہ خاک پاک ہے - چنانچہ ابو داؤد کے الفاظ یہ ہین -

ثم قال اذا جاء احدکم المسجد فلینظر فان رای فی نعلیه قذرًا او اذی فلیمسحه ولیصل فیهما [1]

**ہندی** - اگر آپ کی یہ باتین سچّی ہونگی تو بندہ آپ کا شاگرد -

**ظریف** - اجی شاگردی کی ایک ہی کہی یہ بڑے صاحب کمال ہین - بیشک اِنکا قول صحیح ہوگا - ہم تو مان گئے -

**ولایتی** نے نواب کا شکریہ ادا کیا -

نواب نے نام پوچھا تو ولایتی صاحب نے اپنا نام مولوی سید عبد الحمید ہراتی بتایا - اور وعدہ کیا کہ کسی روز حیدرآباد آنے کا اتفاق ہوا تو ضرور نواب سے ملنے آئینگے -

[1] ثم جب کوئی تم مین سے مسجد مین آوے تو اپنی جوتیون کو دیکھ لے اگر کچھ نجاست یا ایذا کی چیز دیکھے تو اسکو پونچھ ڈالے اور انمین نماز پڑھ لے ۱۲

ہندی اور ولایتی کے قضیۂ نامرضیہ کو چُکا کر ابھی نواب اور ظریف تھوڑی دُور چلے تھے۔ کیا دیکھتے ہین کہ دو سوار جن مین ایک بڈھا اور ایک جوان ٹٹّوون پر سوار نشے مین چور سیہ مست و مخمور ٹخ ٹخ کرتے چلے آرہے ہین۔ ہمارے ظریف الدولہ نے جوان دونون کی حالت نشے مین خراب دیکھی۔ نواب سے کہا کہ میان ان دونونکا نظارہ بھی عجائبات سے ہے۔ دیکھیے تو ایک کے سر پر نہ ٹوپی ہے نہ پگڑی۔ دوسرے پیر فرتوت انگرکھے کے بند کھولے ہوے کس شان سے چلے آرہے ہین۔ ذرا ان سے دو باتین تو ہونے دیجیے۔

**نواب**۔ نانا۔ آپ بھی نرے واہی رہے راستے والون سے کون بھڑے یہ شریفونکا کام نہین۔

**ظریف**۔ لاحول ولا قوۃ۔ اب آپکو یہان پہچاننے کون آتا ہے۔ جو ایسے چھپتے ہین۔ یہ بھی دل لگی ہے۔

نواب - خیر - آپکو اختیار ہے - بسم اللہ اگر کچھ ضرورت ہوگی تو بندہ مدد کے لیے حاضر ہے -

ظریف - اُٹھو ٹھیرو ہمی خبر ہم ہی خبر لیتے ہین - یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ وہ دونون سوار قریب آ پہونچے - ناظرین کو یاد رہے کہ ان دونون سوارون کو ہم یہان ان حروف سے یاد کرینگے جوان کو (ج) اور بڈھے کو (ب) سے -

ظریف - السلام علیکم -

ج - (اُچھلکر) وعلیکم السلام -

ظریف - ٹھیریے - چلے کدھر -

ج - چپ نامعقول - مت بک - بس اس فقرے نے تو غضب ڈھادیا اب لینے کے دینے پڑے میان ظریف کو کہان تاب کہ اسقدر سخت کلامی کی برداشت کرین - ہاتھ مین لکڑی تھی اٹھا کر ایک رسید کی -

ج - او شیطان ابھی اُتر کر تیرے انجر پنجر ڈھیلے کردونگا -

ب - (اپنے ساتھی سے) ہان میان اسے جانے نہ دینا -

ظریف - اوگیدی مین دو تو تکو کافی ہون -

نواب نے میان ظریف کو بھڑا دیا - اور آپ انجان بنکر دُور جا کھڑے ہوے -

ج - نے دھم سے کود کر ایک چپت رسید کی - (چٹاخ)

ب - (اپنا سر کھجلاتے ہوے) واللہ بھئی خوب سر سہلایا -

ظریف - او بدمعاش کہکر لپکے اور جھٹ سے لپٹ گئی

ج - نے میان ظریف الدولہ کو اُٹھایا اور زمین پر گرا کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا - وہ گرے الٰہی خیر -

ب - ہان پہلے کچھ مرتکا لنا چھوڑنا نہین -

ظریف نے خنجر کی تلاش مین کمر ٹٹولی دیکھا تو ندارد -

راوی - واللہ اچھے وقت خنجر یاد آیا -

نواب نے دیکھا کہ اب بڑا پلہ جاتا ہے - لپک کر دو بیدایسی جوان کے رسید کیے - تڑاپ تڑاپ -

جوان نے مرابر دیکھکر چھوڑ دیا - مگر تھا حکنگا نشے مین چور کھسیانا ہوکر جو لپکا تو سیدھا نواب پر آپڑا - یہ ماشاء اللہ رستم کے بھی کان کاٹتے

اِن کے داؤپیچ سے شیدی لندھور بھی کوسون بھاگتا۔ بیٹھک باندھ کے دے مارا۔ چارون شانے چیت۔

**ظریف**۔ (اُٹھ کر) ہت تیری ایسی کی تیسی۔ اب معلوم ہوا مردود کو

**ب**۔ (نواب سے) کیون میان آئی ہے کچھ خرابی۔ دُون ایک ہاتھ تو ابھی پنگوری اُڑ جائے۔ یہ کہکر ایک پُرانی تلوار کمر سے نکالی اور چاہا کہ وار کرے۔

نواب نے ایک بید اُسکی کلائی پر اِس زور سے مارا کہ اررر کہکر تلوار چھوڑ دی۔

**ج**۔ نشے مین تو چُور تھا ہی گرد جھاڑ کر جھٹ سے اسپنے ٹٹو پر سوار ہونے کو جو اُچکا جھونک نکل گیا اور دھم سے زمین پر آرہا۔

**ظریف**۔ ہت تیری سر نہ پھوٹا۔

**ج**۔ (نشے مین) چپ رہ کیا مُنہ آتا ہے تیرے حال پر رحم آتا ہے ورنہ ایک مچھّر برابر ہے۔ ابھی رگید ڈالون تو پانی بھی نہ مانگے۔

**راوی**۔ جی ہان یہ آپ کا ارشاد نہین وخت رت کے ناز و انداز

ہین۔ اب دونون سوار اُدھر چلے۔ اُس بڈھے سوار کی تلوار جو نیچے گری
اُسے خبر بھی نہین۔ بس ناک بھون چڑھا کر رہگیا۔
نواب نے وہ تلوار لی۔ اور ان دونون کے پیچھے پیچھے ہولیے
وہ دونون آپس مین چہ میگوئیان کرتے ہوئے ٹخ ٹخ چلے۔

**ب**۔ (ج سے) واہ رے شیر خوب دے مارا۔

**ج**۔ وہ توخیر۔ جو میان جوان تھے انھین بھی ایک ہاتھ مین دیکھ لیتا مگر نازک ہین کہین ہاتھ پاؤن نہ ٹوٹ جائین۔

**ب**۔ ہان مجھے بھی یہی خیال ہوا۔ ورنہ بس دیکھتے کہ تمھارا دو کیا کام کرتا: مگر واللہ میرا گھوڑا اسوقت وہ تڑپا ہے کہ بس۔

**ج**۔ (اپنے ٹٹو کی گردن پر ہاتھ پھیر کر) یہ کب کم ہے۔ گھوڑا کیا ہے اُڑن کھٹولا ہے۔ الوپ انجن ہے اِس نے چار بار شرط جیتی ہے جب کبھی گرما جاتا ہے تو بس وہ تڑپ کر نکلتا ہے۔ جیسے جان تن سے۔ برق خرمن سے۔ اسی لیے تو اِس قیمت مین لیا ہے

**ب**۔ کیا ہماری گھو.... (نشہ مین چور) پھر چونک کر (ڑی) کی قیمت سے زیادہ۔

راوی۔ کیا گھوگھکر..... غوطہ مارا ہے۔ اپن کوئی سمجھے تو کیا

سمجھے کہ (گھو) کے بعد کچھ بھی نہین اسکی خبر چونکنے کے بعد معلوم ہوئی تو یہی کہا فقط (ڑے) ناظرین اس ٹوٹے پھوٹے فقرے کے معنی نہ فرما سکینگے کہ (گھو) کہ کے چُپ۔ اور چونکنے کے بعد جو (ڑے) کہا یہ کس مبتدا کی خبر ہے۔ ہم عرض کیے دیتے ہین کہ اس فقرے کا ستیاناس ہوا ہے (کیا ہمارے گھوڑے کی قیمت سے زیادہ ہے)

**جج**۔ (نشے مین دُھت) جی ہان آپ کے گھوڑے سے زیادہ بیشک زیا... ابھی لفظ زیادہ پورا ادا نہ ہوا تھا کہ استفراغ ہوگیا۔ بس وہ زیادہ دہ کر کر سدہارے۔

**نواب** نے جو استفراغ کی آواز سُنی۔ کہا لاحول ولاقوۃ توبہ توبہ ہمارا جی بھی متلانے لگا۔

**ظریف**۔ اجی جی متلانا کیا معنی سمجھے تو بس اب استفراغ ہوا چاہتا ہے۔ (بیٹھ گئے)

**نواب**۔ بس اب چلیے۔

**ظریف**۔ جی کیون آپ انسان اور کیا ہم حیوان ہین کہ آپ کا

توجی متلائے اور ہمین کچھ بھی نہ ہو۔
**نواب**۔ ابھی اور دیکھیے تو ہوتا کیا ہے۔ ہان چلیے (پھر دونون چلے۔)
**ب**۔ کیون بھئی یہ قے کیسی ہوئی۔
**ج**۔ جی کچھ صفرا نکل گیا۔
**ب**۔ اچھا ہوا ورنہ یہ نقصان کرتا۔
**ج**۔ جی ہان اب طبیعت صاف ہوگئی۔
**ظریف**۔ لاحول ولا قوۃ۔ کمبخت گھوڑے ہی پر سب استفراغ ہوا۔ نہ کپڑے صاف کیے نہ منہ دھویا۔ اور پھر کہتا ہے کہ طبیعت صاف ہوگئی۔ استغفر اللہ کیا صفائی کی خرابی ہے۔ یہ بھی کوئی میان چرکین کے قرابت دارون سے ہین۔
**ب**۔ کیون بھائی اب پھر ایسے کب تک چلین۔ ذرا کڑکڑا کے دیکھین کون شرط جیتتا ہے۔
**ج**۔ ہان ارادہ ہے تو بسم اللہ۔ اسی بات پر کڑکڑا دون۔ یہ کہکر ایڑ لگائی۔ مگر ٹٹو کہان چلتا ہے جنبش تک نہ کی۔ گویا میخ ہے کہ گڑی

ہوئی ہے۔ اب وہ ایڑین مارنا شروع کین کہ یابو کے پیٹ کا پانی ہل گیا
بلکہ کلیجے مین درد بھی ہونے لگا۔ مگر یہ نہ ایک مانتے ہین نہ دو۔ اور
وہ ٹٹو بھی ایسا کھیت کا کہ جما سو جما۔ اب ساری خدائی ایک طرف
ہو جائے مگر واللہ ٹٹو کبھی سر کنے کا نام نہ لے۔ جو ڈٹا سو ڈٹا۔ اسپر
میان ظریف اور نواب نے قہقہہ لگایا کہ واہ رے شہسوار خوب
یابو ہے واللہ شرط جیت ہی تو لی۔ آخر بدقت دو چار قمچیان لگائین
تو یابو ایسا اُچھلا کہ میان سوار دھم سے مُنہ کے بل گرے۔
یا علی رض۔

اب اُٹھکر چڑھنا چاہتے ہین مگر نشہ اسقدر چھایا ہوا ہے کہ
نظر تک اُٹھنا محال ہے۔ اب اُدھر بڑے میان جو اُن کے
رفیق تھے۔ ان کا یابو جو سیدھا ہوا تو بہت ہی بُری گت ہوئی۔ ایسا
سیدھا ہوا کہ پیٹھ کے بل گرا۔ بڑے میان نیچے اور یابو اوپر۔ الٰہی خیر۔
بڑے پھنسے۔

نواب نے لپک کر ایک ہاتھ سے ٹٹو کو اِس پھُرتی سے
اُٹھایا کہ باید و شاید۔ اور جھٹ سے بڈھے کو الگ کر دیا۔ ادھر

جوان صاحب بدقت اُٹھکر سوار ہوے۔ اور پھر نشہ مین لڑھک گئے۔
اس بیحیائی کی بلا دُور۔ اِس گرنے پر بھی کچھ خیال نہ آیا۔ پھر ارے رے
کرکے اُٹھے اور سوار ہوکر چلے۔ چاہاکہ پھر ٹٹو کو خبر کرین۔ مگر نشے
سے بہت حالت ردی تھی۔ ڈگمگانے لگے۔ باگ اب چھٹی اور
اب چھٹی۔ پھر گرے۔

**راوی**۔ الٰہی توبہ۔ یہ کیون تکلیف فرماتے ہین۔ اِس بیحیائی
کے بسوے بیس۔

اِدھر بڈھے سوار کو جو نواب نے الگ کردیا۔ اُٹھ کھڑا ہوا
اور کہنے لگا۔ میان کیون سچ کہیے کیا مین نشے مین ہون۔

**نواب**۔ اجی حضرت نشہ کیسا۔ برابر ہوش مین ہو۔ ہوش
کی باتین کررہے ہو۔

پھر بڑے میان کے پاؤن ڈگمگائے تو کیا پوچھتے ہین۔
میان تمھین خدا کی قسم بتلاؤ کہ ہماری رفتار و گفتار سے کوئی کیفیت
نشے کی پائی جاتی ہے؟

بس یہ فقرہ دوبارہ سُننا تھا کہ میان ظریف الدولہ تاؤ کھا گئے۔

اور جھپٹ کر ایک زناٹے کی ٹیپ دھر دی۔ ذنٹر ... ایک چپت جما دی۔ پھر ایک طمانچہ چٹ سے لگایا۔ ادھر منہ ... اکہ تڑ سے ایک اور رسید کی۔ پھر ایک گھونسا جما دیا۔ ابتو بڑے ہی بنی نشہ ہرن ہونے لگا۔

نواب مارے ہنسی کے پیٹ پکڑے کھڑے ہین۔ اب حضرت نشہ باز کی کیفیت دیکھیے کہ بھاگنا چاہتے ہین مگر ہیبت سے پاؤن بھی لڑکھڑانے لگے۔ سب حیران ہین کہ الٰہی توبہ اس بڈھے نے کیا ہنسایا۔ آپ ہی آپ جھنجھلا کر گالیان دینی شروع کین۔

**نواب** - نے کہا نانا - آج ہی تو تمام عمر مین ایسے قوی بڈھے کو زیر کیا ہے۔ ابتو میان ظریف اکڑ گئے کہ کیا ہم ایسے ویسے ہین پھر ٹیپ جمانا شروع کیا۔

جب دس بیس بے بھاؤ کی پڑین تب تو اُس بڈھے نے بھی جان سے ہاتھ دھو کر اور سنبھل کر ایک دھکا دیا کہ حضرت ظریف الدولہ بہادر نیچے ہو رہے ہے۔ اور وہ بڈھا اوپر۔ اِدھر انھون نے

اُسکی داڑھی پکڑی اُدھر اُس نے سر کے بال لیے۔ یہ سب کچھ ہوا۔
مگر کیفیت تو یہ ہوئی کہ جب لت پت ہو کر گرے دونون کو دھچکا پھونچا
اور دونون کی پیشانی زمین پر کمٹ سر لگی۔

**ظریف**۔ ارر۔ اچھا بچا۔ کہان جاؤ گے۔

**رقیب**۔ جی ابتو آپ کو رگیدے ڈالتا ہون۔

**نواب** نے دیکھا کہ ظریف الدولہ بہادر کی سانس پھول گئی۔ مجبوراً
دوڑے اور دونو نکو پچکار کر شاباش کہکر علیحدہ کیا۔ پولیس مین اطلاع
ہوئی کہ یہ دونون شرابی گرفتار کیے جائین۔ پولیس نے دونون کو
تھانہ پر وندنایا۔ نواب اور ظریف نے اپنی راہ لی خدا اس
شرابِ خانہ خراب اور کُل نشہ کی چیز و بن کو غارت کرے۔
الٰہی آمین۔ ثم آمین۔

## خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا

خواب کا عالم بھی کچھ ایسا دلفریب ہے کہ بیداری مین وہ
لطف حاصل نہین ہو سکتا۔ یہ وہ عالم ہے کہ جسے بیخودی کہنا چاہیے

انسان بہمہ حال حیّ القائم رہتا ہے مگر اس کو یہ بھی خبر نہین ہوتی
کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا۔ زندہ تو ضرور ہے مگر عالمِ مثال کی دلچسپ
کیفیت سے نے اُسکو اسقدر مست اور بیخود کر دیا ہے کہ یہ اُسی طلسم
حیرت کے نظارے مین ہمہ تن محو ہے۔ اپنے بچھونے پر سویا
ہے اور بظاہر اسکا وجودِ عنصری دو گز قالین کے فرش پر بحس و
حرکت پڑا ہوا ہے مگر اس عالمِ مستی مین اسقدر از خود رفتہ ہے کہ
سر و پا کی خبر نہین۔

وہ نہین جانتا کہ تکیہ سے اُسکا سر سَرک کر فرش پر کب
آ گیا۔ اور کس نے اُس کے سر کو اِس خوبی سے اُٹھا کر زمین پر
رکھدیا کہ اُسکے ہاتھون کی حرکت تک محسوس نہ ہوئی۔ یہ اِس مستی
اور بیخودی کی مجسّم تصویر کے ہاتھ ہین کہ جنھون نے اُسکے سر کو تکیہ
سے جدا کر دیا۔ لیکن اسکو خبر بھی نہ ہوئی۔ چادر جو اُس کے جسم
سے وصلی کی طرح لپٹی ہوئی تھی اِس مستی کی ہاتھا پائی نے
اس کو اُس کے جسم سے جدا کر کے ہجر کا سمان دکھا دیا۔ مگر سونے والا
اس بے زبان چادر کے قصۂ مفارقت کو نہ سُن سکتا ہے۔ اور نہ

اُسکی داد کو پھونچکر پھر زیبِ تن کر سکتا ہے۔

دست و پا کچھ ایسے بے قرینہ ہین کہ قاعدہ کے دائرے سے باہر ہو گئی ہین۔ حالانکہ یہ دست و پا اُس سونے والے کے ثباتِ حواس کے حکم کے ایسے پابند ہین کہ کبھی اپنی حدِ ادب سے متجاوز نہین ہوتے۔ لیکن اب دیکھو تو وہی ہاتھ پاؤن اُس بیخودی کی شبِ ماہ مدہوشی کی بدولت ایسے وحشت بنے ہوے ہین کہ انکو اصلا ادب کا خیال نہین۔ ایک ہاتھ اُس سونیوالے کے سینے پر اس طرح رکھا ہوا ہے گویا وہ اُس کے قلبِ مضطر کو جو دُنیاوی حوادث کے سوچ بچار کے باعث افسردہ ہو کر بے چین ہو رہا تھا۔ تشفی دے رہا ہے۔ دوسرا ہاتھ پہلو کے تکیہ پر اسطرح بیکار پڑا ہے کہ گویا اُسمین دم نہین۔ بالون کے جوڑے نے جو قسمت کی گرہ کی طرح مضبوط بندھا ہوا تھا۔ اس مست خواب کی بیخودی کی دھینگامشتی کی بدولت عقدہ کُشا ہو کر اپنے جال کو کسی کے دوش پر بکھیر دیا ہے۔ اس کے جعدِ مشکین کی لپٹ سے تمام حجرہ مہک رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ گورے گورے معطر گلابی رخسارون سے یہ نکہت کو چرا کر

چار طرف پھیلا رہا ہے۔ اور زبانِ حال سے کہتا جاتا ہے کہ بہار حُسن کی جانب سے نوروز منایا جا رہا ہے۔ اِس باغ کی بہار ہی جُدا ہے۔ اس کی صحبت مین جو مصاحبین ہین وہ بھی دُنیا سے نرالے ہین۔ آرزوؤن کو خاصہ اطمینان۔ دلچسپیون کا سامان ہر طرح مہیّا۔ شاہانہ ٹھاٹھ جُدا اپنی شان دکھا رہے ہین۔ فقیرانہ آن بان کی حکومت الگ ہے۔ عنادل کی عاشقانہ ترانہ سنجی اور رہے سہی نئی نئی حسرتون کا جمگھٹا آن کی آن مین ابر کی طرح چھا کر پھر مطلع صاف ہو جاتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ؎

عالمِ بیخبری طرفہ بہارے بودہ است
حیف صد حیف کہ ما دیر خبردار شدیم

اس عالمِ مدہوشی کی مسرت بخش سَیر مین ہمارے ہیرو کے فرزندِ ارجمند میان نصیر۔ ایک شب مصروف تھے۔ دیکھتے کیا ہین کہ بزمِ شادی رچی ہوئی ہے ہر طرف شادیانے بج رہے ہین۔ مشاطۂ عقل کو سنگار و رنگھار اور اُس کے رنگ و روغن اور حُسنِ دلفریب نے عروس بنا دیا ہے۔

یار و احباب - اہالی موالی - سب دیوانِ عام مین جمع ہین -
روشنی ستارون کو مات کر رہی ہے - نہین نہین بلکہ ستارونکی
قسمت کے سیارے بھی اُسکا جوبن دیکھکر حجاب سے جھلملائے
جاتے ہین - ساز و سامانِ عیش اپنے اپنے مقام پر اس خوش
سلیقگی سے سجایا گیا ہے کہ نظامِ فلک بھی اُس کے حُسن
انتظام سے انگشت بدندان ہے - براتیونکا وہ اژدحام ہے جیسے
حسرتون کی گھٹا دلمین چھائی ہوئی - اور شمیم عیش و مسرت کی مہک نے
تمام ڈیوڑھی کو گلستان بنا دیا ہے - محبت کے قاضی نے حاضر
ہوکر نکاح پڑہایا - اور حضرتِ عشق نے شادی کے رسوم پورے
کیے - نوشہ خلوت کدہ مین سپہر آراکی سی پاک طینت باعصمت
دُلھن کے پاس جاکر بیٹھا - یہ کمرہ خلوت کدۂ دل سے کم نہین -
یہان کا ٹھاٹھ امیدون اور آرزؤن کی اُٹھان سے گھٹ کر
نہین ہے - معلوم ہوتا ہے کہ یہ خلوت بیرنگین کے دم قدم کے
باعث زیادہ نزتور بار ہے - لیکن ہر طرف ایک سناٹے کا عالم ہے
شرم و ادب دونون دربانی کر رہے ہین - غیر تو کیا خیالِ غیر کا بھی

یہان گذر ہو نہین سکتا۔ جسقدر خویش و اقارب عزیز دل نوازجانباز ہین سب اس خلوت کے باہر ادب کی پہرہ بندی مین محصور ہین۔ عروس و نوشہ کی باتین سُننے کے لیے صرف ایک شمع نے بار پایا ہے۔ باقی جسقدر چراغ دیدہاے انجم فلک کی طرح روشن تھے اُنکو حکم ہو گیا کہ پاسِ ادب کا اقتضا یہی ہے کہ آنکھین بند کر لین۔ اس لیے سب خاموش ہین۔ خیال کیا جاتا ہے کہ گو شمع کافوری کی آنکھ ضرور ہے جس کے نُور سے حجرہ نُور بار ہے۔ لیکن وہ اپنے حُسنِ بے مثالی کے تصوّر مین اسقدر محو ہے کہ اُسکو عروس و نوشہ کے راز و نیاز کی خبر ہی نہین۔ اگر خبر ہو بھی جائے تو اطمینان ہے کہ بے زبان ہے۔ راز افشا نہ ہوگا۔

جب ہمارے نصیر الملک کا عالمِ مثال مین اس امر کا اطمینان ہو گیا کہ شمع رازدار اور بے زبان ہے تو اس وقت سپہر آرا کی طرف ہاتھ بڑہا کر جو اُس عالم مین دُلہن بنی سولہ سنگار سے نکھر کر سر نہوڑاے ہوے بیٹھی تھی۔ اور جس برقع حجاب سے اپنی چاندسی صورت کو چھپاے تھی اُس کو آہستہ سے اُلٹ دیا۔

پہلی رات کی دُلھن چھپا سنراول ہے کہ کہین گستاخ نہونے
پاے۔ خوف ایک طرف کہتا ہے کہ ایک بیگانہ مرد سے سابقہ پڑا ہے
گو وہ کیسا ہی عاشق تھا اور دُور دُور سے راز و نیاز کی باتین اور شوق
کے پیام و سلام مشاطہ کی وساطت سے ہوتے تھے۔ لیکن نامحرم
تو ضرور ہے اس سے ڈرتے رہنا ہی چاہیے۔
گذشتہ واقعات دل کو چٹکیان لیکر مسل رہے ہین کہ بے اختیار
لپٹ کر زار و قطار رو کر دل کی بھڑاس نکال لیے۔ لیکن خبردار
کی صدا بلند کرکے اس کے جوش کو روکتا ہے۔ زبان کہتی ہے
کہ اپنا جوہر دکھاؤن مگر خموشی کی مُہر لب پر ہے۔
**نصیر** نے جو ہین نقاب اُلٹی اور صورتِ زیبا پر نظر
پڑی تابِ ضبط نہ رہی۔ بے اختیار لپٹ کر ایک چیخ اس زور سے
لگائی کہ نیند سے چونک اُٹھا کچھ دیر تک دل دھڑکتا رہا۔ لیکن جب
حواس کسیقدر جمع ہوے تو دیکھتا کیا ہے کہ ع

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا

وہی فرش ہے۔ وہی خوابگاہ ہے۔ اور وہی تنہائی۔

اور وہی حسرتون کا ہجوم - اور وہی دلِ پر آرزو اور چشم پُرنم اور جگر پُرسوز - وہی لب آمادۂ نالہ و آہ - اور وہی خیال صرفِ تصور عشق - دفعتاً اُٹھ بیٹھا اور ایک ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ؎

یہ کس نے عین مزے مین جگا دیا ہم کو
ابھی تھی خواب مین آنکو لگی ہوی

اس خواب نے اس کے زخمون کے بھرے ہوے انگورون کو چھوڑ دیا - اور وہ پیمانۂ چشم سے آنسو بن بن کر نکلنے لگے - لیکن مستقل مزاج تھا بہت ضبط کیا - گھڑی مین دیکھنا چاہا کہ کیا بجا ہے - اتنے مین صبح کی توپ دغی -

## نواب کی واپسی

نواب ذی شان جب اپنے میزبان نواب جانی سے رخصت ہوے اور خدا حافظ کہکر ریل مین بیٹھے - سیٹی ہوئی اور گاڑی چلنے لگی -

**ظریف** - (نواب سے) میان یہ دو تین روز بھی کس مزے سے

گزرے۔ خدا کی قسم معلوم بھی نہ ہوا کہ یہ تین دن کدھر گئے۔ ہمین تو واللہ اپنی بُڈھی بیوی بالکل یاد نہ آئی۔

**نواب**۔ ہان نانا۔ واقعی میرا بھی یہی حال رہا کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہ تھی۔

**ظریف**۔(قلندر سے) کیون میان تمھارا کیا حال رہا۔

**نواب**۔ (ظریف سے) مجھ سے پوچھیے مین کہتا ہون کہ انکو ضرور اپنی بیوی یاد آئی ہوگی۔ یہ اپنی بیوی کو بہت چاہتے ہین۔ جبراً یہ میرے ساتھ آجاتے ہین ورنہ انکو مکان سے باہر نکلنا جان پر بنجانے کے برابر ہے۔

**راوی**۔ واللہ ہم کو بھی اتفاق ہوا۔ اکثر اس قسم کے لوگ دیکھے گئے ہین جو جورو بچون کے دام مین اس قدر پھنسے ہوے ہین کہ توبہ ہی بھلی۔ قیامت تک اس دام سے چھٹکارا محال خصوصاً قلندر شاہ نام کے تو قلندر مگر بیوی پر لٹّو بنے ہوے ہین۔ یہان انکی آزادی کا ٹٹو نہین چلتا۔

**ظریف**۔ اُنھ۔ ایسے قلندر کس کام کے۔ بس تو اُن سے ہم ہی

اپچھے رہے ہیں بڑھیا کو ایک روز بھی یاد نہ کیا۔

قلندر۔ بھئی جس کے جو جی مین آئے کہہ لے۔ بیشک ہمین تو اپنی بیوی سے اُنس ہے۔

نواب۔ (ظریف سے) کیون نانا کیا کہتا تھا۔

ظریف۔ واللہ میان تم تو خوب تاڑ گئے ہو۔ مگر میان رفیق کا کیا حال ہے۔

نواب۔ بیوی اُن کی جنّت کو سدھا رین لیکن سُنا جاتا ہے کہ سفری توشہ یا نیم خاصہ لینڈ و موجود ہے۔ اُس مین بیٹھ کر سیر کیا کرتے ہین۔

رفیق۔ (ہنس کر) واہ کیا خوب تعریف ہوئی ہے ہمارے توشے کی۔

ظریف۔ اخاہ سفری توشہ تھا تو پھر ساتھ کیون نہین رہا۔

رفیق۔ جی نہین سفری توشہ غلط۔ نیم خاصہ البتہ صحیح ہے۔

ظریف۔ پھر ہم سے آپ نے چھپایا کیون۔

رفیق۔ واہ نانا۔ چھپاؤن نہین تو کیا کوئی یہ بات کہنے کی تھی۔

**ظریف**۔ بھائی دوستی کے تو معنی یہی ہین کہ ایک دوسرے سے راز نہ چھپائے اگر باوجود دوستی کا دم بھرنے کے شریک راز نہ کیا جائے تو ایسی دوستی پر تین حرف۔

اتنے مین اسٹیشن آیا گاڑی ٹھہر گئی۔

**نواب**۔ (ظریف سے) دیکھو نانا۔ اُترو نہین اور اگر اُترو تو کسی سے بھڑ نہ جانا۔

**ظریف**۔ ارے میان بھڑنا دڑنا کُجا۔ اسوقت دس بجتے ہین پیٹ مین چوہے قلابازیان کھا رہے ہین۔

**قلندر**۔ معاذ اللہ تمھارا پیٹ ہے یا عنبر بیٹہ۔ پانچ بجے صبح کے دوپیازے ٹھے نوش جان کیے۔ حلوا خوب زہر مار کیا اور اب پھر اشتہا موجود۔

**ظریف**۔ باتون باتون مین گاڑی چلی جائے گی۔ یہ کہکر گاڑی سے اُترے اور پورٹر سے پوچھا کہ کوئی خوانچے والا ہے۔

**پورٹر**۔ بے پروائی سے۔ ہمین کیا معلوم ہوگا کہین دیکھ لو۔

**ظریف**۔ (بگڑ کر) دیکھو اِس گدھے کا حال کس بے اعتنائی سے

جواب دیتا ہے۔

**نواب** - نانا۔ نانا۔ اُس کے مُنہ نہ لگیے۔

پھر بڈّھا ترچھی نگاہ سے دیکھتا ہوا بس بس زبان سنبھالیے۔

ظریف کچھ کہنا چاہتے تھے کہ نواب نے روکا اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک فقیر قلندر وضع تشریف لا رہے ہین۔ نواب کی گاڑی کے پاس آکر۔ کیا یہ گاڑی خالی ہے۔

**نواب** - اخلاق اور تہذیب سے گاڑی خالی تو نہین لیکن ؎

گر بر سر و چشم من نشینی
نازت بہ کشم کہ نازنینی

**فقیر** - بابا۔ اللہ خوش رکھے۔ یہ کہکر گاڑی مین داخل ہوے اور سیٹی ہوئی ہمارے ظریف الدولہ بہادر خوانچے والے کی تلاش مین نکلے تھے۔ سیٹی کی آواز جو سُنی۔ گھبراہٹ سے دوڑے اور دھم سے ٹھوکر کھاکر زمین دوز ہوے۔ جلّ جلالہ۔ اسٹیشن پر وہ ہنسی ہوئی کہ معاذ اللہ آپ جو اُٹھے آپ ہی آپ بڑبڑاتے ہوئی گاڑی مین داخل ہوے۔ یہان دیکھتے کیا ہین کہ ایک اور فقیر

موجود ہین۔ غور سے دیکھکر حضرت مولانا آداب و تسلیم قبول باد۔

**فقیر**۔ وعلیکم السلام۔

**ظریف**۔ مولانا آپ کا اسم شریف۔

**فقیر**۔ بہر نامے کہ خوانی سر برآرم۔

**ظریف**۔ بجا ارشاد ہے۔ لیکن بلحاظ شرع۔

**فقیر**۔ فقیر کو عارف اللہ شاہ کہتے ہین۔

**ظریف**۔ سبحان اللہ کیا پیارا نام رکھا ہے۔ حضرت کا مسکن اور مکان۔

**فقیر**۔ لامکان۔

**ظریف**۔ تو پھر آپ صاف صاف اپنے کو خدا ہی کیون نہین کہتے۔

**فقیر**۔ (ہنسکر) اسمین شبہہ کیا ہے۔ ہمارا وجود ہی کب ہے۔ یہ من و تو محض وہم و گمان ہے۔

**نواب**۔ ماشاء اللہ مولانا کیا خوب فرمایا۔

**قلندر**۔ (فقیر سے) حضرت شاہ صاحب ہمارے نواب کو کچھہ مسئلہ تصوف بتائیے۔

فقیر۔ بندہ اُمّی ہے۔

ظریف۔ پہلے خدا بنے تھے اب تو پیمبر بھی ہو گئے۔

فقیر۔ (نواب سے) یہ کون شخص ہے۔ بہت ہی ہنسوڑ معلوم ہوتا ہے۔

قلندر۔ حضرت یہ بڈھا اور بندہ دونوں پیر بھائی ہین۔

فقیر۔ کس کے دیکھنے والے۔

قلندر۔ غوث علی شاہ پانی پتی کے۔

فقیر۔ کیا کہنا۔ نایاب فرد تھی۔

نواب۔ کیا آپ نے دیکھا ہے۔

فقیر۔ ہان بابا فقیر نے درشن کیا ہے۔

قلندر۔ کو نسے سنہ مین۔

فقیر۔ تقویم ساتھ نہ تھی۔ اور نہ روزنامچہ فقیر لکھتا تھا۔

ظریف۔ (قلندر سے) لیجیے یہ تو آپ کے بھی اُستاد نکلے ذرا سنبھل کر گفتگو کیجیے فقیر ٹیڑھے مزاج کا معلوم ہوتا ہے۔

نواب۔ مولانا کچھ ارشاد ہو۔

**فقیر** - جو پوچھو اُسکا جواب حاضر ہے۔

**نواب** - مولانا یہ تو فرمایئے کہ عالم کا اول و آخر ہے کہ نہین۔

**فقیر** - عالم کا اول و آخر نہین۔ رتق وفتق ہے۔ رتق۔ زمین ہے۔ اور فتق آسمان۔ رتق وفتق گو دو نام ہین لیکن ان کو تغیر و تبدل نہین۔ ہمیشہ تھا اور ہمیشہ رہیگا۔ اور ہمیشگی اُسیکو سزاوار ہے۔ اور اسی جہان کی تعریف مین ہے جو کچھ ہے یہی عالم ہے کیونکہ اس عالم کا وجود جس سے قائم ہے اُسکو فنا نہین۔ مگر یہ شکل ہے کہ اَلصِّدْقُ یُنْجِیْ وَ اَلْکِذْبُ یُھْلِکُ۔ کیا خوب کسی نے کہا ہے۔ ؎

بو العجب بر زخیست این عالم
نیست تغیر و نے بود تبدیل
گر گوید که دوست دو باشد
ور گموئی یکیست هم یک قیل

**نواب** - سُبحان اللہ کیا پیاری تفہیم ہے۔

**قلندر**۔ حضرت نے بہت باریک نکتہ اس عالم کی شان مین فرمایا۔

**ظریف**۔ بھئی یہ تو نعوذ باللہ شرع والے سُنین تو تکفیر کا فتویٰ دین۔

**فقیر**۔ تکفیر کا فتویٰ تو آج کل سستے داموں ہے۔ زبان ہلی اور کافر بنایا۔

**نواب**۔ کیون شاہ صاحب اس کی کیا وجہ ہے کہ علما اس قدر جلد تکفیر کا فتویٰ دیدیتے ہین۔

**فقیر** نہین بابا علما کیون تکفیر کا فتویٰ دینے لگے۔ تکفیر کا فتویٰ تو جُہلا دیتے ہین بعینہ اس کی یہ مثال ہے کہ جس کو کیمیا کا علم ہے وہ کبھی اُس کے وجود کو غلط نہین سمجھے گا۔ اور جسکو علم نہین اُس کے سامنے اگر کیمیا کا وجود برحق بتلایا جائے تو وہ ضرور قائل کو جھوٹا قرار دیگا۔ اس لیے کہ اُس نے کیمیا کا وجود تحقیق کی نظر سے دیکھا ہی نہین۔ اور ہر زمانے مین علما کے گروہ مین جس قدر ناقص رہے۔ وہ عالمون اور عارفون کو کافر ہی کہتے رہے۔ اس کے دو اسباب ہین۔ ایک تو

یہ کہ جو تصوف کے علم سے واقف نہ ہو۔ اور حقائق سے بے خبر ہو۔ وہ ضرور عالم اور صوفی کی تکفیر کا فتویٰ دیگا۔

دوسرے جو کوئی تعصب مذہبی کے قید خانے مین مقید ہو اُسکو بھی اس سے دلبستگی ہوگی کہ کسی نہ کسی کو کافر بنائے اچھے اچھے لوگ جاہلون کی تکفیر کے نشانہ بنے۔ اگر مجھے (ظریف کی طرف اشارہ کرکے) یہ کافر کہین تو کیا۔ مین آپ کو چند نام بتلاتا ہون۔ جو اپنے زمانے مین نایاب اور تاج عالم کے انمول موتی تھے۔ کہ انپر بھی تکفیر کا فتویٰ دیا گیا۔

جسقدر نامور قومین دنیا مین گذری ہین یا اب ہین ان کی تاریخ شاہد حال ہے کہ جس کسی نے اپنی قوم کے اوسط درجے اور کم فہم جُہلا کے معمولی خیالات سے بڑھ کر کوئی بات کہی۔ یا معمولی سمجھ سے زیادہ زبان ہلائی۔ وہ دیوانہ۔ مجنون۔ مخبوط۔ کے خطاب کا مستحق قرار پایا۔

اگر دینی خیالات کے متعلق خواہ کوئی حق بات ہی کیون نہ ہو زمانے کے لوگون کے خیالات اور فہم و ادراک کے خلاف

زبان سے نکلی اور مذہبی رسوم کے متعلق کچھ کہا گیا یا مذہبی سربرآوردہ اشخاص کی شان مین خواہ واجبی طور پر ہی کیون نہ ہو کوئی کلمہ مُنہ سے نکلا تو ایسا شخص لامذہب اور کافر سمجھا جاتا ہے۔

دیکھونا۔ سُقراط۔ کیون مسموم ہوا۔ اسی وجہ سے کہ اُسنے بُت پرستی کی بُرائی کی۔

جیرٹ۔ معقولات سیکھ کر اپنے ملک مین گیا اور مُرتد ٹھہرا۔

کلمبس نے اپنے زمانے کے لوگون کی عقل کے خلاف بات کہی اور پاگل قرار دیا گیا۔

**نواب۔** ماشاءاللہ آپ تاریخ یورپ سے بھی خوب واقف ہین۔

**فقیر۔** میان سب جگہ خاک چھانی۔ آخر یہ رنگ جسکو زوال نہین اختیار کیا۔ اور اسی کوچہ کی خاک زیب جبین کی۔ اور سُنیے اسلام کے باغ کے جو مسلّمہ گل سرسبد تھے اُنھون نے اپنے زمانے کے ناتجربہ کار جُہلا کے ہاتھون کیا کیا اذیتین اُٹھائین ان مین سے ایک ایک وحید العصر اور فرد لاجواب تھا۔

**عبداللہ بن عباس۔** پر طعنہ کیا گیا کہ قرآن کی تفسیر غلط کرتے ہین۔

عبداللہ بن زبیر۔ اس لیے مکّار قرار دیے گئے کہ نماز زیادہ پڑھتے تھے۔

حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک فرقے نے کافر ہی بنادیا۔ جس فرقے کو آپ لوگ خارجی کہتے ہین۔

ظریف۔ اُنھہ۔ الزام ہم پر لگایا گیا۔ لیکن کیا آپ اُن کو اچھا سمجھتے ہین۔ جو حضرت علیؓ کو بُرا کہیے اُس کے خارجی ہونے مین کیا کلام ہے کیا آپ خارجی نہین کہتے۔

فقیر۔ کسیکو بُرا کہنا ہمارے مشرب مین عین کُفر ہے۔

نواب۔ کیا مزے کی بات ہے۔ اور کسقدر عمدہ اصول ہین۔

فقیر۔ امام ابوحنیفہؒ کی نسبت بعضون نے کفر کا فتوی دیا۔ اور بعضون نے اُن کو جاہل قرار دیا۔ اور بعض نے بدعتی ٹھہرایا۔

امام شافعیؓ۔ آخر مین ابلیس کے خطاب سے مخاطب ہوے علمائے عراق اور مصر نے تو انکو نہایت بے حُرمتی اور بے عزتی سے قید کر کے بھیجا۔

امام مالکؓ۔ کی مصیبت پر غور کیجیے کہ پچیس برس تک جمعہ و جماعت

سے کے لیے باہر نہ نکلے۔ ذلّت کے قید خانے مین قیدی بنے رہے

نوبت بہ اینجا رسید کہ ان کے بازو اس قدر زور سے باندھے

گئے کہ شانہ اُکھڑ گیا۔ مزید بر ان اونٹ پر سوار کرائے گئے۔ اور

کہا گیا کہ اس مسئلے کی صحت کا اقرار کرین۔ امام موصوف نے جو

خدا کے خاص بندون سے تھے اور رضا و تسلیم اُن کا شیوہ تھا

صبر کیا۔

**امام حنبل** رحؒ۔ ۲۸ مہینے تک قید رہے۔ زنجیرین پانون مین ڈالی

گئین۔ لوگ مجلس مین اُن کو بلاتے تھے۔ اور منہ پر تھوکتے تھے

اور طمانچے مارتے تھے۔ یہ سزا اس قصور کے عوض مین تھی کہ

وہ ایک مسئلے مین سب کے مخالف تھے۔

**منصور**۔ جو خاصانِ خدا سے تھے اور حق گو۔ حق جو۔ حق بین کہلاتے

تھے انھون نے حق بات کہی۔ اور دارِ حق پر سر دار کھنچے گئے۔

کہانتک بیان کرون۔

**ظریف**۔ واللہ رونگٹے کھڑے ہو رہے ہین۔

**نواب**۔ بیشک مجھے رقّت ہو رہی ہے۔ یہ کہکر رونے لگے

گاڑی نے سیٹی دی - اسٹیشن آگیا۔

اودھر گاڑی ٹھہری - اور میان نواب چہل قدمی کرنے کے لیے پلیٹ فارم پر اُترے - دیکھتے کیا ہین کہ ایک صاحب بہادر جو اِن کے دوست تھے - اور جنکا نام مسٹر رابرٹ ہے ٹہل رہے ہین نواب سے اور ان سے مُڈھ بھیڑ ہوئی - نواب نے بہت ہی تپاک سے مصافحہ کیا - اور انگریزی مین باتین ہونے لگین -

**نواب** - اخّا بہت دنون کے بعد آپ سے ملاقات ہوئی -

**رابرٹ** - جی ہان - غالباً یہ چودھوان سال ہے کہ مین حیدرآباد سے گیا تھا -

**نواب** - جی ہان غالباً اتنا ہی عرصہ ہوا ہوگا -

**رابرٹ** - کہیے آپ کا کیا حال ہے -

**نواب** - الحمدللہ خیریت سے ہون -

**رابرٹ** - ولایت کی جب آپ نے سیر کی تھی - اور تعلیم کے لیے آئے تھے مین اُس زمانے مین عرب کے ملک کی طرف گیا ہوا تھا -

نواب - اخّاہ آپ نے وہان تک سیاحت کی -

رابرٹ - جی ہان بہت لطف کے ساتھہ یہ سفر ہوا -

نواب - کیا کیا عجائبات دیکھے - اور کون کون سی باتین آپ کو پسند آئین کچھہ تو فرمائیے -

رابرٹ - ضرور مین فرصت کے وقت کہونگا - مگر آپ کہان سے آرہے ہین -

نواب - میرے دوست **نواب جانی** نے دعوت دی تھی وہان گیا تھا - اور وہان سے واپس آرہا ہون -

رابرٹ - اوہ - وہ نواب جانی خوبصورت شریر لڑکا -

نواب - جی ہان وہی - اب تو انکی عمر تیس بتیس برس کی ہے وہ بھی میرے ساتھہ ولایت گئے تھے - لیکن ایک سال کے بعد اُن کو مجبوراً یہان واپس آنا پڑا - اس لیے کہ اُن کے والد کا انتقال ہوگیا تھا - گھر مین بجز اُن کے اور کوئی نہ تھا - جو خانہ داری کا انتظام کرتا -

رابرٹ - اوہ - افسوس ہے اُن کے والد کا انتقال ہوگیا آدمی بہت نیک تھا -

**نواب** - جی ہان - نہایت نیک طبیعت تھے -

**رابرٹ** - وہ بڈہا کہان ہے **عبدالصمد** جو بہت ہنسوڑ ہے -

**نواب** - گاڑی مین ہین - حقہ پی رہے ہین - اسوقت مزاج بحال ہے - ابھی افیون کھاکر ناشتہ کر چکے ہین -

اتنے مین سیٹی ہوئی - نواب نے رابرٹ سے پوچھا کہ آپ کہان جا رہے ہین -

**رابرٹ** - بمبئی سے مین حیدرآباد جا رہا ہون - میرے ایک دوست کی شادی ہے -

**نواب** - کیا خوب - پھر تو بڑی مہربانی ہوگی کہ میری ہی گاڑی مین وہان تک چلین - اور لطفِ صحبت سے مسرور فرمائین -

**رابرٹ** - بہت خوب کہکر دونون گاڑی مین داخل ہوے - دیکھتے کیا ہین کہ ہمارے ظریف الدولہ بہادر پینک کی ترنگ مین مدہوش ہین - سر جھکا ہوا ہے - اب زمین دوز ہوا چاہتے ہین -

رابرٹ نے جو انکی حالت دیکھی - آہستہ سے کان کے نزدیک منہ لیجا کر زور سے آواز لگائی -

ظریف۔ بوکھلاہٹ سے گھبرا کر۔ ایسے چت گرے کہ الٰہی توبہ۔
ادھر ناریل یعنی حقّہ نے بھی ساتھ دیا۔ چلم تو پھوٹ کر ٹکرے ٹکرے
ہو گئی۔ اب جو گھبرا کر سنبھل کر یا علیؓ کہکر اُٹھے تو بس گھورنا
شروع کیا۔

رابرٹ۔ کیون بُڈھے ہمین تم پہچانتا ہے۔

ظریف۔ اے واہ عجب مرد آدمی ہو۔ خدا جانے کون بلا ہو۔
کس زور سے چیخ ماری کہ کان کے پردے پھٹ گئے۔

رابرٹ (غصّے سے) کیا بولا بُڈھے۔ ہمکو نہین پہچانتا۔

ظریف۔ (غور کر کے) یہ ہے کون۔

نواب۔ واہ نانا بھول گئے رابرٹ صاحب یہی تو ہین۔

ظریف۔ (پھر غور سے دیکھکر) واللہ یہی رابرٹ صاحب ہین۔
سنتے ہوے اُٹھکر گلے ملے۔

رابرٹ نے بغل مین اس زور سے دبایا کہ ہڈیان پسلیان چکنا چور
ہو گئین۔

ظریف۔ دُہائی دُہائی۔ واللہ میرا کچومر نکل گیا۔ میان خدا کے لیے

اس مسٹنڈے سے چھڑاؤ۔

رابرٹ۔ توبہ کرو کہ ہم سے اب تو بے ادبی نکریگا۔

ظریف۔ واللہ ہرگز نہیں۔ کردن توبس جو چاہے سزا دیجیے۔

رابرٹ نے آہستہ چھوڑ دیا۔

ظریف۔ (دور ہٹ کر) بے ادبی تو نہ کرونگا۔ لیکن (خنجر پہ ہاتھ رکھ کر) اُسوقت یہ نہ ملا ورنہ دیکھتے۔

رابرٹ نے لپک کر چاہا کہ پھر پکڑے۔

ظریف۔ زقند بھر کر نواب کے پیچھے جو چھپنے گئے دھم سے گرے۔

نواب نے ہاتھوں ہاتھ سنبھال لیا۔

ظریف۔ اللہ سلامت رکھے میاں۔ آج تو کھوپڑی پھوٹ گئی تھی۔ (سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے۔)

رابرٹ۔ (نواب سے) عربستان اچھی جگہ ہے۔

نواب۔ ہاں فرمائیے تو آپ نے کیسا پایا۔

رابرٹ۔ یہ ایک جزیرہ نما ہے۔ جس کے ایک طرف حصہ ریگستان ہے اور تین طرف سمندر ہے

جواب - کونسا سمندر -

عرب - ابیرٹ - مشرق کی سمت بحر احمر بحر عمان - اور خلیج فارس - جنوب
کی طرف بحر ہند - مغرب کی جانب یہ جزیرہ نما افریقہ سے ملا ہوا ہے
اور مشرق کی سمت ایشیا ہے - اس جزیرے کی شمالی حد اس طرح قائم
ہوئی ہے کہ غزہ سے جو فلسطین کا ایک شہر اور بحر متوسط پر واقع ہے
ایک خط جنوبی بحر لوط تک کھینچیں تو وہ وہان سے دمشق - اور دمشق سے
فرات - اور فرات کے کنارے ہوتا ہوا خلیج فارس مین مل جاتا ہے -
اسکا طول ۱۵۵۵ میل اور عرض ۶۲۲ میل - جملہ رقبہ ۱۸۶۶۰۰ مربع
میل ہے - مردم شماری یہان کی ایک کرور کی سمجھی جاتی ہے -
مگر صحیح اندازہ نہین کیا گیا - اب غالباً اس کی فکر کی گئی ہوگی - بدویون
کا اندازہ دس لاکھ تخمیناً کیا جاتا ہے - اسکا دامن صحرا نہایت
وسیع ہے - ریتلے اور پتھریلے خطے اپنی شان وشکوہ دکھاتے
ہین - مگر زرخیز اور شاداب خطون کے دامن سے لگے ہوے ہین
اس کا نشیب خلیج فارس کی طرف ہے - اس کے وسط مین پہاڑی
سلسلے واقع ہین - جن مین قریے اور شہر آباد ہین - زراعت ہوتی ہے

عربستان کے وسطی خطے کا نام نجد ہے۔

**نواب** - یہی مقام ہوگا جہاں کا قیس ایک عاشق صادق مشہور ہے۔

**رابرٹ** - غالباً وہیں کا ہوگا۔ (کچھ سوچکر) بیشک وہیں کا ہے اور یہ اُسی مجنون کی جنون گاہ ہے۔ جہاں اپنی لیلے کے فراق میں جنگلی پنچھی کی طرح بسیرا کیا کرتا تھا۔

**نواب** - وہاں پیداوار کس قسم کی ہوتی ہے۔

**رابرٹ** - کھجور اور قہوہ - یہ اور پیداواروں میں زیادہ سر سبز اور ممتاز ہیں - ان کے علاوہ لوبان تیزپات - سنا - بلسان کتیرا - وغیرہ عمدہ ان کی تجارت ہوتی ہے - شہد سے زیادہ نفع حاصل کیا جاتا ہے - عرب کے شاداب خطوں میں اکثر وہ میوہ جات اور غلے ہوتے ہیں جو یورپ میں پیدا ہوتے ہیں۔

مثلاً نیشکر - انجیر ببول - شفتالو - بادام - انگور - گیہوں - جوار - باجرہ تمباکو - وغیرہ وغیرہ - یمن کا جو خطہ ہے وہاں زراعت کی پیداوار عمدہ ہے - جانور [illegible] میں گھوڑا - گدہا - بیل - بکری - [illegible] شتر [illegible]

سے چیتے۔ تیندوے۔ لیکن ٹڈیان سب سے زیادہ خطرناک ہوتی ہین۔ گھوڑا
اور اونٹ یہ انسان کے لیے زیادہ بکارآمد ثابت ہوے ہین۔ اونٹ
تو ہین کی سرزمین کے لیے مخصوص ہے۔ اس کے سوا کوئی دوسرا
جانور باربرداری کے قابل نہین سمجھا جاتا۔

**ظریف**۔ کیا تمام جغرافیہ آج ہی تمام ہوگا۔

**رابرٹ**۔ او بڈھا۔ تم چپ رہو۔ اونگھتا رہو۔

**ظریف**۔ اُنھ۔ اونگھنے کی ایک ہی کہی۔ مراقبہ کہو۔

**رابرٹ**۔ ہمکو مراقبہ سکھاؤ۔

**ظریف**۔ پہلے بیعت کرو۔

**نواب**۔ (ظریف سے) ٹھہرو نانا۔ پھر باتین کر لینا۔

**رابرٹ**۔ ہان نوابصاحب۔ اقوامِ عرب کی مختلف قسمون کا مختصر
بیان بھی سُن لیجیے۔

ابتدائی تقسیمین عربون کی دو ہوئین۔ اہل الوبر اور اہل المدر۔
اول الذکر بدویون کے نام سے مشہور ہین۔

اہل المدر۔ باشندگانِ قصبات اور بلاد سے ہین۔

زمانۂ جاہلیت بحث مین اقوام عرب آفتاب اور ستارون کی پرستش
تے تھے۔

ندرہ انحصار ہے کے کتب۔ جو سات یا آٹھ سو سال قبل مسیح کے
ن۔ ان کے صفحون کی سیر کرنے والون پر یہ ظاہر ہے کہ عرب متعدد
اؤن کو مانتے تھے۔ اور ان خدا اؤن کی صورتین۔ مورتون کی
ب مین ڈھالی جاتی تھین لیکن بمصداق کُلُّ شَیٍٔ یَرجِعُ اِلیٰ اَصلِہٖ
ے معبود حقیقی کا مضبوط خیال جو کسی طرح مٹ نہین سکتا۔ اور نہ کثرت
س کی وحدت کی مانع ہو سکتی ہے۔ اور ھُوَ الاَوَّلُ ھُوَ الاٰخِرُ
وَالظَّاھِرُ۔ ھُوَ البَاطِنُ کے عملی حقیقی آفتاب کا پرتو جو ہر
سا اور ہر شان مین متجلی ہے کبھی اُسکو صور مختلفہ ظلمیہ اور اسماء و صفات
ستناہی کا ابر چھپا نہین سکتا۔ وہ مبارک اور پاک اور سچا خیال بھی جزو
ینفک کی طرح موجود تھا۔

ہادی برحق آفتاب رسالت کی حق نما ہدایتون کی شعاعون نے
س کو شرف بخشا۔ اور وہی کعبہ جو مسند گاہ اصنام تھا بیت اللہ
دگیا۔

ﷺ ترجمہ تمام چیزین رجوع کرتی ہین اپنی اصل کی طرف ۱۲

ﷺ ترجمہ وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے ۱۲

رابرٹ - (قلندر کی طرف متوجہ ہو کر) ماشا اللہ آپ کی معلومات بھی بہت بڑھی ہوئی ہے -

قلندر - آپ کی اُردو بھی اچھی ہے جو کچھ تقریر آپ نے کی بہت پاکیزہ تھی -

رابرٹ - پینتالیس سال سے مین ہندوستان مین ہون - اور اُردو عربی فارسی کو نہایت ذوق اور مستعدی اور دلچسپی سے اسٹڈی کیا ہے - اگر اب بھی اُردو صاف نہ بول سکون تو افسوس ہوگا البتہ اتنی کسر ضرور ابھی باقی ہے کہ (د) کو (ڈ) کہہ جاتا ہون - یا اسی قسم کے بعض الفاظ بیساختہ اپنی اصلی گویائی کے رنگ مین چمک جاتے ہین - بھلا یہ تو بتلایئے کہ یہ کعبہ کس کا بنایا ہوا ہے -

قلندر - یہ کعبہ بمصداق - ع

کعبہ بنگاہِ خلیلِ آذر است

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا بنا کیا ہوا تھا - یہ کعبہ عربستان کے دیوتاؤن کا بتخانہ تھا - اس مین تین سو ساٹھ مورتین رہتی تھین اور خدا کی صورت اُن مین مقدس سمجھی جاتی تھی - لیکن وہی بتخانہ فتح ہوا تو کعبہ

محو کر کے ایک اور باہمہ و بے ہمہ ذات کی شان کا خلوتکدہ قرار
دیا گیا۔ جس سے ہر ایک صورت ہے۔ اور صورت اُسی کا نور ظہور
ہے۔ معنایہ بھی بتخانہ ہے۔ لیکن اُس بتخانے اور اِس بتخانے مین کتنا
فرق ہے سبحان اللہ وبحمدہ۔

**ظریف**۔ بھئی۔ قلندر تمھاری اس تقریر دلپسند نے جادو کا کام
کیا۔ واللہ مین تو لوٹ گیا۔ (اور رابرٹ کی طرف متوجہ ہوکر) اسوقت
جو کچھ گفتگو ہوئی اور تمھارے خیالات اسلام کے موید ہین اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ تم دل سے مسلمان ہو۔

**رابرٹ**۔ (مذاقاً غصے کی صورت بناکر) کیون ہم کو تم گالی دیتا ہے
(جھپٹ کر مکا دبوچون۔

**ظریف**۔ (چونک کر) تمھین خدا کی قسم دیکھو ہمین ہاتھ نہ لگانا
ہانھی بچہ ہون۔ ایسا نہ ہو کہ تلوار میان سے نکل آئے۔

(رابرٹ اب تو مارہی ڈالتا ہون کہکر لپکا)

**ظریف** سنبھل کر جو اُٹھنے لگے دامن پاؤن مین آگیا۔ اور
دھم سے گرے الٰہی توبہ۔ کھٹ سے سر جاکر بنچ کے کونے پر لگا۔

رابرٹ نے جلدی سے سنبھال کر اٹھایا۔ اور جہان چوٹ آئی تھی وہان سہلا دیا۔ کہا میان بڈھے معاف کرنا میری وجہ سے چوٹ آئی۔

**ظریف**۔ اُنھ۔ ایسی چوٹ کو کیا مانتا ہون۔ مگر یہ تو کہو کہ تمھین ہوا کیا ہے۔ نوّے کے قریب عمر بتلاتے ہو اور پھر یہ پھرتی۔ اور چالاکی کہان سے باقی رہی کمبخت بجلی ہے کہ چھلاوا اس بڑھاپے مین یہ حال ہے۔ جوانی مین کیا غضب ڈھایا ہوگا۔

**رابرٹ**۔ جوانی مین واللہ برق تھا۔ مین بڈھا کیسا۔ آئینے مین دیکھو سوا بال سفید ہونے کے اور کہین کہین جھریان چہرے پر ہونے کے تن و توش خم و چم۔ تم سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ اب بھی تم جیسے دو کو دونون بغلون مین چوہون کیطرح دبا کر میل دو میل بلا تکلف چلا جاؤنگا۔

**ظریف**۔ بیشک یہی حیرت ہے۔ مگر وہ نسخہ کیا ہے ہمین بھی بتلادو۔

**رابرٹ**۔ نسخہ کیا ہے۔ احتیاط۔

ظریف - یہ مشکل ہے ہم سے کہاں ہو سکتا ہے۔

رابرٹ - اسی سے لیے تم لوگوں کے قومی جذبہ مضمحل ہو جاتے ہیں۔

ظریف - خیر سب کچھ ہوا۔ مگر کہو کہ مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے۔

رابرٹ - مسلمان ہونے سے کیا چیز ہمارے جسم میں بڑھ جائے گی۔

ظریف - مومن کہلاؤ گے۔

رابرٹ - ایمان کیا چیز ہے۔

ظریف - خدا کی توحید۔

رابرٹ - کیا ہم اپنی قوم میں رہ کر خدا کو ایک نہیں مان سکتے اور اگر فرض کرو کہ مسلمان ہو جاؤں تو کیا میری قوم بدل سکتی ہے۔

ظریف - یہ میں سمجھا نہیں۔ کہ قوم۔ اور ملت اور مذہب میں فرق کیا ہے۔

رابرٹ - پھر کیوں بحث کرتے ہو۔

ظریف۔ اچھا تو تمہین سمجھا دونا۔

رابرٹ۔ قوم کی تعریف سُنو۔ انسانی گروہ جو مختلف ممالک

سرزمینون مین منقسم ہوے اُنکا نام قوم رکھا گیا۔ غلطی سے

لوگ۔ قوم۔ اور ملّت کو مترادف سمجھتے ہین۔ تم جیسے

پاگل۔

ظریف۔ اُنھ۔ پھر وہی ٹیڑھی بات۔ یاد رکھنا ہاتھی تلوار چم

جاے گی۔

رابرٹ۔ (ہنسکر) ہان سُنو۔ دراصل یہ دو لفظ قوم اور ملّت

مترادف الفاظ نہین ہین۔ ان کے معنون مین بہت فرق ہے

لفظ ملت کا اطلاق اُن گروہون پر ہو سکتا ہے۔ جو مختلف اقو

کے ہون۔ لیکن ایک ہی حکومت کے زیر فرمان اور حلقہ بگوش

اور سود و زیان مین ایک دوسرے کے شریک ہون۔

پس ایک قوم کا شخص اگر اپنا مذہب بدل دے وہ دوسر

قوم مین شریک ہو نہین سکتا۔ مختلف اقوام جو ایک ہی اجزا۔ ایک

ہی ملّت کے تسلیم کیے [illegible] ہین اُنکا ایک حاکم کی حکومت سے

زیرِ فرمان اور تابع ہونا آسان اور ممکن ہے۔ اور ایک مذہب ہو جانا اور پیرو ایک ہی رہبر کے ہو جانا آسان ہے۔ اور چاہین تعلیم کی بدولت زبان ایک ہی سیکھ لین۔ لیکن جبتک روحانی اور جسمانی خصوصیات کا امتزاج ہو کر ایک مرکب نسخہ نہ بن جائے ایک قوم نہین ہو سکتے۔ مگر ان خصائص کا پیدا ہونا محال نہین تو مشکل ضرور ہے اور اُس کے لیے ایک طول طویل زمانہ درکار ہے۔

اب رہا مذہب۔ مذہب اُس کو کہتے ہین جس کا مقصود اصلی عبادتِ الٰہی ہو۔ چونکہ مختلف قومون کی نیرنگیِ خیالات نے عبادت کے راستے جُدا نکال لیے اور اُنکی پیروی کر کے منزلِ مقصود کے مسافر بن گئے ہین۔ اس لیے مذہب ایک قانون بن گیا ہے۔ ہر ایک قوم کے مضبوط خیالات کا۔

جہان ہمارے آفتابِ خیال کے اور چمکدار ذرّے عقلِ سلیم کی بدولت اپنی شعاعین پھیلا رہے ہین وہان مختلف مذہبون کے قوانین نے جو شارعین کے مضبوط خیالات کا

تمدون نسخہ ہین۔ ہمکو پابند کر رکھا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مذہب کا اطلاق صرف اقوام کے خیالات تک ہی محدود نہین رہتا۔ بلکہ ہر متنفس کے اُس مضبوط خیال کا نتیجہ ہوتا ہے جس کو عبادت سے تعلق ہے۔ اسی کو مذہب تسلیم کیا گیا ہے۔ مذہب کو اخلاق کے ساتھ چولی دامن کا رشتہ ہے۔ جب تک اخلاق اچھے نہون مذہب کی روشنی ڈھندلی رہیگی۔ اور در اصل مذہب کیا شئے ہے اس کے متعلق ایک انگریز محقق نے تصفیہ کر دیا ہے۔ اس کا قول ہے کہ

To do good & to be good یہی مذہب ہی

**ظریف**۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمھارا کوئی مذہب نہین ہے۔ لامذہب ہو۔

**رابرٹ**۔ چل دیوانے بڈھے۔ تو بیاکر۔ اور اونگھا کر۔ تجھے ان باتون سے کیا مطلب۔

**ظریف**۔ (نواب کی طرف اشارہ کرکے) کیون میان کیا لاجواب کیا۔

**نواب**۔ واہ نانا۔ کیا کہنا۔

**رابرٹ**۔ ارے دیوانے بڈھے اصولِ منطق سے کوئی کسی کو لامذہب نہیں کہہ سکتا ہے۔ اور نہ بنا سکتا ہے۔ تمھارے نزدیک مین جس طرح لامذہب ہون ویسے ہی تم بھی میرے نزدیک لامذہب ہو۔

**ظریف**۔ بس اب بڑھ کے نہ کہنا۔

**رابرٹ**۔ جی ہان آپ کے اتنا کہنے سے مین ڈر گیا۔

(اتنے مین سیٹی ہوئی)

**ظریف**۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسٹیشن آگیا۔ لیکن باتون مین اسقدر محو ہو گئے تھے کہ کئی اسٹیشن گذر گئے اور کتنے خوانچے والے خدا جانے کیا کیا عمدہ چیزین لیکر آئے اور ہمین خبر ہی نہ ہوئی۔ (جماہی لیکر) اسے لو نشہ اتر گیا۔

رابرٹ نے مصنوعی جماہی لی۔

**ظریف**۔ لاحول و لا قوۃ۔ کیا آدمی ہو۔ اول ہی ہمارا نشہ ٹوٹ گیا۔ پھر یہ تمھاری کیا حماقت ہے کہ ہمارے سامنے منھ

پھاڑ دیا۔

رابرٹ نے مصنوعی جماہیون کا بہت آوازسے ساتھ سلسلہ باندھ دیا۔

**ظریف**۔ کی وہمی جماہیون کا بھی لگاتار سلسلہ بندہ گیا۔ نوبت بایںجا رسید کہ جبڑے دُکھنے لگے۔ اور آنکھون سے پانی بہنے لگا۔ (گھبراکر) خدا کے واسطے ذرا توچین لینے دے۔ ظالم کیا مارہی ڈالےگا۔

**نواب**۔ اُٹھو نانا۔ جلد افیون کھالو۔ یہ سکندرآباد کا اسٹیشن ہے بس اب آگیا حیدرآباد۔

**ظریف**۔ آگیا حیدرآباد۔ چلو کہکر اُٹھے اور مُنہ ہاتھ دھویا۔ قلندر چارون شانے چت بیخبر سُو رہے تھے انکو جگایا اور ڈبیا سے افیون نکالکر کھائی۔

ادھر قلندر شاہ بھی وضو وغیرہ مین مصروف تھے۔

**ظریف**۔ (نواب سے) کیون میان کچھ ناشتہ۔

**نواب** (خانساماں سے)۔ نانا کو ناشتہ کراؤ۔ اور رابرٹ صاحب کو

چاہی لاکر دو۔ خانساماں نے حکم کی تعمیل کی۔ نواب نے بھی منھ ہاتھ دھو کر کپڑے بدلے۔ اور رابرٹ صاحب بھی منھ دہوکر ڈریس بدلکے تازہ دم ہوئے دونوں نے ملکر چاہ پی۔

**نواب**۔ (رابرٹ سے) آپ کی سحر بیانی نے مجکو بیخود کر دیا۔ واللہ اس قدر پرمذاق گفتگو ہمارے علما بھی نہین کر سکتے اور کیون نہین ایک زمانے کے سیّاح اور عمر بھی ماشاء اللہ اچھی پائی ہے۔ اور شوق و ذوق کو پورا کرنا یہ بھی آپ ہی کی قوم کا حصّہ ہے۔

**رابرٹ**۔ آپ کی مہربانی۔

**نواب**۔ حیدر آباد مین پھر کب ملیے گا۔

**رابرٹ**۔ انشاء اللہ شادی مین آپ کی بھی دعوت ہوگی۔ اُس روز تو ضرور ہی ملین گے۔ اُس کے بعد جب آپ بلائین گے مین حاضر ہونگا۔

ادھر ظریف اور قلندر نے عصر کی نماز کے لیے نیّت باندھی اور سیٹی ہوئی۔ جو ہین گاڑی چلی دھکے سے ہمارے

ظریف الدولہ کا جھونک نکلا۔ فوراً قلندر شاہ کو پکڑ لیا کہ سنبھل جائیں
اتفاق سے انکا بھی جھونک نکل گیا۔ پھر کیا تھا دھم سے دونوں
زیر وزبر ہو گئے کچھ پیش رفت نہ گئی۔ نواب اور رابرٹ نے
دوڑ کر اٹھایا اور قہقہہ لگایا۔ اب کے بڑی چوٹ آئی۔ قلندر
صاحب قوی تن و توش کے اچھے ظریف الدولہ بیچارے دبلے پتلے۔ انکا کچومر ہی نکل گیا۔ مگر خیر۔ بس جو ہیں
اٹھے آپ ہی آپ بڑبڑانا شروع کیا کہ لاحول و لا قوۃ کیا
بڑی چوٹ آئی۔ قلندر کو آہستہ سے گھونسا مار کے۔
اس ظالم کا تن و توش تو دیکھو مجھ جیسے نازک پھول کی کلی کا وزن
نہ اٹھا سکا۔

رابرٹ ہنستا جاتا ہے اور مصنوعی قہقہے لگا رہا ہے کہ ظریف الدولہ
کو بنائے۔ اور یہاں دیر کیا دیوانہ راہوئے بس است۔
بن گئے۔ کہنے لگے کہ ایسی نماز سے باز آیا بعوض جزا کے
سزا ملی۔ آج دو بار گرا خدا جانے کس کا منہ دیکھ کر
اٹھا تھا۔

نواب۔ مسکراتے ہوئے۔ ہاں نانا واقعی آج دوبار گرے کچھ صدقہ دینا چاہیے۔

ظریف۔ اجی میاں صدقہ کیا دیں۔ اسی ریل کو ہم پر سے صدقہ کردو کہ اسی کی بدولت ہمکو چوٹ آئی۔

رابرٹ۔ کیوں اسٹیشن ماسٹر سے کہوں۔

ظریف۔ (غور سے دیکھکر) واہ کیا دوستی ہے اور کیسا دوست ہے کہ اپنے دوست کو پھنسوانا چاہتا ہے (نواب کی طرف اشارہ کرکے) میاں اتنی چوٹیں کھائیں سر حلوا ہوگیا۔ مگر ہتیلی گرم نہ ہوئی۔

نواب نے جیب سے دو اشرفیاں نکالکر دیں۔

ظریف۔ (خوش ہوکر) خدا سلامت رکھے۔ مگر یہ دو کی تعداد کیسی۔

رابرٹ۔ دو بار گرے دو اشرفیاں لو۔

ظریف۔ واہ کیا ہر بار گرنے کی ایک اشرفی مقرر ہے۔

نواب۔ (دبی زبان سے) ہاں نانا۔

ظریف۔ یہ تو ٹیڑھی کھیر ہے خیر۔ اگر ایسا ہے تو روئی کے گدے پر جتنے بار چاہو پٹخنیاں دو۔ اور ہر پٹخنی کی بابت ایک اشرفی۔

رابرٹ۔ نہین نہین۔ پتھر پر دے مارتا ہون اور سو اشرفیان یکمشت دیتا ہون۔

ظریف۔ دشمن بیری۔ خدا نکرے باز آیا ایسی اشرفیون سے۔

رابرٹ۔ پھر کیا مفت مین آگئین اشرفیان۔

ظریف۔ (نواب کیطرف اشارہ کرکے) خدا انھین سلامت رکھے صدہا اشرفیان مُفت دیا کرتے ہین۔

نواب نے ایک اشرفی اور دی۔

ظریف۔ میان یہ تین تیرہ نو اٹھارہ تعداد نحس ہوتی ہے۔

رابرٹ۔ اب گھونسے دو۔ مزہ لگ گیا بڈھے کو۔

نواب۔ (ہنسکر) دو اشرفیان اور دین۔

رابرٹ۔ (نواب سے) یہ فضول خرچی ہے۔ کاش یہی اشرفیان کسی فنڈ مین دیتے۔

**ظریف**۔ فنڈ کیا بلا ہے۔ واہ ہم کو دینا فضول نہیں۔(خوش ہو کر) میان اللہ سلامت رکھے عجیب دم ہے تمہارا۔ انشاء اللہ اب میان نصیر کی شادی مین خوب لونگا جب تک نہ مانگونگا۔

**رابرٹ**۔ کب ہے شادی۔

**نواب**۔ ذیقعدہ ذیحجہ کا خیال تھا مگر موقع نہ ملا۔ انشاء اللہ ربیع الاول شریف یا ربیع الثانی مین۔

**رابرٹ**۔ دلہن لائق ہے کہ نہین۔ ایسے لڑکے کو دلہن بھی ویسی ہی ملنی چاہیے۔

**ظریف**۔ میرے شیر نے خود ہی انتخاب کر لیا۔

**رابرٹ**۔ بہت اچھا ہوا۔

**ظریف**۔ (نواب کی طرف اشارہ کر کے) یہ تو بگڑ گئے تھے۔

**رابرٹ** (حیرت سے) کیا نواب آپ مخالف تھے۔

**نواب**۔ جی نہین۔ مخالفت اس واسطے کی تھی کہ مین نے جہان پیام ٹھہرایا تھا وہ ایک خاندان کی تھی۔ لیکن تعلیم یافتہ نہ تھی۔

**رابرٹ**۔ غلطی کی۔ اچھا ہوا کہ آپ نے اپنی راے
بدل دی۔
**نواب**۔ مین نے بھی مصلحت یہی سمجھا کہ جوان لڑکے کے
بیاہ کے معاملہ مین خود دخل نہ دینا چاہیے۔

(سیٹی بجی)

**ظریف**۔ لو آگیا حیدرآباد۔ اے میان قلندر کیا ابھی نماز
ختم نہین ہوئی۔ ہم تو جبھی اب قضا پڑھ لین گے۔ پھر کون نیت
باندھے اور سر پھوڑے۔
**قلندر**۔ ہون۔ ہون۔
**ظریف**۔ واہ یہ ہون ہون کیا۔ چلو اٹھو آگیا اسٹیشن۔
**قلندر**۔ تسبیح کھٹ کھٹاتے ہوے نکلے اور اپنے سینے
پر کچھ پڑھ کے دم کیا۔
اتنے مین گاڑی ٹھہری اور میان نصیر گاڑی مین آکر
اپنے والد کو آداب بجا لاے اور سب سے
سلام علیک کی۔

رابرٹ نے میان نصیر کو گلے سے لگایا۔ پیشانی کا بوسہ لیا۔

سب کے سب اترے اور مسٹر رابرٹ سے سب نے خدا حافظ کہکر مصافحہ کیا۔ نواب نے عارف اللہ شاہ کو بھی خدا حافظ کہکر رخصت کیا۔ اور کہدیا کہ جب تک حیدر آباد مین ہین کبھی کبھی آیا کرین۔

اس کے بعد سب اپنے اپنے گھر کو سدھارے۔

# چڑہاوے کا پیغام

منصبدار صاحب کے پاس سے نعمت علی اُن کے وکیل خاص نے نواب ذی شان کی ڈیوڑھی پہ آکر اطلاع کرائی کہ منصبدار صاحب نے کچھ عرض کرایا ہے۔ اگر باریابی کی اجازت ہو تو حاضر ہون۔ اسوقت نواب ذیشان اپنے دولتکدے مین چاشت سے فارغ ہوکے مردانے مکان کے بڈروم مین قیولہ کررہے تھے خانساماں نے حاضر ہوکر عرض کیا نعمت علی

وکیل منصبدار صاحب کے پاس سے آئے ہین۔ باریابی کی عزت سے امیدوار ہین۔

**نواب**۔ اچھا یہین بلا لو۔

نعمت علی بڈروم مین بلائے گئے۔ انھون نے حاضر ہوکر ادب سے سلام کیا۔

ناظرین کو معلوم رہے کہ یہ نعمت علی منصبدار صاحب کے وکیل بھی ہین اور نقلِ محفل بھی۔ ظرافت مین گویا ہمارے ظریف الدولہ کے شاگردِ رشید ہین۔ بچپن کے لنگوٹیے یار۔ منصبدار صاحب انکی بہت قدر کرتے ہین۔ اور انکا تخلص **مشتاق** ہے۔

**نواب**۔ کیون مشتاق اچھے تو ہو۔

**مشتاق**۔ حضور کے قربان اچھا ہون دعا دیتا ہون باندی بھی دست بدعا رہتی ہے۔

**نواب**۔ (مذاق سے) کیون مشتاق تمھاری بیوی تمھارے بڑھاپے کو دیکھکر افسوس تو ضرور کرتی ہوگی۔

**مشتاق**۔ حضور۔ غلام بڈھا کہان ہے۔ ابھی بفضلہ قوی مین فرق

نہین آیا جوانون سے اچھا ہون۔

**نواب**۔ اے مردِ بزرگ۔ پچپن سے زیادہ تو سن ہے۔ اور بیوی ہوگی کوئی بیس اکیس سال کی۔

ببین تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

**مشتاق**۔ قربان جاؤن۔ مرد ساٹھا پاٹھا مشہور ہے۔ عورت بیسی کھیسی۔ علاوہ اس کے حضور دریافت فرمالین کہ آپ کی لونڈی فدوی سے مان سے زیادہ محبت کرتی ہے۔

**نواب**۔ (ہنسکر) لاحول ولاقوۃ۔ توبہ کرو مان کے ساتھ تشبیہ نہ دو۔

**مشتاق**۔ حضور سچ کہنے مین کیا تامل ہے۔ حقیقی مان دھرم کی اور یہ کرم کی۔

**نواب**۔ توبہ توبہ۔ کیون گناہ مین مبتلا ہوتے ہو۔ اگر وہ سُن لیگی تو کیا کہے گی۔

**مشتاق**۔ حضور کیا کہیگی۔ تر و تازہ لقمے بنا کر کھلائیگی۔

**نواب**۔ خیر بھئی۔ دونون خوش رہو اللہ کرے کہ وہ دل سے

تمیز فدا ہو۔

**مشتاق**۔ حضور۔ ایسا ہی ہے۔

**نواب**۔ ہان کہو تو۔ کیون آئے ہو۔ کیا کام ہے۔

**مشتاق**۔ حضور۔ ہمارے منصبدار صاحب نے بھیجا ہے۔ تسلیمات عرض کی ہے۔ اور کہا ہے کہ سرکار سے جا کر پوچھون کہ کونسے مہینے مین منگنی کی رسم ادا ہو گی۔ اور چڑہاوا کیا لایا جائے گا۔

**نواب**۔ (کچھ سوچکر) مہینے کے متعلق انشا اللہ آج محل مین مشورہ کر کے کہونگا۔ اب رہا چڑہاوا۔ جب تاریخ مقرر ہو گی اُس کے ہفتے عشرے پیشتر اس کے متعلق کہونگا۔ ابھی جلدی کیا ہے۔

**مشتاق**۔ شاید وہ اپنے یہان انتظام ابھی سے کرنا چاہتے ہین۔ اس لیے پچھوایا ہے۔

اتنے مین میان ظریف الدولہ کی آمد کی خانساماں نے اطلاع دی۔

**نواب**۔ بلالو۔

ظریف صاحب تشریف لائے۔ اور کورنش کے بعد دعائین دین۔ دیکھا کہ مشتاق بھی حاضر ہے بس پھر کیا تھا علیک نہ سلیک (دگھر ک کر) کیون جناب معلی القاب۔ گردون رکاب۔ رشک آفتاب۔ ثانی مہتاب۔ شکل سیماب۔ سرڈولاب۔ بر ریش و بروت خضاب کدھر آنا ہوا۔

**مشتاق**۔ (نواب کیطرف دیکھکر) حضور۔ کس قدر بے موقع قافیہ سنجی کی ہے۔ "گردون رکاب" تک تو ٹھیک کہا۔ اس کے بعد مالیخولیا جو ہوا جو اسے شروع کردی۔

**ظریف**۔ خدا نکرے۔ مالیخولیا ہو تم کو۔ چیونٹی کے بھی پر نکلے کہ ہمارے کلام مین نقص نکالنا شروع کیا۔

**مشتاق**۔ آپ ہین آخر کس کھیت کی مولی۔ ابھی میری لیاقت کو پہونچنے کے لیے آپ کو دوسرا جنم لینا پڑیگا۔

**ظریف**۔ چشم بد دور۔ رنگ لائی گلہری۔ جمعہ جمعہ آٹھ روز کی پیدایش۔ لیاقت کے خزانے بھی جمع کرنے لگے۔ مگر بچا یہ تو بتلاؤ کہ آج ٹھیک دوپہر کے وقت شیطان کی گشت لگانے کا سمان

آپ ان کے برادرِ نسبتی بنکر کدھر آئے۔

**مشتاق**۔ بندہ تو خیر برادرِ نسبتی ہے۔ لیکن آپ تو خسر کہلاتے ہین۔

**نواب**۔ ان باتون سے حاصل کیا۔ کام کی باتین کرو۔

**ظریف**۔ (نواب کی طرف مخاطب ہوکر) ہان میان کہو تو۔ آخر یہ مردِ خدا آئے ہین کس کام کے لیے۔

**نواب**۔ منصبدار صاحب نے پچھوایا ہے کہ چڑہاوا کیا لایا جائیگا اور منگنی کی رسم کب ادا ہوگی۔

**ظریف**۔ اے واللہ چڑہاوے کی ایک ہی کہی (مشتاق کی طرف ترش رو ہوکر) کیون میان تمھارے منصبدار صاحب کو اس روز مین نے طوطے مینا کو جسطرح تعلیم دیتے ہین اس طرح تعلیم دی تھی کہ اس قسم کی باتین زبان پر نہ لانا۔ پھر وہی بات نکالی۔

**مشتاق**۔ ایلچی رازواے نیست۔ جو حکم انھون نے دیا مین نے عرض کیا۔ جو حکم ہوا ہے وہ پہونچا دونگا۔

**نواب**۔ (ظریف سے) نانا واقعی آپ نے اس وقت معقول بات کہی۔ مین نے بھی سوچا کہ ایسی بات اُنھون نے کیون کہی۔ پھر خیال کیا کہ شاید اُن کی بیوی نے مجبور کیا ہوگا۔ ورنہ وہ تو دامنِ تہذیب کے سائے مین پرورش پائے ہوے اور دُوربینی کی عینک چڑہائے ہوے۔ سُرتے سیانے اور رمز شناس ہین ہرگز ایسی بات نہ پچھواتے۔

**مشتاق**۔ (فراشی سلام کرکے) واللہ حضور نے خوب پہچانا۔ اور واقعی یہ ہماری منصبدارنی صاحبہ کی کارستانی ہے۔ حضور جانتے ہین کہ وہ پیسے کو بہت دوست رکھتی ہین۔

**ظریف**۔ واللہ منصبدار صاحب بھی عجب لا اُبالی آدمی ہین عورت کیا ہے خاصی پاؤن کی زنجیر ہے۔ جو عورت نے سکھایا وہی کہدیا۔ چڑہاوے کے لیے وہ لوگ پوچھتے ہین جو معمولی حیثیت کے اور غریب ہون۔ خدا رکھے ہمارے نواب تو امیر ابن امیر ہین۔ اور تمھارے منصبدار صاحب کا خاندان بھی ایک زمانے مین عماری نشین تھا۔ زمانے کی رفتار نے گو گھس گھس کر مٹا یا تاہم

اُسی آن بان سے رہتے ہین کہ سب اُن کی عزت کرتے ہین -
پھر نہین معلوم کہ کیون ایسے بیوی کے دم وہاگے مین آجاتی
ہین واللہ میرے تو نتھنون مین دم آگیا - یہ لوگ اپنی حماقت سے
باز نہین آتے -

**نواب** - (مشتاق کی طرف دیکھکر) کیون میان مشتاق نانا کے
استعارے دیکھے - اور ضلع جگت سُنا -

**مشتاق** - ہان حضور سُن رہا ہون یہ تو کوئی بات ہی نہین بندہ
جھڑ لگا وے -

**ظریف** - بتلاؤ تو بچا کیا سمجھے -

**مشتاق** - جی بہت خوب - سُنیے - چڑہاوے کا ذکر یہان تھا اِسی
کی رعایت سے آپ نے اِسوقت گفتگو کی -

**ظریف** - وہ کیا -

**مشتاق** - دم دہاگے مین آنا - لااُبالی - پاؤن کی زنجیر وغیرہ وغیرہ

**ظریف** - (نواب کی طرف دیکھکر) میان یہ ما بدولت ہی کے
فیضِ صحبت کا اثر ہے -

**نواب** - کیون مشتاق -

**مشتاق** - حضور اتنی بات تو سچ ہے کہ بیشک ضلع جگت کی مشق انھین کی صحبت مین ہوئی -

**ظریف** - (اکڑ کر) ہان بچایون راستے پر آنا چاہیے - (نواب کی طرف مخاطب ہوکر) میان اگر حکم ہو تو مین جاؤن - منصبدار صاحب کے پاس اور کہہ آؤن کہ تم نے بڑھاپے مین کلنگ کا ٹیکا لگایا جو ایسے امیر سے چڑہاوے کی نسبت پچھوایا - جب رسم ہوگی اسوقت خود بخود معلوم ہو جائے گا - ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے اگر ایسے ہی عورت کے طوق و زنجیر مین جکڑے ہوے ہین تو بس اسی کے حلقہ بگوش بنے رہین - اور ہمارا اسلام لین

**نواب** - نہین نانا - اتنی سی بات پر ان کو آزردہ کرنے کی ضرورت نہین -

**ظریف** - واللہ اس پیام کے سننے سے میری آنکھون مین خون اتر آیا -

**نواب** - کیون نانا -

**مشتاق**۔ حضور نانا سچ تو کہتے ہیں۔ بات ہی تو ہے تلوار کی چوٹ سے اسکا گھاؤ برا ہوتا ہے۔ اب حضور ہی ملاحظہ فرمائیں کہ نانا کو ایسی چوٹ آئی کہ ہنسلی ٹوٹ گئی۔

**ظریف**۔ واہ سبحان اللہ کیا ضلع کہا ہے۔ تف ہے۔ خواہ مخواہ بھی ہنسلی کے لیے چوٹ اور تلوار کی رعایت کی گئی۔ ارے میاں بات تو یہ ہے کہ کہدیا سب کچھ مگر نہ سمجھا تمھاری بات تو ایسی معلوم ہوتی ہے کہ تختہ مین کسی نے کیل جڑ دی۔

**نواب**۔ سبحان اللہ۔ نانا کیل کا لفظ اس وقت کس عمدہ موقع پر استعمال ہوا ہے۔ بیشک اس مین آپ پورے ماہر ہین۔

**ظریف**۔ (تن کر) ہان میان ایک زمانہ چاہیے کہ مجھ سا آدمی پیدا ہو۔

**مشتاق**۔ حضور اب غلام کو حکم ہو تو جا کر عرض کر دیتا ہے کہ منگنی کے لیے مہینے اور تاریخ سے بعد مشورے کے اطلاع دیجائے گی۔ اور چڑھاوے کا سوال ابھی قبل از وقت ہے۔

**ظریف**۔ (جھنجھلا کر) ہان بس یہی کہدو۔ اور کیا کہو گے۔

مشتاق کورنش کی عزت حاصل کرکے روانہ ہوئے۔

**نواب**۔ (ظریف سے) نانا۔ کدھر سے آرہے ہو۔

**ظریف**۔ میان سیدہا گھر سے آرہا ہون۔ آج بڑھیا سے اَن بَن ہوگئی۔

**نواب**۔ کیون خیریت تو ہے۔

**ظریف**۔ ہان کچھ ایسی ہی بات ہوگئی۔ آپ نے جو پانچ اشرفیان سفر سے واپسی کے وقت دی تھین۔ سب اُسی کے حوالے کردین۔ آج اُن مین سے سودی سلف کے لیے ایک اشرفی تڑانے کیواسطے مانگی۔ سارا گھر ڈھونڈ ڈالا اشرفیون کا پتا ہی نہین اور اُسکو یہ بھی خیال نہین کہ کس صندوق مین اُس نے رکھین یا کسی کے ہاتھ مین دیدین کیا ہوا۔

**نواب**۔ لاحول ولاقوۃ۔ اتنی سی بات پر۔

**ظریف**۔ میان ہمارے لیے تو بہت بڑی بات ہے۔ تم کو خدا نے امیر بنایا۔ تمھارے سامنے پانچ اشرفیون کی بساط ہی کیا ہے۔ مگر ہم کو تو ایک خشخش بھی ایک اشرفی ہے۔

**نواب**- مین ابھی آپ کو پانچ اشرفیان دیتا ہون آپ بخدا خیال نہ کیجیے۔

**ظریف**- نہین میان مین آپ کو تکلیف نہین دیتا۔

**راوی**- ظریف الدولہ بہادر۔ اِدھر ہم سے آنکھ تو ملائیے کس دل سے آپ اس وقت انکار کر رہے ہین۔ واللہ شرطیہ ہم کہتے ہین کہ یہ ساری بناوٹ ہے۔

نواب نے خانساماں کو طلب کر کے پانچ اشرفیان منگوائین اور ظریف الدولہ کو دین۔

**ظریف**- نہین میان مین نے اس غرض سے نہین کہا تھا کہ خواہ مخواہ آپ مجھے دین۔ مگر خیر اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَب یہ کہکر چُپکے سے جیب مین رکھ لین۔ اور دعاؤن کے سکّے جمانے لگے۔

**راوی**- کیون ظریف الدولہ بہادر۔ ہم نہ کہتے تھے کہ آپ ضرور لے لین گے پانچون گھی مین ہو گئی آپ کے حق مین یہ تو حلوائی کی دوکان ہے۔ مگر دیکھیے ہضم کیجیے تو بات ہے۔ اتنے مین

خانساماں نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ تین بج گئے۔

**نواب**۔ اوہو۔ باتوں باتوں میں تین بج گئے معلوم نہ ہوا۔

**ظریف**۔ آئیں تین بج گئے لاحول ولا قوۃ۔

**نواب**۔ کیوں نانا۔ لاحول کیوں پڑھی۔

**ظریف**۔ میاں افیون کی ڈبیا ساتھ نہیں لایا۔

**نواب**۔ کیا وجہ۔

**ظریف**۔ یہ خیال کیا تھا کہ جلد واپس آ جاؤنگا اور افیون کھا کر پھر شام کو حاضر ہونگا۔

**نواب**۔ اب کیا گیا تے جائیے فراغت کر کے آئیے۔

**ظریف**۔ دعائیں دیتے ہوئے رخصت ہوئے۔

نواب نے خانساماں سے کہدیا کہ رفیق صاحب کے پاس آدمی بھیجو کہ آج میں سکندرآباد کے کلب میں جانے والا ہوں اگر فرصت ہو تو ساتھ چلیے۔ گاڑی ٹھیک چار بجے حاضر رہے۔

---

ہمارے نواب ذیشان اور رفیق صاحب دونون مل کر کلب مین داخل ہوسے۔ چونکہ رفیق صاحب ابھی نوآموز ہین اور انگریزی بھی بے تکلف بول نہین سکتے اُنھون نے کسی سے گفتگو نہین کی دُور ہی دُور رہے۔ نواب نے ایک کیپٹن سے تعارف کرایا یہ کیپٹن اُردو اچھی بولتا ہے۔ دونون مین باتین ہونے لگین۔ اور نواب برج کھیلنے مین مصروف ہوسے۔

**کیپٹن**۔ (رفیق سے) آپ نواب صاحب سے کیا کوئی قرابت رکھتے ہین۔

**رفیق**۔ جی نہین میرے عنایت فرما ہین۔

**کیپٹن**۔ آپ نے انگریزی نہین پڑھی۔

**رفیق**۔ کچھ پڑھی تھی۔ مگر چھوٹ گئی۔

**کیپٹن**۔ بہت آسان ہے۔ اور آپ کو تھوڑی کوشش مین آجائے گی۔

رفیق - انشاء اللہ کوشش کرونگا۔

کیپٹن - آپ کا وطنِ خاص یہی ہے۔

رفیق - جی ہان۔

کیپٹن نے سگریٹ سے تواضع کی۔ رفیق نے دھوان اُڑانا شروع کیا۔

رفیق - آپ کتنے زمانے سے حیدرآباد مین ہین۔

کیپٹن - یہ چوتھا سال ہے۔

رفیق - آپکو حیدرآباد پسند ہے۔

کیپٹن - بیشک پسند ہے ہندوستان سے اب ہم کو اُنس ہو گیا ہے۔

رفیق - کتنے زمانے سے آپ ہندوستان مین ہین۔

کیپٹن - (کچھ سوچکر) بائیس ۲۲ سال سے مین ہندوستان مین ہون۔ اب میری پنشن کا زمانہ قریب آگیا ہے۔

رفیق - آپ کے قویٰ تو ابھی مضبوط معلوم ہوتے ہین۔

کیپٹن - ملازمت کے دائرے مین بہت گشت لگائی - اب

آزادی سے رہنے کو طبیعت چاہتی ہے۔ آرام لینا ضرور ہے۔ یہ
تو آپ لوگون کے لیے ہے کہ ہاتھ پاؤن مین دم نہین۔ حافظہ خراب
ہو گیا ہے۔ صحت نے ہر طرح سے جواب دیا مگر کام کرنے کی حرص
کا دامن وسیع ہوتا جاتا ہے۔

رفیق۔ کچھ جھینپ کر خموش ہو گئے۔

کیپٹن۔ کیون سچ ہے۔

رفیق۔ ہم مین بھی ایسے لوگ ہین کہ زیادہ حریص اور طامع نہین ہین۔

کیپٹن۔ بہت کم۔

اتنے مین ایک دوسرا انگریز آیا اور کیپٹن کو اُس نے کرچین
نام سے پکارا۔

کیپٹن نے جواب دیا کہ تھوڑی دیر مین آتا ہون۔

رفیق۔ مین مُخل تو نہین۔

کیپٹن۔ نہین نہین۔

رفیق۔ (کیپٹن سے) ان صاحب نے آپ کو کس نام سے
پُکارا۔

کیپٹن۔ یہ میرا کرسچین نام ہے۔

رفیق۔ کیون۔ آپ کو آپ کے عہدے سے کیون نہین مخاطب کیا۔

کیپٹن۔ اس صاحب کی ہماری بہت دوستی ہے۔ اور ہماری قوم مین جب بے انتہا دوستی ہو جاتی ہے تو ایک دوسرے کو کرسچین نام سے پکارتے بھی ہین اور لکھتے بھی ہین۔ آپ کے رینکٹ مین شاید ایسا نہین ہے۔

رفیق۔ البتہ ہم مین کم ہے۔

کیپٹن۔ (کچھ سوچکر) ہم کو خیال ہوتا ہے کہ آپ کی قوم مین بھی بے تکلفی مین آدھے نام سے پکارتے ہین۔ یا کوئی پیارا نام رکھکر اُس سے مخاطب کرتے ہین۔

رفیق۔ ہان یہ ممکن ہے۔ لیکن آپ کے یہان کیا القاب کی طرز تحریر مین بھی کچھ فرق ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے یہان سب بے تکلفی کی خطوط کا ڈھنگ جُداگانہ ہوتا ہے۔

کیپٹن۔ بیشک۔ جن سے زیادہ بے تکلفی اور دوستی ہوتی ہے می ڈیر۔ کے بعد اُن کا کرسچین نام لکھتے ہین۔ اور خط کے اخیر مین

yours ever ۔ یا کوئی اور ایسے زیادہ محبتانہ الفاظ
لکھکر اپنا کرسچین نام لکھدیتے ہین۔ جن سے زیادہ بے تکلفی نہین
ہوتی انکو می ڈیر کے بعد۔ مسٹر so & so یا فوجی افسر ہو تو اسکو
رینک کے ساتھ نام لکھدیتے ہین اور خط کے خاتمے پہ

Yours very sincerely

یا

Yours sincerely

so & so

لکھدیتے ہین۔

جن سے فی الجملہ تکلف کی ملاقات ہے۔ انکو (می ڈیر) نہین
لکھتے۔ بلکہ (ڈیر) so & so خاتمہ مین Yours truly

یا

Yours faithfully

**رفیق** ۔ بہت باریکیان ہین۔

اتنے مین ساڑھے چھ بجے اور نواب برج کھیلنے سے

فارغ ہوکر یہان آئے۔ اور ان کے ساتھ شریک ہوگئے۔

**نواب**۔ (رفیق سے) کیا باتین ہو رہی تھین۔

**رفیق**۔ خط و کتابت کا طریقہ دوستون مین کیا ہو اُس کے متعلق گفتگو تھی۔

ٹھیک سات بجے نواب اور رفیق کلب سے واپس ہو کر باغِ عام مین آئے۔ اور گاڑی سے اتر کر خرامان خرامان روشون پر چہل قدمی کرنے لگے۔

**نواب**۔ (رفیق سے) آپ تو اس قدر شرماتے ہین کہ توبہ ہی بھلی۔ نہ تو آپ نے کسی لیڈی سے گفتگو کی نہ کسی صاحب سے بدقت اس بڈھے کپتان سے کچھ دیر تک باتین رہین۔

**رفیق**۔ چونکہ انگریزی مین میری استعداد بالکل کم ہے۔ اس لیے مجھے شرم آتی ہے۔ علاوہ اس کے ان کے ریٹیکٹ سے پوری طرح واقف نہین۔ اللہ اللہ کرکے ایک مہینہ ہوا کہ کلب مین داخل ہوا ہون۔ اب انشاءاللہ تعالے جرأت کے پاؤن پھیلنے جائین گے۔ اور بے تکلفی کے رُخ سے جھجک کا پردہ اُٹھتا جائیگا

تو اُسوقت انشاءاللہ ہم بھی اِس میدان کے مردِ بن جائینگے۔

**نواب**۔ آپ نے خط و کتابت کے بارے مین اُنسے کیا پوچھا

**رفیق**۔ یہی پوچھا کہ بے تکلف دوستون کو خط لکھنے مین کچھ فرق ہوتا ہے کہ نہین۔ اُس کی اُنھون نے تفصیل بتلائی کہ جس سے زیادہ بے تکلفی ہوتی ہے اُسکو کرسچین نام سے مخاطب کرتے ہین اور جس سے متوسط درجہ کی دوستی ہوتی ہے۔ اُس کے خطاب کے ساتھ نام یا لفظ مسٹر کے ساتھ نام لکھا جاتا ہے۔ اور جن سے معمولی تعارف ہوتا ہے اُن کو فقط (ڈیر)

اور اخیر مین Yours faithfully لکھنا کافی ہے۔

اس اثنا مین ایک صاحب نوجوان سر پر بانکی کلی باندھے ہوے زیر پائی کارچوبی اور نہایت ہی مکلف شیروانی پہنے۔ پان کھائے ہوئے نزدیک آے اور بے تکلف نواب کو آواز دی۔

**بانکے**۔ اجی نواب صاحب۔ السلام علیکم۔

**نواب**۔ (چونک کر) وعلیکم السلام۔

بانکے بے تکلف اُن دونون کے گفتگو کرتے وقت آہی گئے۔
نواب نے دیکھا کہ یہ لڑکا نشہ مین ہے۔ غایت اخلاق سے
طرح دیکر کہا کہ مہربان اگر اجازت ہو تو انکو بیتی (رفیق) کو رخصت
کرکے حاضر ہوتا ہون۔
بانکے مین کھڑا رہتا ہون آپ باتین کر لیجیے۔
**نواب**۔ کھڑے رہنے کی کیون تکلیف اُٹھاتے ہین بنچ پر
تشریف رکھیے۔ ابھی حاضر ہوتا ہون۔
**بانکے**۔ (اکڑ کر) ایسی تیسی تمہاری نہ ملے نہ ملے۔ اچھا اُنہین
سے باتین کرتے رہو۔ یار کچھ غلام نہین تمہارے۔ یہ کہتے ہوے
اور کوئی شعر گانے کی آواز مین گُن گناتے ہوے چلدیے۔
**نواب**۔ (رفیق سے) دیکھا آپ نے یہ ہماری قوم کے
نوجوان ہین۔ افسوس رونا آتا ہے۔
**رفیق**۔ تھے کون۔
**نواب**۔ یہ بھی ایک جاگیردار کے اکلوتے فرزند ہین باپ کا
ہے کہ ایک ہی فرزند ہے۔ مگر نالائق اور بڑھاپے کے

باعث والدین کو دوسری اولاد ہونے کی امید بھی باقی نہین۔

**رفیق**۔ افسوس۔

**نواب**۔ یہ سب قصور والدین کا ہے۔ اگر بچپن سے ہی تعلیم اور تربیت اچھی ہوتی تو بھلا یہ دن ان کو کیون دیکھنا نصیب ہوتا۔

**رفیق**۔ بیشک بیشک۔

**نواب**۔ دیکھیے اگر کوئی انگریز کا نوجوان سے نوجوان لڑکا بھی ہوتا تو کبھی اس موقع پر آکر مخل نہ ہوتا۔ اور یہ سخت برا سمجھا جاتا ہے یہانتک احتیاط کرتے ہین کہ عام مجلس مین سرگوشیان تک نہین کرتے۔ یا اجنبی زبان مین جسے حاضرین جلسہ نہ سمجھتے ہون باتین کرنے سے پرہیز کرتے ہین۔ بلکہ اس کے لیے کوئی خاص وقت یا مقام پہلے ہی مقرر کر لیتے ہین۔ یا اس جلسہ سے علٰحدہ چہل قدمی کرتے ہوئے جا کر سب سے دور راز کی باتین کر لیتے ہین۔ بہرحال مقصود یہ ہوتا ہے کہ دوسرے حاضرین جلسہ کو اُس گفتگوے راز سے خارج ہونے کی ندامت نہ ہو۔ اگر اتفاقاً

کسی جلسہ مین پہلے سے کسی معاملے مین سلسلۂ تقریر جاری ہو اور کوئی شخص آجائے تو چاہیے کہ اُس کے آنے سے پیشتر ختم کر دیا جائے۔ یا اُس گفتگو کے سلسلہ کو بلا کسی جھجک اور روک ٹوک کے مختصر کرکے اُس کے سامنے بیان کر دین۔

**رفیق**۔ کیا ہمارے یہان کے ادب کا اقتضا ایسا نہین ہے۔

**نواب**۔ کیون نہین۔ ہے ضرور۔ مگر افسوس یہ ہے کہ اس سے واقف بہت کم لوگ ہین۔

**رفیق**۔ ہان مین آپ سے یہ پوچھتا ہون کہ اگر دعوت کسی کو دینا منظور رہو تو اُسکو کس عنوان سے خط لکھنا چاہیے۔

**نواب**۔ دعوتی خطوط یا اُن کے جواب نہایت سلیس عبارت مین اور مختصر ہونے چاہیے۔ اور ہمیشہ غائب استعمال کیا جائے۔ القاب و آداب کے بعد مطلب کا ادا کرنا جو قدیم طریقہ ہے یہ بالکل تکلف سمجھا جاتا ہے۔ اس لیے وہ اب اِس دائرۂ تہذیب سے خارج ہو گیا ہے۔

دعوتی خطوط گھر کی بی بی کی جانب سے بھیجنا چاہیے۔ اگر وہ نہ ہو

مجبوراً جنٹلمین اپنی طرف سے دعوت دیسکتا ہے - اگر معمولی خط کسی اجنبی کو یا سوداگر دنکو لکھتا ہے تو (سر) اور کسی لیڈی کو اس پیشہ کی - یا اجنبی کو لکھنا ہو تو (میڈم) لکھنا کافی ہے اور ختم مکتوب پر اپنے نام کے اوپر آپ کا تابعدار یا فلان لکھنا کافی ہے -

**رفیق** - آج باتین بہت ہوئین - اب کھانے کا وقت قریب آگیا - مکان چلنا مناسب ہے -

**نواب** - کیا تھک گئے آپ - بہت اچھا چلیے یہ کہہ کر گاڑی مین سوار ہوئے اور مکان پہونچے -

**رفیق** - خداحافظ کہہ کر اپنے مکان سدہارے -

نواب نے تبدیل لباس کیا - اور ظریف اور قلندر جو وہان موجود تھے انکو دسترخوان پر طلب کیا -

**نواب** - (قلندر سے) کیون اُستاد کہیے تو آج صبح سے کہان کہان کا چکر لگایا - آپ کے پاؤن تو ایک جگہ ٹکتے نہین -

**ظریف** - اجی میان - اسکے پاوئن مین سنیچر ہے - اسلیے قسمت مین گردش ہی گردش لکھی ہے -

قلندر۔ بابا۔ فقیر آب رواں ہے۔

ظریف۔ الحمد اب یہ فقیر بھی بننے لگے۔ اپنے منھ آپ میاں مٹھو

قلندر۔ بس بس۔ بھئی اب کھانا تو کھالو۔

ظریف۔ واللہ سچ تو یہ ہے کہ اول طعام بعدہٗ کلام۔ لیکن افیون تو ہیں نے کھالی نا؟

نواب۔ اور قلندر۔ یہ کسکو معلوم آپ نے کھائی کہ نہیں۔

ظریف۔ نہیں میاں ضرور میں نے افیون کھالی ہوگی۔

قلندر۔ شاید بھول گئے ہوں۔

ظریف۔ اے ہے غضب ہوا۔ بیشک افیون نہیں کھائی یہ کہکر جیب سے ڈبیا نکالی۔ اور چند گولیاں نگل لیں۔ اب کھانا شروع کیا۔

نواب۔ کیوں اُستاد کچھ سناتے۔

قلندر۔ میاں کیا سناؤں جو حکم ہو۔

نواب۔ جو آپ کا جی چاہے۔

**قلندر**۔ ایک دوہا سُناتا ہوں۔

**نواب**۔ بسم اللہ۔

**قلندر**۔ سُنیے۔ کیا موتی پروئے ہین اور کس قدر بلند پروازی ہے اللہ اللہ اُردو کو یہ بات نصیب نہین ہو سکتی۔

## دوہا

امین ہلاہل مد بھرے سیت سیام رتنار
جیئت مرت جھک جھک پرت جہ چتوت اکبار

**نواب**۔ بخدا کیا خوب کہا ہے۔

**قلندر**۔ کیا عرض کرون واللہ بھاکا کی شاعری بھی عجیب دلفریب رانہزن صبر وشکیب ہے۔ اور اسکا پتہ دیتی ہے کہ سنسکرت کی شاعری سے آفتاب کو کیا شرف حاصل ہے تشبیہات۔ صفات۔ جدّتِ مضامین۔ ندرتِ بیان توحید ومعارف کی باریکیان جو سنسکرت مین ہین ممکن ہے کہ اسکا جواب کسی اور زبان کی شاعری مین بھی ہو۔ مگر سوز وگداز

حسرت ویاس۔ بروگ۔ عاشقانہ رنگ جو بھاکا کی شاعری مین پایا
جاتا ہے وہ بے مثل ہے۔

بھاکا اصل مین برج متھرا کی زبان ہے جو گنگا جمنا کا مسکن ہے
اور بقول سے کہ تیغ چون شکست خنجر می شود۔ سنسکرت سے
بگڑ کر بنی ہے۔ مگر ایسی دلکش۔ دلفریب اور پیاری زبان ہے کہ
اہل ہند کے دل سے کبھی اس کا نقش حب مٹ نہین سکتا۔
گو اب نیا کلام دیکھنے سننے مین نہین آتا اس لیے کہ اس شاعری
کا مشغلہ اب نہین رہا۔ مگر پچھلے شاعرون کے کہے ہوے اشعار
جب کان مین پڑ جاتے ہین تو دل مین اتر کر نشتر کا کام کرتے ہین۔

علاوہ برین شاعری برج تک محدود نہین رہی بلکہ اس تیغ
زبان کے جوہر نے اکثر مقامات ہند پر اپنا قبضہ کیا اور اکثر بلاد مین اپنا
سکہ چلایا۔ لطف زبان کے ساتھ ترجمان دل بننا اور دلی کیفیات
کا اصلی فوٹو کھینچ کر دکھانا اسی کا حصہ ہے۔ اگرچہ اور زبانون نے بھی
اس کی تقلید کی۔ مگر۔ وما تشاؤن الا ان یشاء۔

اکثر مقامات پر بھاکا کے نامور شاعر ہوے اور آفتاب بنکر چمکے

مثلاً تلسی داس۔ کبیر داس اور اِن کے علاوہ اور بہت سخنور جادو زبان مشہور ہین جن کے اشعار آج تک دلون کی اقلیم پر اپنا پورا تسلط کیے ہوے ہین۔ بعض مقامات ہند کو اس شاعری سے خاص مناسبت تھی۔

پدماوت جو بھاکا مین اعلیٰ درجہ کی تصنیف مانی جاتی ہی اسکے مصنف اودھ کی خاک سے پیدا ہوے۔ اور اس زمانہ مین کدر پیا (وزیر مرزا) کی ٹھمریان اور مختلف چیزین جو مقبولِ عام ہو رہی ہین وہ بھی اودھ بلکہ خاص لکھنؤ کے نواب زادی تھے اسوقت تک اودھ کے قصبات وقریات مین عوام کی زبان وہی ہے۔ جو بِرج کی زبان (بھاکا) کہلاتی ہے۔ اِس سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ ہندوستان مین اُردو کے وجود کے قبل سرزمینِ اودھ بھاکا شاعری سے چمن زار ہو رہی تھی وہان کے طبایع اس بامزہ زبان اور شاعری سے صرف آشنا ہی نہ تھے بلکہ اُن مین خاص اس کا ملکہ اور مادہ تھا یہی وجہ ہے کہ دار السلطنت دہلی سے اُردو کی شاعری

جب اودھ مین پہونچی تو اُردو کو اپنا رنگ جمانے مین اور پھولنے پھلنے مین کچھہ دیر نہین لگی - یون تو اُردو کے قدم تمام مقامات پر پہونچے اور اُس کے قدمون کی برکت سے ہر طرف سرسبزی پھیل گئی - اور ایسی پھیلی کہ ہر ایک مقام کو نہال کر دیا مگر لکھنؤ نے اُسمین زیادہ حصہ لیا -

یہ مضمون اِسکا بھی ثبوت دیتا ہے کہ بھاکا اور اُردو جُدا اگانہ زبانین نہین ہین تھوڑے سے تغیر سے بھاکا اُردو ہو گئی ہے اگر اُردو شعر مین فارسی عربی کے الفاظ مُغلق ملکر شیر و شکر نہ ہون تو وہ شخص جس کی زبان بھاکا ہے اِس سے وہی لذّت اُٹھائیگا جو ہم خالص بھاکا کی شاعری مین پاتے ہین - بھاکا شاعری مین جن الفاظ سے ہمکو یگانگی ہوتی ہے وہ دراصل ناگ بھاشا اور سنسکرت کے الفاظ ہین -

اِس امر سے ہند کے کسی شخص کو انکار نہین ہو سکتا کہ بھاکا کے لفظ لفظ مین قدرت نے شیرینی کُوٹ کُوٹ کر بھری ہے - اُردو کا جو شعر تڑپا نے والا ہوتا ہے - اگر غور سے دیکھیے تو اُس مین زیادہ تر وہی الفاظ ہوتے ہین جو بھاکا سے

سے لیے گئے ہین۔

بھاکا اشعار مین الفاظ کی نشست اور ترکیب نرالی ہوتی ہے۔ اس کی نئی تراشون کی پھبن اور ایجادون کا بانکپن فصاحت اور سادگی پر طُرہ شوخی۔ نئی نئی تشبیہین۔ شگفتہ استعارے۔ خوش ادائی۔ خوش نمائی۔ صفائی کا رنگ۔ ظرافت کا ڈھنگ۔ اس زیور حسن سے اور کوئی زبان آراستہ و پیراستہ نہین نظر آتی۔ اسی مضمون کو اردو مین ادا کیجیے تو وہ بات باقی نہین رہتی۔ اور تھوڑے سے الفاظ بھاکا کے بہت سے معنی کا پتا دیتے ہین۔ مثلاً ایک حسینہ و جمیلہ الہڑپنے کے ساتھ بال کھولے ہوئے کوٹھے پر جا کھڑی ہوئی۔ اور اسوقت اسکا جو عالم تھا خود اس نے اس پر نظر کی اور اپنی اس ادا اور ناز سے خدا جانے کیا خیال اس کے دل مین پیدا ہوا کہ شرمائی ہوئی آواز مین اسکی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔

"لٹ کھولے اٹریا پہ ٹھاڑی موری راجہ جو سن پھین تو مار ڈر ہین"

شب وصال کا خاتمہ اور رخصتِ محبوب کی حسرت اردو فارسی مین

ہم رات دن ظاہر کیا کرتے ہین مگر یہی معمولی مضمون ہے جسکو
بھاکا کے الفاظ اور ترکیبون نے کس قدر پُر اثر کر دیا ہے کیسا
درد اِس بیان سے ٹپک رہا ہے ؎

سجن سکارے جائین گے اور نین مرینگے روے
بدھنا ایسی رین کر کہ بھور کبھو نہوے

ایک فراق زدہ جو مدت سے جمالِ یار کا ترسا ہوا ہے اسکو
اس کی امید نہین کہ دوست سے ملاقات ہو۔ وہ قاصد بھیجنا
چاہتا ہے۔ مگر حسرتِ دیدار اُسپر ایسی چھائی ہوئی ہے کہ کوئی
پیام اُس کے خیال مین نہین آتا وہ اپنے شوق سے مجبور ہو کر
مُرغِ نامہ بر کو مخاطب کرتا ہے اور یون کہتا ہے ؎

کاگا نین نکاس دُون پیا پاس لیجاے
پہلی درس دکھای کر پاچھے لیجو کھاے

ایک دُور افتادہ سراپا حسرت و ارمان آرزومندِ دیدار یار
جس کے پاس نہ پیام و سلام کا کوئی ذریعہ ہے نہ معشوق کا پتا
معلوم نہ اپنے آپ مین محبوب تک پہونچنے کی طاقت پاتا ہے نہ

اُس کے آنے کی اُمید رکھتا ہے۔ ہلال کو دیکھکر جو آسمان پر نمودار ہوا ہے اپنے دل کو یون سمجھاتا ہے کہ ماہِ نو کو سارا جہان دیکھتا ہے ضرور ہی کہ اسوقت میری طرح میرے معشوق کی نگاہ بھی اسپر پڑتی ہو گی تو گویا عاشق و معشوق کی نگاہین یکجا ہو گئی ہین یہ بالکل نیا اور عجیب پُرلُطف مضمون ہے سہ

آج چندرمان دُوج ہے جگ جیتوَت چونھ اُور
مورے اور وا متر کے نین بھئے اک ٹھور

دو دوہے اور ہم سُناتے ہین۔ جن مین کچھ الفاظ سنسکرت کے ہین مضمون کی جدّت طبیعت کو بھڑکا دیتی ہے حق یہ ہے کہ شاعری اسکا نام ہے سہ

ٹکتا دا کے کان مین کَہہ کارن کنپاے
ترچھی چتون سے ڈر مرکہ پھر نہ بیدھا جائے

ٹکتا۔ موتی۔ کَہہ کارن۔ کسواسطے۔ کنپائے۔ کانپتا ہے۔ معنی یہ ہین کہ معشوق کے کان مین جو موتی لٹکتا ہے اُس کے کانپنے کا سبب کیا ہے۔ سبب یہ ہے کہ ترچھی چتون سے

ڈرتا ہے کہ ایسا نہ ہو میرے جگر مین سوراخ کر دے - جس طرح
ایک بار ہو چکا ہے - دوسرا دوہا جو بہت مشہور ہے یہ ہے ؎

امین ہلاہل مدھ بھرے سیت سیام رتنار
جیئت مرت جھک جھک پرت جہ چتوت اکبار

امین - آبِ حیات - ہلاہل زہر - مدہ شراب - سیت سفید - سیام سیاہی - رتنار سُرخی
اسمین لف و نشر مرتب دو صورتون سے آیا ہے - اور تشبیہین
ایسی ہین کہ گویا شاعر نے شاعری ختم کر دی ہے -

مصرع اولی کا لف و نشر یہ ہے کہ چشم معشوق مین جو سفیدی
ہے وہ آبِ حیات ہے - اور سیاہی زہر ہے - اور جو سُرخی کی
جھلک ہے وہ شراب کی مستی ہے -

اب دوسرا لف و نشر اور مناسبات شاعری ملاحظہ ہون -
معشوق جسکو ایک بار دیکھ لیتا ہے تو بیاضِ چشم کے اثر سے جو
آبِ حیات ہے وہ مرتا ہو تو جی اُٹھتا ہے اور سوادِ چشم کے
اثر سے جو زہر ہے مردگی کی سی کیفیت ہو جاتی ہے - اور سُرخی کے
اثر سے جو شراب کی مستی ہے متوالون کی طرح جُھک جُھک

پڑتا ہے۔

**نواب**۔ (قلندر شاہ سے) اُستاد واقعی بھاکا کیا پیاری زبان ہے۔
معلوم ہوتا ہے کہ البیلی۔ نئی نویلی دُلھن کی الھڑپن کی چال ہے
بجز انہایت ہی دلچسپ زبان ہونے کے علاوہ جو مضامین
اسکے دامن خیال مین سما سکتے ہین اُردو مین ممکن نہین۔

**قلندر**۔ میان سنسکرت زبان نہایت قدیم اور اپنے رنگ
مین اسقدر بلاغت آمیز ہے کہ جسکا حد و حساب نہین ایسی بلیغ
زبان سے جب بھاکا ٹوٹ پھوٹ کر اور بگڑ بگڑا کر بنی ہے تو پھر
اُسکے اچھے ہونے مین کیا تامل ہے۔

**نواب**۔ اُستاد۔ اُردو بھی اپنے رنگ مین لاجواب ہے۔
گو بھاکا کا مقابلہ نہین کر سکتی۔ تاہم اس کی مستانہ و لآویز چال بھی
دل لبھانے کے لیے کم نہین ہے۔

**قلندر**۔ بیشک آپ کا خیال صحیح ہے۔ اُردو نے اپنا سکہ
تک بہ ملک بٹھا دیا۔ اور گوشے گوشے مین اسکا نقش نقشِ کالحجر ہو گیا
یہ زبان اگر خیال کیا جائے تو عالمگیر ہو گئی ہے اور اسکی لوہے کو سبھی نے مانا ہے اور جزئیات

وکلیات کا مدار اسی زبان پر ہے۔ وفاتر کی زبان بھی ہو چلی ہے ہر شخص اور ہر ملک اسکا باجگذار ہے میرے خیال مین اس کی ترقی کی کوشش جو کوئی کرے گویا اُس نے اپنے ملک پر احسان کیا۔

**ظریف۔** (نواب سے) میان۔ یہ کھانا ہو رہا ہے یا مٹر گشت اب اِس زبانِ اُردو کے بال کی کھال کہان تک کھینچے گے (قلندر کی طرف اشارہ کر کے) اس شخص کا کیا ہے دیوانہ را ہوے بس است۔ یہ شخص کبھی بکو اس سے ٹلے گا ہی نہین

**نواب۔** نانا۔ اِس گفتگو سے معلومات کسقدر بڑھتی ہے انسان کیلیے علم شے باز جہل شے

**ظریف۔** اچھا مین نے مانا۔ مگر کھانا بھی تو کھا لو یا بدولت کو اجازت ہو کہ حقّہ کا دم لگائین۔

**قلندر۔** اور **نواب** بسم اللہ ضرور ضرور آپ حقّہ زہر مار کیجیے۔

**ظریف۔** اُنھہ۔ پھر وہی بات بُری کہی۔ خدا حافظ کہکر دستر خوان پر سے اُٹھے اور ہاتھ دھو کر حقّہ پینے گئے۔

**نواب۔** (قلندر سے) اُستاد سنسکرت کے الفاظ اُردو مین بھی لیے گئے ہین۔

**قلندر** - کیون نہین سنسکرت کی فیاضی سے اکثر زبانین مستفیض ہوئی ہین چنانچہ مین چند مختصر الفاظ آپکو سناتا ہون - کہ سنسکرت کا احسان کن کن زبانون پر ہے

**نواب** - ہان اُستاد - فرمائیے تو -

**قلندر** - پہلے مین ایسے بعض الفاظ کی تمثیل دیتا ہون جن مین لفظ اور معنی مین کچھ تغیر نہین ہوتا مثلاً **کُلاَل** - فارسی اور سنسکرت دونون مین کمھار کو کہتے ہین **کپی** - فارسی اور سنسکرت دونون مین بندر کو کہتے ہین **شالی** دونون جگہ یکسان ہے - **جنگل** دونون جگہ ایک ہی معنے مین ہے -

**آہار** - دونون جگہ خوراک کے معنی ہین -

**موری** - دونون مین ایک ہی راستہ ہے -

**نام** - دونون جگہ ایک ہی نام پایا ہے -

**گراس** - دونون دسترخوانون پر ایک ہی ذائقہ ہے -

بعض الفاظ ایسے ہین کہ تبدیل اعراب سے معنی ایک ہی پیدا کرتے ہین - مثلاً -

**مہر** - فارسی -

چھوہرہ - سنسکرت۔

۱۵- فارسی۔

پاس - سنسکرت۔

بَن - فارسی مین باغ یا زراعت کو کہتے ہین اور سنسکرت
مین اُس صحرا کا نام جہان پھلے پھولے درخت سایہ کیے
ہوئے ہین۔

گنج - فارسی مین خزانہ۔ سنسکرت مین بہ معنی زر کثیر۔

آش - فارسی مین پینے کے قابل غذا۔ سنسکرت مین صرف
کھانا۔ قس علی ہذا۔ کہان تک بیان کرون۔ اگر بصراحت دیکھنا ہے
تو محمد حسین آزاد کے تصنیفات اُٹھا کر دیکھیے۔ اِس محقق نے
تحقیق کو کمال تک پہونچایا ہے۔ اس کی معراج اُسی کو نصیب
ہوئی لیکن ہماری زبانِ اردو بھی اس قدر ہر دلعزیز ہے کہ اسکے
دامن مین ہر دریاے سخن کے انمول موتی موجود ہین۔ واللہ یہ
زبان خاصی گلدستہ ہے۔ مختلف اقسام کے پھول اس مین
پائے جاتے ہین۔

اس کی دلفریب جلوہ نمائی پہاڑوں اور جنگلوں کے بسنے والوں کے دلوں پر بھی جادو کا کام کر گئی۔

**نواب** - ہمارے حیدرآباد کی زبان اردو نے بہت کچھ ترقی کی ہے۔

**قلندر**۔ کیا شک ہے - ورنہ یہاں کی خاص زبان تو بالکل اپنا رنگ روپ سب سے علٰحدہ رکھتی تھی - فی نفسہ اردو اپنے بے مثل حسن اور جادو بھری وضع اور بانکپن میں نرالی ہے۔ لیکن بعض بھدے الفاظ - اور ثقیل کلمات کی آمیزش سے اندیشہ ہوتا ہے کہ اس کے خوشنما آئینہ سیما عارض پر کسی قسم کا دھبا نہ آجائے۔

**نواب**۔ کس طرح سے۔

**قلندر** - اب انگریزی الفاظ شامل کئے جاتے ہیں - اگرچہ یہ اپنے آغوش میں ہر طرح کے پھول لیے ہوئے ہے - لیکن پھر بھی گود پھیلائے ہوئے ہے - جو پھول آپ اس کے دامن میں ڈال دیں گے وہ ضرور قبول کرلے گی۔ مگر غور یہ

کرنا چاہیئے کہ اگر آپ اس کے چمن سے اسی رنگ و بو کا پھول حاصل کر سکتے ہین تو پھر دوسرا پھول خواہ مخواہ اس مین رکھنا اس کی ضرورت ہی کیا ہے اور اکثر مرادف لفظ انگریزی کی اُردو مین مل سکتے ہین -

**نواب** - اُستاد - یہ تو کہیے کہ زبان کی قدر نثر سے ہوتی ہے یا نظم سے -

**قلندر** - بات اچھی پوچھی -

اس کا فروغ شعرا کی بدولت ہوا ہے اور شعرا بیگمات کی زبان کے احسانمند ہین - باوجود اس کے کہ بڑے بڑے مشہور و معروف نثار گزرے اور موجود ہین جنھون نے اپنا جھنڈا اس زمین مین گاڑدیا اور جن کے ڈنکے بجے ہوئے ہین لیکن ان شعرا کے ہی ہاتھ رہا - شعرا کے ہی دامنِ عاطفت مین زبان نے پرورش پائی ہے، اسی لیے زبان کے مسائل [illegible] رنگیان اور تنقید اور تحقیق سے بکل وجوہ شاعری کو سرو کار [illegible] ہے - دیکھ لیجئے کہ گرفت ہوتی ہے تو شاعر کی ہی

زمانن کی - اور سند نہیں باقی ہے تو شاعری کے کلام سے - اور اچھے بڑے
قدیم شاعروں کے کلام سے استشہاد کرتے ہیں -

نواب - واقعی استاد آپ کا کہنا بالکل درست ہے
اور مجھے لفظ بلفظ اس سے اتفاق ہوا کیا معنی میں تسلیم کرتا ہوں
کہ آپ کی بدولت بہت سے نکات معلوم ہوئے -

اس گفتگو کے بعد نواب ذیشان اور قلندر دونوں باتیں
کرتے ہوئے آئے - یہاں دیوان خانے میں دیکھتے کیا ہیں
کہ ظریف الدولہ بہادر کا حقہ خالی پڑا ہے اور ظریف الدولہ
ندارد -

نواب - نانا کہاں ہیں -

خانساماں - جی دُم دار ستارہ جو آسمان پر نظر آرہا ہے
اُسکو دیکھنے گئے ہیں -

نواب - کہاں ہے ہم بھی تو دیکھوں - یہ کہکر علیحدہ ہی
راہ سے دیکھنے گئے - دیکھتے کیا ہیں کہ ظریف الدولہ اور
گھور گھور کر دیکھ رہے ہیں - نواب نے نزدیک جاکر کے

ظریف۔ منہ کر کے لمبی آواز سے پکارا کرتا ہوتے۔

ظریف۔ چونکہ آپ جو دیکھتے ہیں تو نواب صاحب۔

ظریف۔ میاں ابھی چھپ گیا۔ دیکھو چھپتے ہی ہاتھ رکھ کر۔

نواب۔ معاف کرو نانا۔ گردن دکھ گئی ہے سب سے۔

ظریف۔ دمدار ستارہ دیکھو نا میاں وہ ہے۔

نواب دیکھ کر اس خالق کون و مکان کی صناعی پر عش عش کرنے لگے اتنے میں قلندر بھی پہنچے اور انھوں نے بھی دیکھا۔

نواب۔ استاد! کیا چیز ہے۔ اور کیوں ایسا ہوتا ہے اسکے متعلق میری اور میرے ایک دوست کی بحث رہی پانچ اشرفیاں میں جیت گیا۔

قلندر۔ ہمیں بھی ذرا سمجھا دیجئے۔

نواب۔ نظام شمسی کے متعلق جتنے ستارے ہیں ان سب میں ایک ستارہ دنبالہ دار ایسا ہے جو زیادہ تر تعجب و حیرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اس کا نمودار ہونا لوگوں میں طرح طرح کی

خیالات پیدا کرتا ہے۔ پڑھے لکھے اکثر اس بات کے
قائل ہیں کہ ذات الذنب یعنی دمدار تارے کا نکلنا نحس ہے
اس سے نتیجہ برا پیدا ہوتا ہے جہاں یہ ستارہ دیکھا گیا ہے یقین
ہو گیا کہ جنگ ضرور ہوگی۔ قحط پڑ جائیگا۔ وبا آئے گی۔ مزارع کی بربادی
جاڑوں کی تباہی۔ شب احمر کی شدت اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا عَنْ ذَاتِ
الذَّنَبِ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ستارہ دنبالہ دار نکلنے کے وقت
بد دعا کی جائے تو اُسکا اثر فوراً ظاہر ہوتا ہے۔

اہلِ روما کا خیال تھا کہ اجرام فلکی میں جتنے ستارے
دنبالہ دار ہیں وہ سب ایک قسم کی گاڑیاں ہیں جن میں مقدس
مردے اور پاک بی بیاں سوار ہو کر آسمان پر جایا کرتی ہیں۔ چنانچہ
۴۴ سال قبل حضرت مسیح جو ستارہ دنبالہ دار نکلا تھا اُس میں
قیصر روم کی روح گاڑی میں سوار نظر آئی تھی۔

شکسپیر کے وقت میں نجومی بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے
تھے لہذا اُسنے اپنی ناٹک ٹیمنگ آف دی شریو میں وہی خیالات
ظاہر کیے ہیں جو زمانہ جاہلیت میں پھیلے ہوئے تھے۔ ملٹن نے

ہیئت نے اُن مصائب اور آفات کو جو زوالِ سلطنت مشرقیہ
کے عہد اہلِ عالم پر نازل ہوئے تھے دُمدار ستارون کی تاثیر
سے منسوب کیا ہے ۔

اور علامہ بیانشکی نے جو کتا [illegible] ہین لکھی ہے اُس مین
اُن دونون کی راے کی تغلیط کی ہے [illegible] بات کا ثبوت
دیا ہے کہ بہت سے دُمدار ستارے متعدد [illegible] مین ظاہر ہو کر
غائب ہو گئے اور اُن سے کوئی مرض نہین [illegible]

آخر الذکر راے چونکہ مدلل تھی بہت [illegible] ہوئی اور اُس سے
اکثر اہلِ عالم کی خاطر جمعی ہو گئی ۔

ہمکو سخت تعجب ہوتا ہے جب ہم کیپلر ایسے [illegible] عالمِ فلکی
کا یہ دعویٰ سنتے ہین کہ مین نے دُمدار ستارو [illegible] ب الخلقت
سو لیشی مثل مچھلیون کے فضا مین تیرتے دیکھے

دنبالہ دار ستارے کے اُس حصے کو جو [illegible] ن سے
زیادہ روشن ہوتا ہے کوما کہتے ہین ۔ دُم زیادہ ر [illegible] ین ہوتی
اور اُس کی وضع قطع مین فرق ہوا کرتا ہے ۔ کوئی د [illegible] ہوتی ہے

کوئی کوتاہ۔ کوئی سیدھی ہوتی ہے۔ کوئی ٹیڑھی اور یہ کچھ
لازم نہین کہ دُمدار ستارے کی ایک ہی دم ہو۔
دُیڑھ سو برس ہوئے کہ ایک ستارہ نمودار ہوا تھا
جس کی چھہ دُمین تھین۔
مسٹر ایزک نیوٹن جو ہیئت کے اُستاد تھے اُن کی
تحقیق ثابت کرتی ہے کہ دنبالہ دار ستارے مین جو دُم نظر
آتی ہے یہ بخارات ہین کچھ آفتاب کی گرمی اور کچھ خود اُس
ستارے کی تمازت سے انجرۂ حارہ روشن ہو جاتے ہین۔
ارسطو اور اُس کے بعد جو فلاسفر ہوئے اُنکا یہ خیال تھا کہ
دنبالہ دار ستارے ایک قسم کے شہاب ثاقب ہین مگر سنکا
فلاسفر نے ثابت کر دیا کہ یہ اصل مین سیارے ہین شہاب
ثاقب سے انکو کوئی علاقہ نہین۔ زمانہ حال کے محققین کو
سنکا کی راے سے من کل الوجوہ اتفاق ہے۔
دُمدار ستارون کا ظہور یکے بعد دیگرے زمانہ دراز کی
بعد ہوا کرتا ہے۔ اور اُس کے طالع ہونیکی یہ کیفیت ہی کہ پہلے پہل

یہ ستارہ بہت ہی چھوٹا اور دھندلا دکھائی دیتا ہے۔ پھر جیسے جیسے
آفتاب سے بُعد ہوتا جاتا ہے وہ بھی بڑا اور روشن ہوتا جاتا ہے۔
یہاں تک کہ اپنے کمال کو پہونچ جاتا ہے۔ پھر علیٰ ہذا القیاس جیسے
جیسے آفتاب قریب ہوتا ہے۔ بتدریج گھٹنے لگتا [illegible]
پہلے اُسکی دُم گم ہوتی ہے۔ پھر اُسکی ساری جسامت [illegible] سے
غائب ہوجاتی ہے۔ اہلِ تنجیم نے لکھا ہے کہ جو دُمدار ستارہ
ایک سو نو سال قبل حضرت مسیح کے نمودار ہوا تھا [illegible] دو زمانک
برابر روشن رہا اور وہ بہت بڑا اور نہایت منوّر
دُمدار ستارے حجم مین بلحاظ کمی و [illegible] سے کے
مختلف ہوتے ہین۔ لیکن بہرحال [illegible] دُم کی وجہ سے
ہولناک ہوتی ہے۔ کسی [illegible] دُم طول مین ساٹھ لاکھ
میل سے کم نہ [illegible] جیسے کہ ہمارے کرۂ زمین کے
محور سے اُسکا [illegible] سو بیس حصّے زیادہ ہوتا ہے۔ ایک
دُمدار ستارے کی [illegible] اکانوے ہزار میل تھا۔
اِس جگہ ہم ایک [illegible] ستارے کا ذکر کرتے ہین جو تاریخی

دنیا مین کمال درجے کی شہرت رکھتا ہے۔ اسوجہ سے کہ اس کا ظہور حوادث عظیمہ کے قریب زمانے مین ہوتا رہا ہے۔ اہل نجوم نے اس کے دوروں سے دریافت کیا ہے کہ یہ ظہور تارا حضرت مسیح کے قبل سے اب تک سات بار نمودار ہوچکا ہے اور ایک ظہور سے دوسرے ظہور تک ۵۷۵ سال کا وقفہ ہوتا گیا ہے۔

پہلی بار حضرت مسیح سے ۱۷۶۷ سال قبل طالع ہوا تھا۔ اور اسوقت کے علمائے فن ٹیو رولوجیا نے قرار دیا تھا کہ زہرہ کی شکل اور اسکا حجم اور اسکا مسیر متغیر ہوگیا ہے۔

دوسری بار حضرت مسیح سے ۱۱۹۳ سال قبل طالع ہوا۔

تیسری بار حضرت مسیح سے ۶۱۸ سال قبل طالع ہوا۔

چوتھی بار حضرت مسیح سے ۴۴ سال قبل عین وقت وفات یولیوس قیصر روم کے طالع ہوا۔ اس مرتبہ ستارہ فضا مین تیرہ چھپا نمودار ہوا تھا۔ اور اہل روما نے اُس سے بڑا خوف کیا تھا وہ کہتے تھے کہ یہ ستارہ قیصر موصوف کو آسمان پر اٹھا لیجانے کے لیے آتا ہے۔

پانچوین بار سنہ ۵۳۱ء مین بعہد یوستینا نوس طالع ہوا۔ کہتے ہین کہ اسوقت مین آفتاب پر پژمردگی چھا گئی تھی۔

چھٹی بار سنہ ۱۱۰۶ء مین یا ثنا ے جنگ صلیبی طالع ہوا۔

ساتوین بار سنہ ۱۶۸۰ء مین طالع ہوا جبکہ علوم جدیدہ اگلے توہمات و مہمل خیالات کو بہت کچھ مٹا چکے تھے۔

اب اُنھین دورون کے قیاس پر امید کیجاتی ہے کہ وہ ستارہ دنبالہ دار آٹھوین بار سنہ ۲۲۵۵ء مین طالع ہوگا۔

منجملہ ان ستارون کے جو کرۂ شمس کے گرد دورہ کرتے ہین دُمدار ستارے بھی ہین۔ یہ ستارے پیشتر اُسی رُخ دورہ کرتے ہین جدھر اور ستارے جاتے ہین۔ مگر بعض اُن کے خلاف مغرب سے مشرق کی سمت روان ہوتے ہین۔ علماے ہیئت ان کے دورے سے معلوم کر لیتے ہین کہ فلان سال مین فلان وقت دُمدار تارا نمودار ہوگا۔ اور بیشتر اس قسم کی پیشین گوئی ٹھیک نکلتی ہے مگر اس کے برعکس بعض ستارے ایسے ہوتے ہین کہ جنکی نسبت یہ نہین معلوم ہوتا کہ وہ کدھر سے آئے۔ اور کس طرف

جاتے ہین - لہذا یقین کے ساتھ نہین کہا جا سکتا - کہ ان کا ظہور کتنے سال بعد ہوگا -

ہیلی صاحب نے ایک دُمدار ستارہ دیکھا جو کرہ شمس سے تین پدم پچپیس کرور دس لاکھ میل کے فاصلے پر طالع ہوا تھا - اور اب ۱۹۱۰ء مین نمودار ہوگا - یہ ستارہ چہتر سال مین دورہ کرتا ہے

چینیون کا بیان ہے کہ ہمارے ابتدائی زمانے سے اب تک ۹۰۰ دُمدار ستارے نمودار ہو چکے ہین -

ایک نامور نجومی نے اپریل ۱۸۹۸ء سے نومبر ۱۸۹۸ء تک چھ ستارے دنبالہ دار نظر آنیکی پیشین گوئی کی تھی - وہ لکھتا ہے کہ پہلی اپریل کو ٹانس ونگ نامی ستارہ نظر آئیگا - اور غالباً اُسکا یہ دورہ ساڑھے پانچ برس کے بعد ہوگا - ایک اور ستارہ مئی کے مہینے مین نمودار ہوگا اور دو ستارے دُمدار ماہ جون مین نظر آئینگے جنمین ایک کا نام سولفٹ ہے - اسکا دورہ تقریباً چھ برس کے بعد ہوگا اور دوسرے کا ولف ہے - اسکا دورہ تقریباً سات برس کے بعد ہوگا - ماہ ستمبر مین ٹمپل نام ستارہ طالع ہوگا

نومبر مین ایک اور ستارہ نظر آئیگا جسکا نام بائیلا ہے یہ وہی ستارہ ہے جو اب سے پچاس سال قبل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا۔ اور ۱۸۴۶ء مین اس کے اجزا علیحدہ ہونا شروع ہوے اور ۱۸۵۲ء مین باہم تمام اجزا مین بارہ لاکھ میل کا فاصلہ ہو گیا چنانچہ اسی سیارہ کی نسبت یورپ کے ایک مشہور نجومی نے بیان کیا تھا کہ یہ دمدار تارا کرۂ ارض کے قریب آجائیگا جسکا فاصلہ بیس ہزار میل ہوگا۔ اسوقت ٹکرا جانے کا اندیشہ ہے۔

ایک فلاسفر کا قول ہے کہ اکتوبر کے شروع مین زمین ستارۂ دنبالہ دار سے دو کروڑ میل کے فاصلے پر ہوتی ہے۔ اور دسمبر اور جنوری مین بعد کسیقدر زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس امر مین بحثین اکثر ہوئی ہین کہ دمدار ستارہ زمین سے ٹکرا سکتا ہے یا نہین اور اگر ٹکرا جائے تو اسکا نتیجہ کیا ہوگا۔

پہلی بات کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ ٹکرانا ممکن الوقوع ہے اگر کوئی دمدار ستارہ کسیوقت منطقۃ البروج کے اس نقطہ پر آجائے جس پر ٹھیک کرۂ ارض کا گذر ہو تو ایسی حالت مین ٹکر

ہو جانا لازم ہے۔ مگر یہ ممکن الوقوع خطرہ ایسا بعید الوقوع ہے کہ اسکا
احتمال کئی لاکھ حصون مین ایک حصے کے برابر بھی نہین ہے
دوسری بات یہ ہے کہ اگر ٹکرا جائے تو کس بات کا اندیشہ ہے
بعض طبیعیین یہ کہتے ہین کہ دُمدار تارے کی جسامت جو دُم کے
علاوہ ہے اگر ہمارے کرۂ زمین کے برابر ہو تو ٹکر کھانے سے
زمین کا محور بدل جائیگا۔ اس حالت مین سمندرون کا پانی خشکی پر
آ رہیگا۔ لیکن یہ قیاس ایسا فرضی ہے کہ ممکن الوقوع حوادث کے
قیاس پر اس کی تائید نہین کی جا سکتی۔ اس لیے کہ دُمدار تارے
کی جسامت جو دُم کے علاوہ ہے حجم مین بہت ہی کم مقدار ہے
اور مادہ اُسکا اس قدر لطیف ہے کہ مادۂ زمین کے مقابلے مین
سے زیادہ وقعت نہین رکھتا۔ ایسی حالت مین اگر ٹکر بھی کھا جائے
تو نقصان ستارے کا ہوگا نہ زمین کا۔

**ظریف۔** (نواب کی طرف مخاطب ہوکر) میان تم نے [illegible]
مین دم کر دیا۔ بخدا وہ تشریح کی کہ مین تو ایک حرف بھی [illegible]
نہ سمجھ مین آیا۔ اور خدا جانے اس مین [illegible]

نواب - نہین نانا - مبالغہ چہ معنی - بالکل کتابی محققانہ واقعات
ہین جو کچھ مین نے بیان کیے -
ظریف - اجی حضرت کتابون کی ایک ہی کہی - قلم مصنف کے
ہاتھ مین جو چاہے لکھدے - اسکی مثال بعینہٖ ایسی ہے جیسے
گھوڑا شہسوار کے زیر ران اور گھوڑے کی باگ اُس کے
ہاتھ مین جسطرح چاہے گردش دے -
نواب - واہ نانا خوب قدر کی آپنے - مگر گردش کا لفظ
اس موقع پر خوب کہا -
ظریف - اجی میان ہم بھی اپنے وقت کے صاحبقران
ہین - اور سعید وقت مین ہمارا تولد ہوا - سورج مکھی کیطرح ہم
مشہور عالم ہوئے - قسمت کو چار چاند لگے - طالع کے سکندر
کہلائے - الحمد للہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپکے والد مرحوم ومغفور
کے دربار گہر بار مین باریابی ہوئی -
قلندر - اے ظالم خدا کی سنوار - بغیر ضلع جگت کے بھی کوئی بات
کریگا کہ نہین -

ظریف ۔ ماشاءاللہ ہم اپنے فن کے استاد ہیں۔

قلندر ۔ واہ استاد ہونے کی ایک ہی کہی۔

نواب ۔ نہیں نانا ۔ بیشک آپ اپنے فن کے استاد ہیں سنئے میں کبھی کبھی دور تک ہوئی جو آئی حضرت ظریف الدولہ بہادر کی گود میں سے بچہ تو گئی حضرت نے جو سٹ پٹا کر اٹھنا چاہا۔ دامن انگرکھے کا پاؤں کے نیچے آگیا اور دھم سے چت جل چنانچہ نواب نے لپک کر جلدی سے اٹھایا مگر سر میں ضرور چوٹ آئی اور ناریل جو ہاتھ سے چھوٹا نیچے گر گیا چلم کا ستیاناس ہوا حضرت کو جو غصہ آیا ناریل اٹھا کر اس طرف دے مارا جدھر وہ کبری بلی بھاگی تھی ۔ انکو بھاگے ہوئے مدت ہوئی خدا جانے کہاں چلی گئی مگر سامنے نواب کا خانہ زاد ناصر کھڑا تھا کھٹ سے اس کے گھٹنے پر جا لگا یہ تھا قوم کا سیدی چوٹ کے ساتھ ہی یا ابوی کہکر جنبیہ نکالا ادھر نواب اور قلندر ہنسی کے مارے لوٹن کبوتر ہو گئے۔

ظریف ۔ واہ ہمارے تو چوٹ آئی اور تم ہنستے ہو۔

**قلندر** (ہنستے ہوئے) ارے ظالم **ناصر** کے کس قدر بڑی چوٹ آئی یا وحشت یہ تھا کیا - بلی کے بھاگنے کے پانچ منٹ کے بعد حقہ دے مارا تو آخر کس پر -

**ظریف** - خیر کسیکو چوٹ آئے مگر نشانہ تو خالی نہ گیا -

**قلندر** - وہ تو نواب کی خاطر سے **ناصر** چپ رہا ورنہ جنبیہ تھا اور تمھاری توند -

**ظریف** - اُسکو رستم کی طاقت نہیں کہ جہ مابدولت کا مقابلہ کرسکے -

**نواب** - خیر نانا - سب کچھ ہوا مگر آپ کی شہنائی کہان ہے -

**قلندر** - شہنائی چکنا چور ہو گئی - خاک مین مل گئی -

**ظریف** - کیا شہنائی ٹوٹ گئی - واللہ یہ میری تیسری شہنائی ہے - ایک تو گھر مین ٹوٹی اور ایک راستے مین دو کتے لڑتے ہوئے آئے اور مابدولت کش لے رہے تھے - اُسوقت بھی جو دے ماری شہنائی ٹوٹ گئی مگر کتے کا سر پھوٹ گیا اور بھیجا نکل آیا - آج ناصر کی ٹانگ ٹوٹی - بہرحال نشانہ خالی نہین گیا -

**نواب** - اگر آپ کی بیوی پوچھے تو کیا جواب دینگے -

ظریف۔ میان یہ ٹیڑھی کھیر ہے واقعی وہ تو بلی سے بھی زیادہ لپک کر گلا دبا دے گی۔ مگر اسکا داڑھی پچانا کیا مشکل ہے۔ جہان ایک دو بوسے لے لیے بس چھٹی ہوئی۔

قلندر۔ کیا سمجھکر بوسے لیتے ہو۔

ظریف۔ اور کیا سمجھکر۔ مہ لقا۔ حور وش۔ بی بی۔ زوجہ مقدسہ میڈم سمجھکر بوسے لیتے ہین۔

نواب۔ خدا مبارک کرے بوسے ہی لیا کیجیے۔ اتنے مین شب کے گیارہ بجے اور نواب سب کو خدا حافظ کہکر اندر سدہارے۔

شب بخیر۔

# ہائے کسنے جگا دیا مجھکو

پچھلی رات ہے۔ چار بج چکے ہین۔ تاریخ ستائیسوین ہے چار طرف سنسان اور تاریکی کی بھیانک تصویر آنکھون کے سامنے شب دیجور کو یاد دلا رہی ہے۔ لیکن ستارے آسمان پر جاگ

رہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے کسی خاص کام میں مصروف ہیں جسکے لیے وہ پیدا کیئے گئے ہیں۔ لیکن تمام شب جاگنے کے باعث بعض ایسی ستارون کی آنکھیں جھپک بھی رہی ہین۔ اور اُنکی بزم کے چراغ جھلملا رہے ہیں۔ چہرے کا نور پھیکا پڑ رہا ہے۔ ہوا بعض وقت پنکھا جھلتی ہے اور بعض وقت گرمی اپنے حُسن کی گرم بازاری دکھاتی ہے جسوقت ہوا چلتی ہے تو درختون کے پتے اسکے جگانے سے جاگ کر کروٹین بدلتے ہیں۔ چونکہ اِن سب کی خوابگاہ ایک ہی درخت ہے اور اس ایک درخت کی کئی شاخیں اور اُن شاخون مین ہر ایک شاخ کے کئی حصّے اور ایک ایک حصہ مین کئی پتے میل جول کے ساتھ بسر کرتے ہیں۔ پس اس ہوا کے چلنے سے ایک دوسرے کے ساتھ ٹکراتے ہین تو اپنی زبان مین ایک دوسرے کی شکایت کرتے ہوئے معلوم ہوتے ہین۔ ہوا میدان سے گزرتی ہوئی اور خس وخاشاک کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پھینکتی ہوئی درختون کے پتون کو جگاتی ہوئی اونچی دیوارون

کی چوٹیوں کو چھپاتی ہوئی بے خوف اور نہایت بیباکی سے
اُن خوابگاہوں میں گزرتی ہے - جہاں معشوقان سیمتن
گلبدن - نازک اندام - ایک مستی کے عالم میں اپنی اپنی مسہریوں
پر بے تکلف وارفتہ سے بیہوشی چھائے ہوئے پاؤں
پھیلائے سو رہے ہیں - انکو دنیا و مافیہا کی خبر ہی نہیں - اگرچہ
دربان دروازوں پر نگہبانی کر رہے ہیں - مگر انکو ہوا کے
روکنے کی طاقت نہیں جو ہوشیار رہیں انھوں نے اور
بھی زبان سے خبردار کا لفظ ادا نہیں کیا تھا کہ ہوا نے ایک
ایسا تھپیڑا لگایا کہ اُچھل کر رہ گئے - اور معلوم بھی نہ ہوا کہ
کدھر آئی اور کدھر گئی -

اور جو دربان تمام رات کے جاگے ہوئے چشم انتظار
کی طرح پاسبانی کر رہے تھے اب اُن کی آنکھیں بند ہوئی جاتی
تھیں کہ ہوا نے انکو اپنی زلفِ پرپیچ کا لخلخہ اس طرح سنگھایا کہ
وہ اور بھی بیہوش ہو گئے - اب تو انکو اصلا اپنے پرائے کی خبر ہی
نہ رہی - پھر وہ کیا دوسرے کو روک سکتے تھے - خوابگاہ میں

چراغ دربانی کر رہے ہین۔ مگر مُہر بر لب۔ مجال کیا ہے کہ زبان ہلائین۔ بہرحال اتنے پہر دن مین ہوا گذرتی ہوئی خوابگاہ مین داخل ہوئی اور کسی مستِ ناز گہری نیند مین بےخبر پاکر تلوے سہلا کر عارضِ تابان کا بے تکلفی کے ساتھ بوسہ لیا۔ بوسہ لینا تھا کہ مستِ ناز اپنے پلنگ پر چونک کر ہوشیار ہوئی۔

ناظرین کو معلوم ہے کہ یہ کون مستِ ناز خواب مین تھی جس کو نسیمِ سحری نے جگا دیا۔ یہ ہمارے نصیر کی ہونے والی دُلھن معشوقۂ ستم شعار۔ نہین نہین وفاشعار سپہر آرا بیگم ہے۔ آنکھ کُھلتے ہی ہوا کی اِس گستاخی کا کچھ خیال ہوا۔ مگر کیا کر سکتی کس کو سزا دیتی اور کسکو منع کرتی۔ سب اختیار سے خارج تھا دھک سے رہ گئی اب دل بلیون اُچھل رہا ہے۔ اور کسی کی یاد اُسکو رونے پر آمادہ کرتی ہے۔ لیکن ضبط کر رہی ہے۔ آس پاس اِردگرد جو عورتین سو رہی تھین اُن مین دو لونڈیان بھی تھین۔ ایک چمپا اور دوسری نرگس بس آنکھ کُھلنا تھا کہ پلنگ سے اُٹھکر دیکھا تو سب چارون شانے چت۔ جھلا کر پُکارا۔ چمپا۔ او چمپا۔ مگر جو ابھی نداڑ

بڑھیان جو سُو رہی تھین اُن مین سے ایک دو نے جواب دیا۔ اب تو

چھپا کی بھی آنکھ کھلی۔ مگر ابھی ہوشیار نہین۔

**نازنین** ۔ ری تجھ کو ہوا کیا ہے۔ جاگو میری آنکھ کھل گئی ہے۔

اندھیری رات اور پھر دل کی گھبراہٹ اور تنہائی۔ خدا کی قسم

بُرا حال ہے۔

**چھپا** ۔ بیوی۔ ناحق آپ بھی پچھلی راتون کو اُٹھنا۔ اور دوسرونکو

بھی میٹھی نیند سے جگانا یہ کونسی بات ہے۔

**نازنین** ۔ (جھلا کر) دیکھو تو اسکا حال۔ مین کب اُٹھنا چاہتی تھی بن بن کر

بہت کچھ لیٹی ہون مگر خواب حرام ہے خدا جانے کیا ہو گیا

اتنے مین بی مغلانی کے کان مین سپہر آرا کی آواز

کی بھنک پڑی۔

**مغلانی** ۔ (نیند سے چونک کر) کیا صاحبزادی ہین۔

**سپہر آرا** ۔ ہان مغلانی مین ہون۔

یہ آواز ایسی معلوم ہوئی۔ جسطرح کوئی رونے کو ہے۔

مغلانی جلدی سے لپک کر مسہری کے پاس آئی۔ اور کہا۔

کیوں بیوی بیٹی ہمت سے گئی ، سوتے جاگتا کیسا۔

سپہر آرا۔ (ضبط گریہ کرکے) کیا کہوں۔

مغلانی۔ (آہستہ سے) کیا کوئی خواب دیکھا ہے۔

سپہر آرا کی آنکھوں سے اشک رواں ہوگئے۔ روتی آواز

سے کہا۔ "بس کچھ نہ پوچھو"

مغلانی۔ اوئی خدا خیر کرے یہ کیا ہے رونا کیسا۔ لوگ کیا

جانے کیا سمجھیں۔ ذرا ضبط کرو۔

سپہر آرا۔ (آنسو پونچھکر) اے میرے اللہ۔

چمپا کی پھر کچھ نیند اچاٹ ہوگئی تو کیا کہتی ہے۔ کیا بیوی آرام

. . . . . آرام کہنے کے ساتھ ہی پھر مست مدہوش۔

سپہر آرا۔ واہ یہ اچھی نیند ہے آرام کہا۔ اور غائب ہوا۔

مغلانی۔ یہ تو نیند کی متوالی ہے ہمیشہ کی مگر دوسری بٹھیوں کو

دیکھو کہ پہرے پر کوئی بھی نہیں۔ اور جوانوں کی طرح وا سے

بیہوشی سپے ہوئے پڑی ہیں۔

سپہر آرا۔ مغلانی ذرا میرے دل پہ ہاتھ رکھ کر دیکھو۔

مغلانی نے دل پر جو ہاتھ رکھا تو بلیوں اچھل رہا ہے۔

مغلانی۔ کیوں صاحبزادی خیریت تو ہے۔ دل پر ہاتھ رکھا ہے۔
کر کوئی پنچھا اچھل رہا ہے۔

سپہر آرا۔ کیا کہوں مغلانی۔ ایک گھنٹے سے یہی حال ہے۔

مغلانی۔ میں صدقے گئی۔ کچھ تو کہو آخر ہے کیا۔

سپہر آرا۔ میں نے ایسا ڈراونا خواب دیکھا کہ بس یاد کرتی ہوں
تو جی گھبراتا ہے۔

مغلانی۔ وہ کیا ڈراونا خواب تھا۔

سپہر آرا نے خاموش ہو کر۔ پھر اتنا کہا کہ "ذرا روشنی تو
لے آؤ"

مغلانی نے شمع میز پر سے اٹھا کر مسہری کے قریب
تپائی پر رکھ دی۔ اب دونوں کو ایک دوسرے کی صورت
نظر آنے لگی۔

مغلانی۔ بیوی۔ آپ کی آنکھیں چڑھی ہوئی ہیں۔ روئی ہوئی معلوم
ہوتی ہیں۔

سپہر آرا - بہن نہ پوچھو جو گزری ہے پر گزری - کسکو کیا -

مغلانی - مین قربان تھی - یہ کیسی بات - میری جان آپ تم سے قربان - مجھ سے کیون چھپاتی ہو - کہو تو وجہ کیا ہے -

سپہر آرا - (آہستہ سے) تمہارے نواب کو خواب مین دیکھا -

مغلانی - (مسکرا کر) حضرت عباسؑ کی قسم مین جب ہی تاڑ گئی تھی کہ ہو نہو یہی ہے - مگر رونے کی کونسی بات ہے - اللہ کرے کہ جم جم ہنسو - اور ہنستے ہی گھر بستے ہین -

سپہر آرا - (جھجکر) واہ خواب سنتی ہو کہ مذاق کرتی ہو -

مغلانی - صاحبزادی - مذاق کی کونسی بات ہے - دیکھو انشاء اللہ تعالے اگلے مہینے خدا وہ دن لائیگا ہی -

سپہر آرا - (ادا سے چین بجبین ہو) واہ مغلانی یہ کونسی بات ہے اب کیا مین نے تم سے دن بھی پوچھے تھے -

مغلانی (چٹ چٹ بلائین لیکر) واری جاؤن خواب تو بیان کرو -

سپہر آرا - خاموشی سے سنو درمیان مین بات کاٹنے کی

نہ نہیں۔

غلانی (کان کو ہاتھ لگا کر) اب کچھ نہ کہونگی۔

سپہر آرا۔ مین نے دیکھا کہ تمہارے نواب یہان سے بے دھڑک چلے آتے ہیں۔ اور جو نہیں مین نے اُن کی صورت دیکھی گھبرا کر بھاگی۔ ابھی مین زینے پر نہ چڑھی تھی کہ وہ میرے پیچھے ہی سے لپکے اور میرا دوپٹا پکڑ کر کھینچا۔ بس مین نے ایک چیخ زور سے لگائی۔ اور آنکھ کھل گئی۔

مغلانی۔ اوئی۔ صاحبزادی۔ یہ خواب بھی خدا نہ کرے کوئی ڈراونا ہے۔ مین تو سمجھی تھی کہ خدا نہ کرے کوئی شیطان دور پار دشمنون کو دکھائی دیا۔ یا ستی نظر آئی۔ یا اور کیا جانے کیا نظر آیا۔ یہ تو خواب نہیں ہونہار بات ہے۔

سپہر آرا۔ واہ دراؤنا خواب نہین تو کیا۔ ایک غیر مرد کا اپنا ہی عورت کا دوپٹا پکڑ لینا (چونک کر) خدا کی قسم۔

مغلانی۔ (پیٹھ ٹھونک کر) اوئی بیوی اب تو تم ہوا سے لڑنے لگین۔ پتا کھڑکا بندا بھڑکا۔ وہ حال ہو گیا۔

سپہر آرا - یہ دروازے کی آواز کیسی -

مغلانی - ضرور نواب آئے ہونگے -

سپہر آرا - دیکھو مغلانی - خدا کی قسم چیخونگی - اور سب کو جگاؤنگی -

امّاں جان سُنینگی تو دوڑی آئینگی - ابّا سُنینگے چلے آئینگے سب

گھر ایک ہو جائیگا -

مغلانی - اوئی سب گھر ایک ہوتا ہے تو ہونے دو - میں بھی کہونگی

کہ تمھارے داماد نے شب خون مارا -

سپہر آرا - (تنگ کر) واہ بی مغلانی - اب تم بڑھتی چلیں -

مغلانی - پھر کیا کہوں بی بی - بھلا اتنے پہروں میں سے اور اتنے

دروازوں میں سے کون آسکتا ہے - اور پھر ایسے شریف

اور مہذب صاحبزادے (بلائیں لیکر اور دامن پھیلا کر) "خدا کرے تو

اُنکی مُنہ مانگی مراد پوری ہو - اور تم اُنکی پیاری دُلہن" لفظ دُلہن پر

سپہر آرا نے دوا سے جھٹ اپنا ہاتھ مغلانی کے منہ پر رکھ دیا -

مغلانی - ہاتھ ہٹا کر "بنو"

دادا جی - واللہ دُلہن بنو - اگر ملکہ کہتی تو اتنا لطف نہ آتا جتنا دلہن کہنے سے

کچھ دیر کے بعد "نہو" کا لفظ بھلا معلوم ہوا۔

سپہر آرا۔ دیکھو مغلانی۔ مین ناخوش ہونگی۔ ایسی باتین نہ کرو۔

مغلانی۔ بیوی۔ تم خوش ہو یا ناخوش۔ مین تو دعائین دیتی ہون اور دیے جاؤنگی۔ کیون ایسی ناراض تھین تو اُس وقت کسطرح کہلا کر بھیجا کہ اگر ابّا شادی نہ کرین گے تو مین تمام عمر کنواری ہی رہون گی۔

سپہر آرا۔ خدا جانے اُسوقت میرے سر پہ کیا بھوت سوار ہو گیا تھا۔ جو اسطرح بے شرم ہو کر کہلا بھیجا۔

مغلانی۔ بس تو پھر اب کیا ہے۔ اتنی سی بات پر بگڑتی کیون ہو۔ (بلائین لیکر) یہ بگڑنا دو دیکھ لین تو سو جان سے فدا ہون۔

سپہر آرا۔ (شرما کر مسکرا کر) واہ کیا اچھی بات ہے نا۔ تم کو آج ہو اکیا ہے۔

مغلانی۔ خوشی سے پھولی جا رہی ہون۔ یہ خواب مبارک ہے بس دیکھو۔ پچھلی رات کا خواب ہے۔ چالیس روز بلکہ انتیس روز مین اس کی تعبیر کھُلم کھُلا معلوم ہو جاے گی۔ اُس وقت آداب

بجا لاؤن گی۔

سپہر آرا نے شرما کر سر نیہوڑا لیا مگر دل مین خدا جانے کسقدر مسرت ہوئی ہو گی۔ اس کا اندازہ اسی کا دل کریگا جس پر بیتی ہو گی۔

اتنے مین صبح کا گجر بجا اور مسجد مین اذان ہوئی اللّٰہ اکبر جلّ جلالہ و جلّ شانہ کیا پیارا نام ہے جی چاہتا ہے کہ دین و دنیا جان اور ایمان سب اس نام پر فدا کر دے اور مؤذن کے صدقے ہو کر کہے کہ پھر ایکبار اور سُنا دے۔ اللہ اللہ ہر نفس اگر اس پیارے نام کے عشق و محبت مین گزرے اور ایک جان نہین کرورون جانین بھی ہون اور فدا کر جائے اور پھر جیتا جائے تب بھی سیری نہ ہو گی۔ ہرگز نہ ہوگی۔ قربان اس نام کے۔ کیا پیارا نام ہے۔ اس نام کے لیتے ہی چار طرف سناٹا ہو گیا۔ اور نازنین سپہر آرا اور مغلانی جو ترانہ سنجیان کر رہی تھین دفعتاً جَلّ جلالہٗ جَلّ جلالہٗ کہکر ہمہ تن اس آواز کے سُننے مین مصروف ہو گئین ادھر مؤذن نے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہکر مضبوط شہادت اس

خدائے پاک جلّ شانہٗ عمّ نوالہ کی وحدت پر دی - اور سوتون

جاگتون سب کو سُنا دیا اور جتلا دیا کہ دیکھو تم لوگ جو اپنے اپنے خام

خیالات پکاتے رہتے ہو اُن سے باز آؤ - ایک رسول برحق

ہادیِ طریقت اور چراغِ شریعت اور خضرِ حقیقت نے بندون کو

اُسکے وحدۃ الوجود ہونے کی پوری طرح سے شہادت دی ہے -

اُسکی طرف تم دل سے رجوع ہو اور اُس معبودِ حقیقی کے سوا غیر کا

نام لو نہ غیر کو دیکھو نہ غیر کو ڈھونڈو بس هُوَ الاَوَّل هُوَ الاٰخِر[1]

هُوَ الظَّاهِرُ هُوَ البَاطِنُ یقین کرکے اُس کے سامنے

سر ٹیک کرو - آؤ دربار مین جلد باریابی کی فکر کرو اَللّٰهُ اَکْبَرْ

کہکر نماز کی نیت باندہ لو -

## خوش گپّیان

نواب اپنے رفقا کے ساتھ گپ شپ کرتے ہوئے بیٹھے ہین -

نواب - (ظریف سے) کیون نانا آج کے کباب کیسے پکّے تھے

[1] وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر وہی باطن ہے - ۱۲

ظریف۔ (اونگھتے ہوئے) سبحان اللہ میاں کیا کہنا۔ کباب کیا تھے خاصے دشمنوں کے پیندے تھے۔

قلندر۔ لاحول ولا قوۃ۔ اسوقت تو مالیخولیا ہو گیا۔ ایسا بیہودہ جواب آج تک کبھی نہ دیا ہوگا۔

ظریف۔ اُونگھ کر جو غوطہ لگایا تو سر زمین سے جا لگا۔

نواب (قلندر سے) اسوقت ذرا اُڑا دیئے۔

قلندر نے کان کے پاس چھچھوندر لگائی۔ اُلٹا کر حضرت زمین پہ گرے۔ جل جلاکے شہنائی گودمین آرہی۔ آگ سے چچ چکا لگا۔ تڑپ کر اُٹھے اور سب نے دوڑ کر آگ بجھادی۔

ظریف۔ (بگڑ کر) یہ کس ظالم کی حرکت ہے۔ ہو نہ ہو لچھمن بھٹ کی شیطنت ہے۔

لچھمن بھٹ۔ اجی (جہرت) حضرت مجھ بے چارے گریب بامن پر کیون بگڑتے ہو۔ طویلے کی بلا بندر کے سر

نواب اور حاضرین نے قہقہا لگایا۔

ظریف۔ (پنڈت کی طرف مخاطب ہو کر) بندر کیا تو تو خاصہ لنگور ہے

یہ کوئی آدمیت تھی خنجر پر ہاتھ رکھکر چوکیے بس پنڈت جی ارے رام رام۔ دوہائی۔ دہائی کہکر بھاگ گے سب نے زور سے قہقہا لگایا۔

**ظریف**۔ واہ یہ بھی کوئی دل لگی ہے۔ کپڑے جل گئے۔ سر پھوٹ گیا۔ شہنائی خاک مین مل گئی چلم کے ٹکڑے اُڑ گئے۔ یہ چوتھی شہنائی ہے۔ اور آپ لوگون کو ہنسی سوجھی ہے۔

**نواب**۔ نانا خفا کیون ہوتے ہو۔ مین آپ کو وہ شہنائیان دلواؤن کہ بس آپ بھی یاد کرین۔

**ظریف**۔ اجی میان اللہ تمھارے دم کو سلامت رکھے ہم تو تمھاری ہی خیر منانے والے اور دعا گو ہین اور تمھارا ہی دم بھرتے ہین۔ مگر (قلندر کیطرف دیکھ کر) اس بڈھے کو دیکھیے کہ ہماری ہنسی کرتا ہے۔ (حکیم ولایت حسین کی طرف دیکھکے) ان بزرگوار کو دیکھیے کہ ہر وقت نشتر کی ہی لیتے ہین۔ خدا جانے نوک نشتر کی تیز ہوگی کہ نہین۔

**حکیم صاحب** دلی زبان سے) اجی قبلہ مجھ پر کیون آپ جھپٹ پڑے۔

**نواب۔** ارے پنڈت لچھمن بھٹ کو تو بلالو۔

خانساماں نے لچھمن بھٹ نجومی کو آواز دی۔

**نجومی۔** دُور ہی سے۔ نہیں رے بابا۔ رام رام۔ اسوکت (اسوقت) اجبت جی (حضرت) کے سر پر **پشاچ** سوار ہے۔

**ظریف۔** یہ پشاچ۔ کیا بات ہے۔

**قلندر۔** پشاچ۔ بھوت کو کہتے ہیں۔

**ظریف۔** لاحول ولا قوۃ۔ بھوت اس کے سر چڑھے۔

**رفیق۔** ناناناناا۔ اب نہ ہنساؤ۔ بخدا پیٹ میں بل پڑ گئے۔ بس اب تو یہ کہو کہ دستر خوان پر اور کونسی چیز اچھی تھی۔

**ظریف۔** کیا بتلائیں یہ جو کپڑے ہمارے جل گئے۔ واللہ نحوست ہے۔ جلے ہوئے کپڑے پہننا منع ہے۔ اب گھر کہاں جائیں اور دوسرے کپڑے کیونکر پہنیں۔ بڑھیا دیکھیگی تو کیا کہے گی۔

**قلندر۔** یہ نہیں کہتے کہ خوب پیٹے گی۔

**ظریف۔** کیا مجال ہے۔

نواب نے خانساماں سے کہا کہ ایک جوڑا توشک خانے سے لا

ظریف - اللہ تم کو سلامت رکھے - واللہ میان قدردانی تم پر ختم ہے -

خانساماں جوڑا لے آیا - اور ظریف الدولہ نے دعائین دیکر کپڑے بدلے - اور پھر فرش پر بیٹھ گئے -

رفیق - اسوقت چوسر کی ایک بازی ہو تو مناسب ہے -

قلندر - بسم اللہ - آئیے -

چوسر منگا کر بچھا دی گئی -

(رفیق - اور قلندر نے بازی شروع کی)

نواب - کیون نانا - آپ اور قلندر ہون تو ٹھیک ہوگا -

ظریف - میان میرے مقابل قلندر کی کیا بساط ہے - چورنگ اڑا دون -

قلندر - اے سبحان اللہ - اجی مہربان مقابلہ کیجیے تو معلوم ہوگا - بجند اپنے چھکے چھوٹ جائین گے -

ظریف - دشمنون کے چھکے چھوٹین - اجی واللہ ایک چال مین تخت الٹ دون - کیا تمھارے داؤن مین آؤنگا توبہ کرو - اتنی عمر کچھی

تو یہان نہین کھیلین۔

**نواب**۔ خیر مضایقہ نہین۔ رفیق صاحب ہی سے ایک بازی سہی۔

بازی شروع ہوئی

**ظریف**۔ (نواب سے) میان اب حقہ پینے کو جی چاہتا ہے شہنائی تو کبھی گذری۔

**نواب** نے خانسامان سے کہدیا کہ دلّی سے جو شہنائی آئی ہے اور جسپر نقرئی کام کیا ہوا ہے وہ لاؤ۔

خانسامان نے حکم کی تعمیل کی۔ اور میان ظریف اچھل پڑے اور شہنائی لیکر نواب کے صدقے ہونا چاہا۔ مگر نواب نے منع کیا۔

ظریف الدولہ نے حقے کے کش اڑانے شروع کیے لیکن نظر جو سر سے چوکتی نہین پھر جایا۔ تو ٹوک ہی دیا تاکہ دیکھو وہ جگ ٹوٹا۔ نرد نے مار کھائی۔

رفیق نے آزرز کہکر چال واپس لینی چاہی مگر قلندر نے واپس لینے نہین دی۔ اور نرد مار لی۔

**ظریف۔** (رفیق سے) بہت بڑی تند ماری گئی (نواب کی طرف مخاطب ہوکر) میاں اب ہار منگوا کر رکھو۔ رفیق صاحب کو پہنا دین۔

**قلندر۔** جیتے رہو بہت کیا خوب کہا۔ "ہار منگوانا" برموقع تھا۔

**ظریف۔** تو مینڈکی کو بھی زکام ہوا کیا خوب "جیتے رہو" بھئی خوب کہا۔

اتنے مین نجومی نے آہستہ سے آکر نواب کے کان مین کچھ کہا۔

نواب نے ظریف الدولہ کو اشارہ کیا۔ دیکھتے کیا ہین کہ حکیم ولایت حسین صاحب اونگھ رہے ہین۔

**ظریف۔** ارے واللہ۔ قربان اس حکیم کے۔ نزدیک منہ کرکے۔ کیون حکیم صاحب کہان ہو۔

**حکیم صاحب۔** چونک کر۔ نیند آگئی۔

**قلندر۔** یہ تو نیند کے بڑے پکے ہین۔ مین نے ترک علی شاہ کی زبانی سنا تھا کہ حکیم مرزا اسحاق بیگ اور ڈاکٹر محمد حسین صاحب یہ دونون بھی اونگھنے مین اُستاد ہین اپنی نظیر نہین رکھتے۔ لیکن

ہمارے حکیم صاحب بھی اُن سے کم نہین۔ سبحان اللہ کیا کہنا۔

**ظریف**۔ معلوم ہوتا ہے کہ حکیم صاحب بھی **چنیا بیگم** کے عاشق ہین

**حکیم صاحب**۔ چنیا بیگم سے مجھے کیا تعلق۔

**قلندر**۔ پھر اتنی نیند کیسی۔

**نواب**۔ ابھی حکیم صاحب جوان ہین۔ جوانی کی نیند مشہور ہے۔

**ظریف**۔ اُنھ۔ جوانی کی ایک ہی کہی۔ کیا آپ سے زیادہ جوان

ہین۔ نہین۔ بخدا شرط بدتا ہون کہ یہ افیون ضرور کھاتے ہین بغیر

اس کے اونگھ نہین آتی۔

**نواب**۔ نہین نانا جان کو جلد سونے کی عادت ہوتی ہے وہ

بھی نیند کے متوالے ہوتے ہین۔

حکیم صاحب نے سلام کرکے نواب کو دعا دی کہ اللہ سلامت

رکھے کیا انصاف فرمایا ہے۔

**قلندر**۔ دو نرد ماری۔

**ظریف**۔ (غور سے دیکھکر) اے ہے بازی ہر گئی۔ اب بساط

اٹھادو۔

**رفیق** (غور سے دیکھکر) واقعی ہماری بار ہے۔

**قلندر**۔ ڈون کی لینے لگے۔

**نواب**۔ استاد۔ اتفاقی بات تھی جو آپ جیت گئے۔
زیادہ تعلی کی نہ لیجیے۔

**قلندر**۔ پھر ٹکر رکھلا کر دیکھ لیجیے۔

**نواب**۔ اب اخبارات دیکھیں گے۔

حکیم صاحب نے نواب صاحب سے رخصت طلب کی۔

**نواب**۔ جائیے جائیے۔ آپ کی نیند خراب ہوگی۔

**ظریف**۔ کل سے مرچ کا سُرمہ تیار رکھونگا۔ کیا مرزا اسحاق بیگ صاحب
اور محمد حسین صاحب کو آپ کو کوئی قرابت ہے۔

**حکیم صاحب**۔ جی نہیں۔ قرابت کہاں کی ہاں آشنائی ہے۔
کہیں مل جائیں تو صاحب سلامت ہو جاتی ہے۔

**ظریف**۔ بس اسی کی تاثیر ہے۔ یہ پرتو اُنھیں کا ہے۔ اب سی
نہ ملا کرو۔

حکیم صاحب نے مسکرا کر۔ بہت خوب کہا۔ اور نواب سے رخصت لیکر

رفو چکر ہوے۔

**راوی۔** واہ حکیم صاحب۔ ہم بھی آپ کو اجازت دیتے ہین کہ خوابگاہ مین تشریف لیجایئے۔ اور گھوڑے بیچکر سو رہیئے۔

نواب نے اخبار دیکھنا شروع کیا۔

**قلندر۔** کیون میان کوئی نئی بات ہے۔

**نواب۔** کوئی نئی بات نہین۔ صرف اتنا لکھا ہے کہ ہماری خداوند نعمت مع شاہزادگان بلند اقبال بمبئی مین جلوہ فرما ہونگے۔ اور عزت بخشین گے۔ اور وہان سے اجمیر شریف جائینگے۔

**قلندر۔** ہان کب جائینگے۔

**نواب۔** ابھی تاریخ کا تعین نہین ہوا۔

**قلندر۔** اجمیر شریف جائین گے تو دیکھا چاہیے مدار المہام بھی جائین گے کہ نہین۔

**نواب۔** وہ کسطرح جائین گے۔ کام یہان کون کریگا۔

**قلندر۔** سُنا جاتا ہے کہ وہ حضور غریب نواز رحم کے بڑے فدائی اور عاشق صادق ہین۔

نواب - ہان مین سنے انکی زبانی سُنا تھا - اُنکا تو یہ قول ہے کہ خواجہؔ کو تعین وجود سے خواجہ کہنا تو چاہیے - مگر مرتبۂ تنزیہ مین انکی شان کچھ اور ہی ہے -

قلندر - اَخاہ - بہت عقیدہ ہے -

نواب - ہان بہت عقیدہ ہے اور عقیدہ بھی سچّا -

قلندر - (خانساماں کو پکارکر) بھئی ایک دستی پنکھا لادو - گرمی بہت ہو رہی ہے -

نواب (خانساماں سے) دو پنکھے برقی منگالونا -

قلندر - کب لیے گئے -

نواب - حال ہی مین -

پنکھے آے اور چلنے لگے -

قلندر - (سر سے ٹوپی اتار کر) اَہا ہا - سبحان اللہ کلیجے مین ٹھنڈک پہونچی - سبحان اللہ کیا بات ہے - ہوا کس قدر سرد اور زور سے آتی ہے -

نواب - واقعی بہت تیز ہوا آتی ہے -

قلندر۔ آج اتنی گرمی کیون ہے (نجومی کیطرف دیکھکر) کیون میان نجومی کہو تو۔

نجومی۔ اب ہولی کریب (قریب) آگئی ہے۔ ابھی کیا ہے اور گرمی ہولی جلنے کے بعد بڑھیگی۔

قلندر۔ ہولی کے کتنے دن ہین۔

نجومی۔ انگلیون پر گن کر۔ چوبیس روز باکی (باقی) ہین۔

نواب یہ بھی کیا پیارا موسم ہے۔ اس کی رنگ رلیون کا نداق سب سے جُداگانہ ہے۔

قلندر۔ میان کنہیاجی نے اس موسم کا جو لطف اُٹھایا دوسرونکو نصیب نہین ہو سکتا۔

نواب۔ کیا اُستاد یہی موسم بہار کہلاتا ہے۔

قلندر۔ پھر اور کیا۔ بسنت سے ہولی تک یہ دن بہار کے مانے گئے ہین۔ ہندوستان مین جو نور ظہور اسکا ہے اور کہین ایسا نہین اسی موسم مین آم کے درختون مین پھل پھول آتے ہین۔ اسی موسم کی بدولت ہر ایک چیز مرکز اعتدال پر ہو جاتی ہے سردی نکلی

سرد مہری انھین دنون مین رخصت ہوتی ہے۔ اسی زمانے
مین کھیتیان پک پکاکر تیار ہوجاتی ہین۔ انھین دنون مین رنگ کھیلنے
کی ترنگ سوجھتی ہے نشہ بازمیخانون کی دربانی کرتے ہین۔
جام اور شیشے کو دیکھکر زاہدون کے منہ مین جو پانی بھر آتا ہے وہ
یہی دن ہین شہنائیون کے سُرسوا بہار بسنت۔
کافی۔ ہوری۔ کے زبان حال سے اور کچھ گاتے ہی نہین۔

**نواب** — واقعی استاد۔ یہ سب تجربے کی باتین ہین۔

**قلندر**۔ ہان میان۔ تجربے کی باتین تو ضرور ہین مگر کیا اسی پر اکتفا
ہے۔ دیکھیے شراب خوارونکی مے نوشی کا زور انھین دنونمین
ہوتا ہے۔ جو شراب نہین پیتے وہ سہری پیکر آپس مین بگڑانے
لگتے ہین۔ ٹیسو کا جوبن باغ مین اوج موج پر انھین دنون مین
ہوتا ہے۔ اور اسکا رنگ بناکر رنگ رلیان منانے کا یہی وقت
ہے کشن جی جن کی گھٹی مین مذاق اور خوش طبعی۔ اور ظرافت
فطرت نے ودیعت کی تھی۔ انھین کی بدولت اس موسم مین
جان پڑگئی۔ انھون نے اپنی جادو بھری بانسری کی ترانہ سنجی سے

سب کے دلون پر جذب مقناطیس کا اثر ڈالدیا۔ چنانچہ آج تک
انھین کے چربے اُتارے جاتے ہین۔ جو جو ہولیان بنائی گیئن
عام فہم ہونے کے علاوہ ہر مذہب کا محقق اور صوفی اور عارف۔
اپنے پیارے اُبھرتے والے دلی جذبات کے جوش کو بہت
ہی مشکل سے تھام سکتا ہے۔ روحانی سُرور اِس سے بڑھکر حاصل
ہونا محال ہے۔ درحقیقت یہ ایک فرحت افزا موسم ہے۔

**ظریف**۔ (نواب کی طرف دیکھکر) دیکھیے میان اس دیوانے کا
حال۔ آپ نے پُوچھی ایک ادنیٰ سی بات اور اس ظالم نے بہار دانش
سے زیادہ سُنا دیا۔

**نواب**۔ نانا تم کو تو کوئی بات ہی پسند نہین۔

**ظریف**۔ کام کی ہو تو پسند آئے۔ ورنہ کس کام کی۔ جب سے
سوا اس کے کہ وقت ضایع کرے آخر کام کیا نکلا۔

**نواب**۔ نہین نانا۔ یہ تو آپ نے ظلم کیا۔

**قلندر**۔ (نواب سے) میان اسکو چھوڑ بھی دو۔ یہ ہے مخل محفل۔

**ظریف**۔ لاحول ولا قوۃ۔ ہنسوڑ۔ ہنسوڑ۔ ہنسوڑ۔

**نواب**۔ اب کئی بجے ہونگے۔

**ظریف**۔ گیارہ بجے ہونگے۔

**قلندر**۔ ہوش کی دوا کرظالم۔ اڑہائی بجا چاہتے ہین۔

**ظریف**۔ (غور سے دیکھکر) کیا واقعی اڑہائی بجا چاہتے ہین۔

**نواب**۔ (گھڑی دیکھکر) ہان اڑہائی بجا چاہتے ہین۔ یہ کہکر اُٹھے۔ اور محفل برخاست ہوئی۔

شب بخیر۔

# نصیر اور شاطر کی گفتگو

نواب کی آنکھون کا تارہ **نصیر** اپنے باغ مین رفقا کے ساتھ گپ شپ مین مشغول ہے۔

**شاطر**۔ نصیر کا ایک ہم مکتب لڑکا ہے۔ عمر کوئی بیس سال کی ہوگی۔ لیکن طبیعت کا چالاک۔ انگریزی مین ایف اے تک تعلیم پائی ہے۔ طرہ یہ کہ ذہانت نے چار چاند لگا دیے ہین۔ عربی۔ فارسی مین تحصیل پوری ہے۔ بے تکلفی کی صحبتون مین مدتون رہا ہے۔ زندگی کا

ہرا بھرا پودہا۔ خوش رُو۔ خوش وضع۔ خلیق۔ نیک سیرت۔ آسودۂ عشق ہے۔ مگر آلودۂ فسق نہین۔ بات چیت مین زبان طرار۔ ظرافت کا پُتلا جس محفل بین بیٹھ گیا خوشی کا ابر چھا گیا۔ جوانی کے ذوق اور ہمت کے شوق نے ولایت تک پہونچا دیا۔ مگر یہ سفر نہ بارادۂ علم تھا بلکہ صرف سوسائٹی کی بساط کا مُہرہ بننا مقصود تھا۔ اسکی شگفتہ مزاجی نے اُسکو ہر محفل کا گلدستہ بنایا۔ جہان گیا خوش صحبت کہلایا۔ ادب و دانش کا پُتلا مانا گیا۔ شفقت اور محبت کے دام مین ہر شخص نے کھینچنا چاہا۔ مگر دائرۂ احتیاط سے قدم باہر نہین رکھا بہت دنون تک وہان کے فیضِ صحبت سے مستفیض ہوکر آداب اور تہذیب کے خزانے جمع کیے۔ اور جب آب و دانہ وہان سے اُٹھا پھر اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور وطن پہونچا۔ چونکہ ہمارے ہیرو کے فرزند دلبند میان نصیر سے بے انتہا محبت ہے اس لیے روزانہ کئی گھنٹے وقت انھین کے ساتھ صرف کرتا ہے۔

**شاطر**۔ (نصیر سے) کیون بھائی۔ اُس روز کی صحبت نہایت شگفتہ اور دلچسپ تھی۔

نصیر۔ ہان۔ مسٹر رابرٹ کے ایٹ ہوم مین نا۔

شاطر۔ ہان۔ واقعی وہ لیڈی نہایت خلیق۔ اور ذی مروت اور شگفتہ مزاج ہے۔

نصیر۔ بے انتہا خلیق ہے۔

شاطر۔ دیکھو نا۔ پردے کے متعلق خلیق سے جو گفتگو ہوئی کس قدر مدلل جواب دیا۔

نصیر۔ واقعی نہایت مدلل جواب تھا۔ انصاف سے پوچھو تو پردے کی نسبت جو مختلف رائین ہین اور اس مسئلے مین دو گروہ ہو گئے ہین اور جن مین سے ایک دوسرے کی تردید کی فکر مین سر دُھنتا رہتا ہے یہ سب حماقت ہے۔

شاطر۔ بھائی تمھاری ذاتی راے کیا ہے۔ یہ نہ معلوم ہوا۔ بار ہا اسکا ذکر آیا مگر آپ ٹالتے ہی رہے۔ ہو بڑے اُستاد۔

نصیر۔ نہین بھائی آپ سے ٹالنے کی کونسی بات تھی البتہ دوسرون سے مین نے اپنے خیال کو راز مین ضرور رکھا۔

شاطر۔ اچھا تو پھر آج کیون اپنی راے سے ممنون نہین فرماتے۔

نصیر - دیکھو بھائی - پردہ تو اُس حد تک درست ہے جس حد تک
عورت کے روپے اور اخلاق کی حفاظت ہو سکے اس سے زیادہ
فضول ہے - پردے کے یہ معنی نہین ہین کہ چار دیواری مین اپنی
بیویون کو قیدی بے زنجیر بنا کر رکھا جائے اور اُٹھتے بیٹھتے روک
ٹوک سے کام لیا جائے - یہان کیون بیٹھین - ادھر سے کسکو تاکا -
وہان سے کیون جھانکا - نہ ان بیچاریون کو اچھے مقامات کی سیر
کرائی جاتی ہے اور نہ انکو تفریح کی غرض سے یا تبدیلِ آب و ہوا
کے لیے کہین جانے کا موقع دیا جاتا ہے اور نہ انکو ہمجولیون مین جو
خواتین اعلی خاندان یا شریف زادیون سے ہین اُن کے ساتھ
شریک ہونے دیا جاتا ہے نہ ایسے لوگ منتخب کر کے صحبت مین
رکھے جاتے ہین - اور نہ انکو اعلی علمی تعلیم دیجاتی ہے - بفرض محال
تعلیم دی بھی گئی تو نہایت ناقص اور بُرے اصول پر - اول تو یہ کہ
معمولی وجہ کی اتالیقین نوکر رکھی جاتی ہین جنھون نے اپنی عمر کا
حصہ کمینہ صحبت مین گذارا ہو - بھلا اُن سے توقع ہی کیا ہو سکتی ہے کہ
کسی شریف بیٹی بیوی کو یا بچیون کو آداب و تہذیب سکھائین اور

اعلی درجے کے پیمانہ پر تعلیم دے۔ بجز اِس کے کہ الحمد کا سیپارہ پڑھا دین بابیش از ین نیست کہ الف بے۔ آمدنامہ۔ کریما۔ مامقیان کے چند اوراق اُلٹوا دین۔ اور جہان کچھ حرف شناسی ہوئی تو بس۔ اندرسبھا۔ گل بکاولی۔ موہنارانی۔ ایسی کتابین جو اخلاق کو بگاڑنے اور پاکیزہ خیالات کو خراب کرنے مین کمال رکھتی ہین اُنکا پڑھانا شروع کر دیا۔ اور اِسی پر اکتفا نہین کی گئی بلکہ اُن کو اشعار بھی حفظ کرائے جاتے ہین اور شاگردو کو اُستاد بھی گُن گنا کر اشعار پڑھنے کی تعلیم دیتے ہین۔

**شاطر**۔ بھائی۔ بس کرو۔ میرے جسم پر رونگٹے کھڑے ہو گئے لاحول و لاقوۃ۔ ایسی تعلیم سے جاہل رہنا ہی بجدا اچھا۔

**نصیر**۔ اور نہین تو کیا۔ بعض خاندانون کی پاک نہاد ہونہار لڑکیون تعلیم کا جو بُرا اثر پڑا ہے۔ اور اُن کے اخلاق اور تہذیب کا چاند بُرے خیالات کے بادل سے گہنا گیا ہے اِس کی یہی وجہ ہے۔

**شاطر**۔ بھائی۔ مجھے بالکل اِس سے اتفاق ہے۔ لیکن آپ کی

کیا رائے ہے کہ پردہ کس سے کرایا جائے۔ اور کس سے نہین۔

**نصیر**۔ بھائی۔ شارع نے۔ محرم اور نامحرم۔ کی جو قید لگادی ہے سبحان اللہ اس سے بڑھ کر پاکیزہ اور ستھرا اور حکمت آمیز خیال ہو نہین سکتا۔

**شاطر**۔ بھائی نصیر آپ جو کہتے ہین یہ مین نے مانا کہ شارع کا حکم نہایت حکمت آمیز ہے لیکن زمانے کی رفتار ہم کو اپنے ساتھ کھینچ رہی ہے نہ یہ کہ ہم زمانے کو اپنا ہمردیف بنا رہے ہین۔ غالباً اگر اس زمانے مین کوئی نبی مبعوث ہوتا تو عجب نہین کہ اس کے نزدیک پردہ بیضرورت سمجھا جاتا۔

**نصیر**۔ اگر مبعوث ہوتا۔ یہ ایک علحدہ بات ہے۔ لیکن اسوقت ہم کو اسی شرع پر چلنا ہے جو ہمارے لیے ہمارے شارع نے بنادی ہے

**شاطر**۔ اچھا۔ اس کے کیا معنی کہ بیویان۔ بہو بیٹیان۔ گوسائیون فقرا کی مرید کرائی جاتی ہین۔ اور ان سے پردہ وغیرہ کچھ بھی نہین۔ بلکہ پردہ تو کجا اتفاقاً بھی شرم اور لحاظ کیا جاتا ہے تو میان جی کی بیجا سختیان اور

غصّے سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ کیا شارع نے یہ حکم دیا ہے اور کہین
اسکا ذکر ہے کہ ہمارے پیغمبر نے مرشد کو محرم قرار دیا ہے۔ مین
بوثوق کہو نگا۔ کہ یہ تقلید صرف ہندوؤن کی ہے۔ اور مزہ تو یہ کہ مرید بیچارے
نے اپنی نیک نیتی سے شاہ صاحب پر بھروسہ کرکے اپنے سارے
کنبے کے لیے شاہ جی کو محرم بنا لیا۔ مگر گوسائین جی اور شاہ جی ایسے
استاد کہ مرید پہ بھروسہ نہین کرتے۔ اپنی بیوی تو کجا اپنی باندی کو
بھی مرید کے سامنے نکلنے نہین دیتے۔ اللہ اللہ کس قدر پاکیزہ
کانشنس ہے انکا۔

**نصیر** - بھئی یہ اعتراض تمہارا معقول ہے کہ قرآن مین جس پہ ہمارا
دارمدار ہے اور شارع نے جو محرم اور نامحرم کی تفصیل فرمائی ہے
اس کے علاوہ کہین یہ نہین بتلایا گیا کہ مرشد بھی محرم ہے۔ لیکن
یہ ممکن ہے جیسا آپ کا خیال ہے کہ ہندوؤن کی زیادہ تر تقلید کی گئی ہو
لیکن اس کی تحقیق نہین اس لیے مین اس جزو کا جواب باقی رکھتا ہو
البتہ اتنا تو معلوم ہے کہ شاہ جی کی بیویان ہوا کرتی ہین۔ لیکن گوسائین جی
کو تو ان کے مذہب کے لحاظ سے عورت کرنا تو کیا عورت کو صحبت مین

آسنے دینا حرام ہے۔ ہان۔ کوئی ایسا ہی بندۂ نفس ہوگا جو اپنی
حیوانی خواہشات کو ممنوع ذریعہ سے پورا کرتا ہوگا۔ اور وہی اُسکی
بیوی یا جو کچھ کہو سمجھی جاتی ہوگی گر بھائی ہندوستان مین جہان اور
ضعیف الاعتقادیون کا دام بچھا ہوا ہے اور اچھے اچھے مرغ زیرک
ہو اسنے کی خاطر پھندے مین پھنس جاتے ہین وہان ایک
ضعیف الاعتقادی یہ بھی ہے کہ اپنی جوان بیویون اور نوجوان
بہو بیٹیون کو بے تکلف بلا دریغ شاہ جی اور گوسائین جی کے
سامنے کر دیتے ہین۔ بلکہ صرف اِس پر اکتفا نہین کرتے اسی سلسلہ
مین شاہ جی کے مکان مین آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے
شاہ جی کی اگر کوئی بیوی ہین تو بس وہ پیرانی مان بن گئین۔ مردون کو
شاہ جی اور گوسائین جی نے۔ بابا۔ اللہ تیرا بھلا کرے۔ اور بچا بھگوان
تجھے آنند رکھے کہکر میٹھی میٹھی باتون مین پرچا کر مسخر کر لیا۔ اور پیرانی
مان نے عورتون کو موہ لیا۔ اور عقیدت اور اطاعت کے پاؤن
اس قدر پھیلے کہ شاہ جی اور گروجی نے اگر حکم دیا کہ ذرا پاؤن دباؤ تو
بیچاری جو متوسط درجے کی عورتین ہوتی ہین اس کو اپنے لیے باعث

سعادت خیال کرتی ہین۔ بلکہ اس حکم کو وہ اپنی خوش اعتقادی کے لحاظ
سے حکم خدا سمجھتی ہین۔ انکو یقین ہوتا ہے کہ پیر و مرشد یا گرو جی کی اس
غیر معمولی شفقت کے باعث دین و دنیا مین ضرور انکی ترقی کا آفتاب
شرف پر۔ اور انکی امیدون کا چاند درجۂ کمال تک پہونچیگا۔

**شاطر**۔ آخر آپ ہی بتلایئے کہ ایجاد بندہ کیا شارع کے حکم
سے بھی زیادہ ہے۔ خواہ کسی قوم مین ہو ان کے عقیدے کو
ایسے کون سے چار چاند لگے جو نعوذ باللہ من ذالک شارع کا
حکم ان کے بیہودہ اور نالائق خیال کے مقابلے مین کچھ بھی
نہ سمجھا گیا۔

**نصیر**۔ بھائی۔ یہ صرف عقیدتمندی ہے جس کا مین نے ابھی
ذکر کیا ہے۔ اور یہ عقیدتمندی کیا۔ صرف اخلاقی بھروسہ اور
اعتبار ہے۔ اور اپنے کانشنس کی پاکیزگی اور ستھرائی حالانکہ
صفائی قلب نہایت عمدہ بات ہے لیکن جہالت کی بدولت
ان کے دلون مین گھر سمجھی اور ادنے تعلیم کی وجہ سے کسوت
فقیرانہ سے جس نے عزت پائی یعنی عبا۔ عمامہ۔ جُبّہ اور لُنگی سے

ہو گیون آراستہ ہو اور جس نے اپنی صورت کو لمبی ڈارھی سے
پیر آراستہ کیا اور تسبیح کھکھٹانی یا جٹائین بڑہا کر بھبوت رمایا اور دھونی
لگا کر اکثر عجیب بہت کہ لیں یا کشکول اور چلم اور چمٹا جسکے پاس رہا وہ نہایت متبرک مقدس
متصف وہ صفات سے ہو گیا بلکہ یہ اجانا بلکہ ان ضعیف الاعتقاد لوگون کے
نزدیک ایسے شخص کا مرتبہ رسول سے اور دیوتا سے بھی زیادہ ہو جاتا ہے
بلکہ خدا بانتہا ہے جو پیر نے پہلے ہی ارشاد کر دیا ید الله فوق ایدیہم
گویا اسکی صورت میں گرو انھین کی ذات ہے اور وہ ہاتھ الله کا انھین کا ہے
پس یہ ارشاد مرشد کا مرید اور مریدنی دونوں کو یقین نقش کا حجر
ہو گیا۔ اور گرو جی اور پس اپنے پیش کرنے کے قبل تین بار یہ زبانی اقرار
لیتے ہیں کہ آپکا کہنا۔ تن من۔ دھن۔ یہ تینوں گرو جی کو ارپن کر دیے
پھر کیا تھا گویا اس اقرار کے بعد اس مرید کی وقعت ایک ادنی غلام
سے بدتر سمجھی جاتی ہے۔ مرید صاحب ایسے پھنسے اور اپنی
زبان سے آپ جکڑے گئے کہ ہل نہیں سکتے۔ اور جہان سے
اس نے معاہدہ پیش کر کے بددعا کے تازیانے کا خوف دلایا۔
پس ایسی حالت میں کیا مجال ہے کہ مرید یا چیلا شاہ جی اور گرو جی کو

بندہ سمجھے یا چار عناصر کا پتلا۔

شاطر۔ بھائی واللہ اسوقت جو باتین کر رہے ہو تم اپنی زبان سے نہین بلکہ میری زبان سے باتین کر رہے ہو۔ اچھا مین تم سے اب یہ سوال کرتا ہون کہ جب شاہ جی کے سامنے اپنی بیویون اور بہو بیٹیون کو نکالنا بقول آپ کے صرف اعتبار اور بھروسے کی وجہ سے ہے تو کم از کم خاندانی شرافت اور اخلاق اور نیک زندگی پر ہمارا اکانشنس قسم کھاتا ہو اور بے تکلف ہم اُن کے نیک نیت ہونے پر سچے دل سے شہادت دے سکتے ہون تو پھر اُن پر بھروسہ کیون نہ کرین۔ اور اُن کو اپنا محرم سمجھ کر باہمی میل جول نہ پیدا کرین اور شریعت کا جو حجاب ہمارا اُن میں ہے اسکو دور نہ کرین۔

نصیر۔ بھائی اس کے لیے ابھی وقت نہیں آیا۔

شاطر۔ کیون یہ وقت کی تخصیص کیون لگائی۔

نصیر۔ وقت کی قید اسلیے لگائی کہ ابھی ہماری سوسائٹی کی تعلیم نہایت ہی ناقص ہے اور [illegible]

ہین نے ذکر کیا۔ یہ نقص جب تک باقی ہے اور جیسی کہ چاہیے
اس کی اصلاح نہ ہو۔ بیشک دوستون کے ساتھ بے تکلفی ناجائز
اور پردہ ضرور ہے۔ انسان کے اخلاق اور انسان کا رویّہ یا تو
علم سے زینت پاتا ہے یا سوسائٹی سے۔ بلکہ میرے خیال مین
تو سوسائٹی کا اثر اول ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ یورپ کے
اقوام نے سوسائٹی کو مقدم رکھا ہے۔ جتنے دُور اندیش
دُوربینی کی عینک سے زمانے کی روش کو دیکھتے جاتے ہین
وہ ہر قوم کی سوسائٹی پر پہلے نظر ڈالتے ہین۔ اور یہی وجہ ہے
کہ عام طور سے اُن کے پاس بے پردگی ہے۔ اور اُنکو اپنی
شایستہ سوسائٹی اور اعلےٰ درجے کی تعلیم کی بدولت پورا
اطمینان اور بھروسہ حاصل ہے اور اُنکا کانشنس بالکل آئینے
کی طرح صاف و پاک ہے۔ یہ بات جب ہماری کُل قوم مین
آجائیگی اور تعلیم کی چمک دار شعاعین اپنی روشنی ہماری قوم
کے دھندلے دلون کو منور کر دینگی۔ اور ہمارہ سوسائٹی عموماً
ہماری قوم کی رفیق با توفیق ہوکر ہر متنفس کی مشیر باتدبیر

کہلائیگی - اُس وقت البتہ جو کچھ کہو ہو سکتا ہے - مین آپ سے تمثیلاً
اور مختصراً اپنی بیگمات اور ہندو خواتین کی سوسائٹی کی حالات
بیان کرتا ہون یقین ہے کہ اگر آپ غور کرکے سماعت فرمائینگے
تو بیشک میری راے سے اتفاق کرینگے ہماری بیگمات
اور خواتین کبھی آزادی کا پروانہ پانے کی مستحق نہین ہو سکتین -
بیگمات کی سوسائٹی کی اکثر مصاحبین جو عموماً ہوتی ہین
اُن کی تفصیل یہ ہے - آتون جی - مغلانی - ماما - مہری - اور کہاری
باندی - خواصین وغیرہ وغیرہ - یہی ہندو خواتین کی مجلس کے
گلدستے کے منتخب پھول ہوتی ہین - اس لیے کہ ہندو اور مسلمانون کا
چولی دامن کا ساتھ ہے لیکن بلحاظ قوم کے ان کے پاس برہمنیان
بھی محفل مین دخیل ہوتی ہین - اتفاق ہے بمصداق ع

خدا پنج انگشت یکسان نکرد

اگر کوئی نیک طبیعت اور پارسا ہم صحبت ہوتی ہے تو وہ
سوا اللہ - رسول - پیر - پیغمبر کے تذکرے کے خواہ کتنی
ہی ان یا من گھڑت بہر حال جو کچھ اُن کے کانون کی خزانے مین جمع ہون

گراموفون ریکارڈ کی طرح سُنائے جاتے ہین اور پند و نصیحت کیلیے جی چاہا تو دوزخ کے عذاب کی تفصیل سُنا کر رُلا دیا۔ یا خوش کرنے کے لیے جنت کی خوبیون کے پھولونکا گلدستہ پیش کر دیا اور کبھی سینے پرونے کی طرف طبیعت مائل ہوئی تو کرتی۔ چولی سی لی۔ گوکھرو۔ کناری ٹانک لی۔ یا کبھی کچھ ساگ اور سالن ایک دو پکا کر کھلا دیے۔ جب اس سے فرصت ملی تو دوسرون کے گھرون کے دھندون کا رونا شروع کیا۔ یا پیر جی۔ شاہ جی کی کرامات کے نقش صفحۂ دل پہ جمائے۔ خیر یہان تک بھی ہم غنیمت سمجھتے ہین۔ لیکن اگر جلیس اور صحبتی جن کی تفصیل ہم اوپر بتا چکے ہین۔ رذیل اور کمینی اور آزادہ رو ہوتی ہین تو وہ بیگمات کے دل مین دخیل ہونے اور اپنے قابو مین کرنے کے لیے ایسی منتخب باتین چُن کر پیش کرتی ہین جو بالکل خواہش کے موافق اور حرص و ہوس کے ساتھ وابستہ ہوتی ہی[illegible] قع ڈھونڈھتی رہتی ہین کہ بس موقع ملا اور انھون نے اڑا لی[illegible] کر لا را اور اپنے دام مین لائین اور بدبختی سے ایسے مواق[illegible] آتے رہتی ہین۔

مثلاً دیکھا کہ جورو خاوند مین ان بن ہوئی بس بیگم صاحب کو اُس نے باتون باتون مین پرچا کر اس پر آمادہ کیا کہ مُلاجی یا شاہ جی یا گوسائین یا بیراگی کے پاس جاکر تسخیر کا عمل کرین۔ کہ میان صاحب بیگم صاحب کے ہاتھ مین غلام بے درم بنے رہین۔ اور جس طرح بیگم صاحبہ نچائین وہ ناچین۔ حرص بُری بلا ہوتی ہے کونسی نیکبخت بیوی ایسی ہوگی جسکو یہ خیال نہ ہو کہ خاوند اُس کو چاہے۔ اور اُس سے محبت کرے اور عزت سے پیش آئے۔ مگر افسوس جہالت اور بُری سوسائٹی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ نقصانِ مایہ و شماتتِ ہمسایہ ہمہ تن آمادہ ہو جاتی ہین کہ خاوند کو مسخر کرنے کے لیے جادو ٹونا۔ تعویذ۔ فلیتہ۔ منتر۔ تنتر۔ جو کچھ ہو سکے کرائین اور شوہر کو اپنے دام مین لائین یہ تو اُس ناعاقبت اندیش بیوی کو معلوم ہی نہین کہ شوہر خفا کس بات پر ہوا۔ اور اُس کی اصلاح کے اسباب کیا ہین اور یہ بھی نہین جانتی کہ شوہر جو خفا ہوا ہے تو ایک اتفاقی بات ہے۔ ہمیشہ کے لیے ایک حال رہیگا نہین۔ آج خفا تو کل خوش۔ مگر لالچ کا پردہ آنکھون پر ایسا چھایا ہوا ہے اور نالائق سوسائٹی پہ

مکارنیوں کا جادو کچھ اس طرح چل جاتا ہے کہ عقل سے ذرا بھی کام نہیں لیا جاتا۔ بس روپیہ خرچ کرنا شروع کر دیا۔ اور انواع واقسام کے گنڈے۔ تعویذ فلیتے۔ تنتر منتر۔ جنتر ہونے لگے۔ عود اور اسپند جلنے لگا کہ اس کی دھونی کی خوشبو سے میاں مٹھو لٹو بن جائیں۔ مگر یہ معلوم ہی نہیں کہ اس جادو کا کچھ اثر قیامت تک نہیں ہوگا۔ بلکہ ان کے پاس خود محبت اور اطاعت کا جادو موجود ہے کہ کیسا ہی شوہر شیطان کی خصلت کا ہو بغیر کسی ٹونے اور تعویذ فلیتے اور دوا کھلانے کے بندۂ بے دام ہو جائے۔ یہ تو گھر کی بات ہے کہ آج خاوند سے ناچاقی ہوئی اور دو چار روز تک اسکا اثر رہا اور پھر خواہ شوہر اپنی بیوی سے بات کریگا ہی اخلاق سے ضرور پیش آئیگا سلوک کریگا۔ عورت کو یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ یہ سب شاہ جی اور گرو جی اور ملا جی کے تعویذ فلیتوں کا اثر ہے۔ ادھر اس مکار شیطان کی خالہ کو جس نے ترغیب دیکر اس پاک طینت اور صاف دل آئینہ کو زنگ آلود کر دیا تھا اپنے جلبِ منفعت کے لیے خوب موقع ملا۔ اگر اس کے

خواہشات پورے نہون تو اُلٹے میان سے شکایت کرنے پر
آمادہ۔ اب بیگم ڈرتی ہین کہ رازدار اگر راز افشا کریگی تو شوہر خدجانے
کیا کریگا۔ اور اُدھر گروجی۔ شاہ جی کوئی اُلٹی سیفی نہ پڑہ دین کہ تمام
عمر کے لیے یہ شوہر کے نزدیک ملعون اور مردود ہو جلسے۔ بس
اب تو جان چھڑانا مشکل ہو گیا۔ نوذر سے چھڑاسنے گئے نماز
گلے پڑی۔

بس یہ حال ہے ہماری زنانہ سوسائٹی کا تفصیل وار کہان تک
کہون۔ اب آپ انصاف کرکے کوئی راے قایم کیجیے۔

شاطر۔ بھائی۔ اس تقریر نے تو مجھے آئینہ کیطرح حیرت مین ڈالدیا واللہ یہی حال ہے
نصیر جنکو ہم بقول آپ کے ہرطرح سے دوست سمجھتے ہین اور
انکی عزت کرتے اور وہ بھی ہم کو دوست صادق سمجھتے ہین اُن کے
سامنے ہم اپنی عورات کو جو نہین نکالتے ہین اسکی وجہ یہ نہین ہے
کہ ہم اُن پر نعوذ باللہ بھروسہ نہین کرتے بلکہ اپنی مستورات کی
عدم لیاقت اور بے علمی کے سبب سے شرماتے ہین۔ دُور
کیون جاییے ہماری طرز معاشرت پر غور کیجیے کہ اگر شوہر مہذب

، و رخواندہ تعلیم یافتہ ہے اور اگر اسکی عورت دقیانوسی خیالات کے
دامن مین پرورش پائے ہوئے ہے۔ اور الف کے نام بھالا
نہین جانتی اور سوا ماما مغلانی گھر کی چھوکریون یا ندیون کے
جیسا کہ ابھی ذکر کر چکا ہون یا بیش ازین نیست کہ اپنی جاہل ہمجولیون یا
قرابتدارون کی روش پر زندگی بسر کی ہو ایسی عورت کی صحبت
اِس لائق مرد کے حق مین صحبت ناجنس سمجھی جاتی ہے۔ جسکا نتیجہ یہ
ہوا ہے کہ تمام عمر نہ میان بیوی سے خوش اور نہ بیوی میان سے
راضی تو پھر آپ ہی انصاف کیجیے کہ آنچہ بر خود نہ پسندی بہ دیگران
ہم مپسند۔ کیا اِس مرد کی ہمت کا اقتضا یہ ہوگا کہ ایسی عورت کو ایک
لائق اور شایستہ اور مہذب قوم یورپ کے روبرو بے پردہ
کرکے نکالے اور انکی سوسائٹی مین بار دے۔ بخدا جنٹلمینون کی
سوسائٹی مین عموماً اہل یورپ کی کل لیڈیون سے بھی پردہ کرنا بُرا نہ ہوگا
اور یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ جو شایستہ اور تعلیم یافتہ ہین اور جن کی قسمت
مین ایسی بیبیان جنکو سوا خدمتگذاری کے کسی بات سے
مس نہین ملجاتی ہین ایسی عورات کو ایسی سوسائٹیون سے پردہ ضرور

کراتے ہین۔

شاطر۔ اچھا مین ایک بات آپ سے پوچھتا ہون کہ جس طرح یورپ کی تمام اقوام ایک دوسرے پر بھروسہ کرتے ہین۔ کیون مسلمان اس سعادت ابدی کے حاصل کرنے سے محروم ہین۔ اور شارع نے کیون یہ پردہ جائز رکھا ہوگا۔

نصیر۔ بھائی۔ یہ ایک انوکھی بات ہے۔ مگر اسکا جواب بالکل سہل ہے۔ چونکہ عرب مین عموماً کل خواتین تعلیم یافتہ اور مہذب تو تھین ہی نہین اور ہر قوم مین ایسا ہوتا ہے۔ مگر کہین کم کہین زیادہ۔ اور اس قوم کی ابتدائی تاریخ اُلٹ کر دیکھیے تو تعجب ہوتا ہے کہ ایک وہ نبی جو اُمّی کے لقب سے ملقب ہوا۔ اُس نے کیسی قوم کو اپنے پاکیزہ اور بیش بہا اخلاق اور اپنی پاکیزہ روحانی قوت سے مغلوب کیا۔ اور اپنی نبوت کا سکہ انکے دلون پر جماکر کس شاہ راہ کی پیروی کی رہنمائی کی۔ اگر ایسے جہالت کی زمانے مین جبکہ کسی کو خدا کا نام لینا بھی نہین آتا تھا۔ اور ہر شخص اپنے نفس کا بندہ سمجھا جاتا تھا۔ اُسوقت اگر پردے کا حکم نہ دیا جاتا تو آپ یہ سمجھیے کہ اخلاقی ذمہ داریون اور سوسائٹی کے بُرے نتائج کیساتھ

مقابلہ ہو جاتا۔ اور ایسی جاہل قوم جس نے بمشکل پیغمبر کو پیغمبر مانا ہو پیش آنیوالی برائیوں سے احتیاط نہ کر سکتی بلکہ ہمارے پیغمبر کا کسقدر احسان ہے کہ اپنی قوم کو ذلیل اور حقیر ہونے سے بچانے کے لیے ایسا جامع اور مصلحت آمیز حکم دیا۔ اور محرم اور نامحرم کی قید لگا دی۔ اگر بجائے اسکو مخصوص کرنے کے جن کا رویہ اچھا اور جن کے اخلاق سلجھے ہوئے ہوں لائق ہو نے کے حق میں بہتر تصور کرتے ہو اُن سے پردہ نہ کرو۔ اور باقی سب سے کیا جائے بیان ہوئی۔ اس قوم کی بڑی توہین ہوتی اس کی مثال بعینہ شراب کی حرمت کے مانند ہے۔ جس طرح اس کی حرمت کی تحقیق کرنے میں مصلحت نہ تھی ویسے ہی اس پردے کے متعلق بھی جو حکم عام دیا گیا نہایت ہی فرزانہ اور دانشمندانہ تھا۔

شاطر۔ بھائی۔ مجھے آپ کی اس گفتگو سے ثابت ہوا کہ ماشاءاللہ آپ کے خیالات روشن ہیں۔ مگر مجھے اس میں اختلاف ہے کسیقدر وہ یہ کہ تعلیم اور سوسائٹی کی فکر کرنے کے عوض ابھی سے ہم اگر اپنی عورات کو موقع دیں کہ وہ اچھی سوسائٹیوں میں جاکر شریک

ہوا کرین تو بدرجہا ہماری آئندہ کی کامیابی کے لیے نتیجہ خیز ہوگا - اور
اب پردہ رہا ہی کیا - پردے سے مراد یہ ہے کہ نامحرم کو نہ دیکھے
یہ مقصد تو اس پردے سے حاصل نہین ہوتا - اس لیے کہ بظاہر
چق پڑی ہے - برقع ہے - چادر ہے - سب کچھ مگر تماشا دیکھنے کا
لپکا نہین جاتا اور کوئی میلا ایسا نہ ہوگا کہ جس مین یہ عورتین رتھون اور
میانون اور پالکیون اور شکرمون اور گاڑیون مین بیٹھکر نہ جاتی ہون - کوئی
عرس ایسا نہین جہان انکی سواریان نہ آتی ہون - کوئی جاترا ان بتان
سیمین تن کی پاک صورتون سے خالی نہین - کوئی مجلس عزا ایسی
نہین کہ خیر مقدم نہ مناتی ہون - مین نے بارہا بچشم خود دیکھا ہی
کہ سواریون مین ضرور ہین مگر سواریون کے پردے دل کے حجاب
کی طرح اٹھے ہوے - آنکھین انکی نرگس کی طرح تماشائیون کو گھور
رہی ہین - ایک وقت لنگم پلی کے میلے مین کسی جاگیردار کی زنانی
سواری آئی - پردہ گاڑی سے اٹھا ہوا تھا کسی تماش بین کی نظر پڑی -
متوالا - اور آزاد طبیعت تو تھا ہی اس نے بے تحاشا یہ شعر
پڑھ دیا ؎

اے تماشاگاہِ عالم روے تو

تو کجا بہرِ تماشا می روی

پس ایسے بیہودہ اور ناجائز پردے سے تو بچنا چاہیے۔

انچھا۔

نصیر- نہین بھائی۔ مین اسقدر قائل ہون۔ ہماری قوم بہت پیچھے ہے اور اس بلندی سے بہت نیچے ہے۔ صرف ہم کو اتنی کوشش شروع کر دینی چاہیے کہ عام طور سے تعلیم کی روشنی پھیلا دین۔ اور اچھی اچھی لائق شریف خواتین معلمون کی خواہ کسی قوم سے ہون جمع کر کے اپنی ہونہار اولاد کو ان کے تفویض کر کے امیدوار فضل و کرم رہین

شاطر- بھائی۔ ولایت کو جا کر آنے کے بعد آپ کو ملاون کی صحبت نے کس قدر ڈھیلا کر دیا۔ خیالات مین وہ اونچ نیچ باقی نہین۔

نصیر- نہین بھائی۔ ولایت کے جانے سے یہ مقصود نہین ہے کہ ہم صرف مقلد ہی بنین۔ اور اپنے دماغ اور عقل و فہم سے کسی

مسئلے مین غور کرکے نتیجہ نہ نکال سکین۔ اور اپنی مصلحتون کو ہم اپنے ہاتھ سے دیدین۔ اور دوسری قوم کی نظرون مین اپنے آپ کو ذلیل کرین۔ اور سلف رسپکٹ کے عارض خولی پر اپنی بیوقوفی کا داغ لگائین۔ اور اب کیا آپ کے خیال کے موافق ہمارے ملک کی بیگمات ایسی سوسائٹیون مین شریک نہین ہوتین۔ بیشک ہوتی ہین۔ مین بہت سی ایسی مثالین دے سکتا ہون اور بتا سکتا ہون کہ اکثر مہذب تعلیم یافتہ احباب نے تکلف کے پردے کو اٹھانا شروع کیا تھا

**شاطر** - ہان مگر معدودے چند۔

**قصیر** - کیا آپ کا خیال ہے آج ہی ہمارا دکن یا ہندوستان یورپ بن جائے۔ یہ بالکل محال ہے۔ خدا جانے کئی صدیان ابھی گزرین اس کا اندازہ اسوقت محال ہے مگر تعلیم کے لیے بمصداق **السعی منی والاتمام من اللہ**۔ سعی کرنے سے باز نہ رہنا چاہیے کہ ہماری آئندہ نسلین سر پیٹ کر لکیر کی فقیر نہ بنی ہین

بھائی ہماری قوم مین تو خیر پھر زیادہ پیچیدگیان نہین ہین۔ مگر قوم ہنود مین باوجودیکہ ان کے یہان پردے کا زیادہ رواج نہین ہے

رسم و رواج کے الجھاؤ نے انھین نہ صرف پردے کا قیدی بنا رکھا ہے بلکہ مذہبی اور رواجی رسوم وغیرہ کی پابندیون مین ایسا جکڑ دیا ہے کہ دیکھکر ترس آتا ہے۔

شاطر۔ نہ بھائی نہ۔ اس سے مجھے اتفاق نہین ہے۔ گو دکن کی ہندو قوم کی حالت ایسی ہو مگر پنجاب وغیرہ کی طرف بہت کچھ ترقی ہو رہی ہے۔ پارسی تو یورپ سے دوسرے نمبر پر سمجھی جاتی ہین

استنے مین چار بجے اور میان شاطر ہمارے نواب زادے میان نصیر سے اجازت حاصل کر کے باغ عام مین ٹینس کھیلنے گئے۔ اور خانسامان نے اطلاع دی کہ منصبدار صاحب کے یہان سے مغلانی آئی ہے۔

نصیر نے کہا کہ تبدیل لباس کر کے مین ابھی آتا ہون تم مغلانی کو یہان بلا کر بٹھاؤ۔

میان نصیر نے وضو کر کے عصر کی نماز پڑھی۔ اور تبدیل لباس کے بعد جہان بی مغلانی بیٹھی تھین وہان تشریف لائے۔

نواب۔ کیون مغلانی اچھی ہو۔

مغلانی۔ (فرشی سلام کر کے بلائین لیکے۔ دعائین دیکے) آپکو خیریت سے دیکھتی ہی باندی خوش ہو جاتی ہے۔

نواب۔ بیٹھ جاؤ۔

بی مغلانی پھر آداب بجا لاکر بیٹھ گیئن۔

نواب۔ بہت دنون کے بعد آئین کیا راستہ بھول گیئن تھین۔

مغلانی۔ مین صدقے گئی تھی۔ باندی کی کیا مجال جو راستہ بھولے مجھے صاحبزادی نے پھر بھیجا نہین۔ اس لیے مقصّر رہی۔ آج باندی اپنے طور پر حاضر ہوئی۔

نصیر۔ تمھاری صاحبزادی کو ابھی سے اتنی بے پروائی ہے تو خدا جانے آگے کیا ہوگا۔

مغلانی۔ اے سرکار۔ آپ ایسا خیال نہ کرین۔ آپ خوب جانتے ہین کہ ابھی وہ انجان ہی ہین۔ بلکہ انھون نے دو تین بار جو مجکو بھیجا۔ یہ خود ایک غیر معمولی بات تھی۔ (شرماتی ہوئی) خدا جانے آپنے کیا جادو پھونک دیا۔ کہ وہ آپ سے باہر ہو گئین۔

ر۔ کہو تو مزاج کیسا ہے۔

مغلانی۔ الحمد للہ مزاج ہر طرح خیریت سے ہے۔

نصیر۔ پھر آج آنے کا کوئی سبب ہے۔

مغلانی۔ کیا عرض کرون لحاظ آتا ہے۔

نصیر۔ ایسی لحاظ کی کونسی بات ہے جب آئی ہو تو کہو نا۔

مغلانی۔ پرسون صاحبزادی نے خواب دیکھا کہ آپ وہان تشریف لائے۔ اور آپ کو صاحبزادی دیکھکر بھاگین۔ اور آپ جو لپکے سیڑھیون پر دوپٹہ پکڑ لیا۔ بس پھر کیا تھا۔ وہ چیخ ماری کہ آنکھ کھل گئی۔

نصیر۔ واللہ یہ عجیب بات ہے اُسی شب مین مین نے بھی خواب دیکھا کہ تم ساتھ ہو اُن کے اور وہ یہان آئی ہین۔ خدا جانے اور کیا دیکھا۔ لیکن صبح کی نماز کا وقت تھا آدمی نے جگا دیا۔

مغلانی۔ اے لو یہ تو عجب معاملہ ہے۔ اِدھر اُنھون نے آپ کو دیکھا۔ اور اُدھر آپ نے اُنکو دیکھا۔ خدا کی قسم

دونون طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی

نصیر۔ اخاہ۔ مغلانی تم کو شعر بھی یاد ہین۔

مغلانی (ایک ادا سے) ہان سرکار بچپن مین کریما۔ خالق باری آمد نامہ۔ نامقیما۔ یہ کتابین پڑہی تہین۔ زمانہ گذر گیا۔ کبھی کبھی کوئی کتاب یون ہی جب جی اُچاٹ ہوجاتا ہے تو دیکھ لیتی ہون۔

نصیر۔ کیا تم لکھ بھی سکتی ہو۔

مغلانی۔ ہان سرکار یونہی کچھ۔

نصیر۔ بھلا کچھ لکھکر تو دکھاؤ۔

مغلانی۔ (شرما کر) نہین سرکار۔ میری ہنسی ہوگی کیجیے مین کیا اور میرا لکھنا کیا۔

نصیر۔ تمھین قسم ہے شرماؤ گی [illegible] بہت ہوا تو تم املا غلط لکھو گی۔ اس کا کیا [illegible] ہمارا امتحان تو ہے نہین صرف مذاق ہے دل لگی۔

مغلانی۔ نہین صاحب شرم آتی ہے۔

نصیر۔ کیون یہ کیا بات ہے۔ ہم تمھین حکم دین اور تم تعمیل نہ کرو ہان صاحب تم تو صاحبزادی کی مغلانی ہو۔ ہمارے حکم کی کیون تعمیل کرو گی۔

مغلانی (گ... سے میرے اللہ بھلا میری مجال ہے کہ حکم کی تعمیل نہ کروں (اُٹھکر میز پر سے پنسل اور کاغذ لیا اور ادب سے پوچھا) کیا حکم ہوتا ہے۔

نصیر۔ جو تمھارے جی مین آئے لکھو۔

مغلانی۔ سرکار یہ تو مشکل ہے۔ لکھنے کو جی شرماتا ہے اور نہ لکھوں تو حکم عدولی کے الزام مین پھانسی جاتی ہون۔

دو گونہ رنج و عذاب است جانِ مجنون را

یہ ... انزی کا۔

نصیر۔ خوب ... تم کہا۔

مغلانی۔ آدلب بجالائی۔

نصیر۔ ہان۔ اب ... کیا ...

مغلانی بہت خوب کہکر بیٹھ ... اور کچھ دیر سوچکر عرض کیا کہ صاحب جو کچھ لکھون وہ ملاحظہ فر... ئے اگر غلطی ہو تو اصلاح سے عزت بخشی ہو۔

نصیر۔ ضرور ایسا ہی ہوگا۔

بی مغلانی نے لکھنا شروع کیا۔ عرضی کی نقل کھینچی۔

بعرض اقدس رسا باد — مہر مسافر

بعد از قدمبوسی و آداب عرض ہے کہ یہ باندی شب و روز درگاہ

حجیب و ادات مین دست بہ دوا ہے کہ سرکار کی شادی جلدی

سے ہو جاے اور باندی جوڑے اور انام پاے۔ خدا اس

باندی کے دل کی مراد کو جلد بر لاۓ۔

باندی مغلانی

اس قدر عبارت لکھ کر نصیر کے روبرو شرماتے ہوئے

پیش کی۔

نصیر۔ مغلانی تم نے خوب لکھا۔ البتہ دو تین جگہ املا غلط ہو گیا ہے

مگر پھر بھی بہت غنیمت ہے۔

مغلانی۔ شرمائی ہوئی اور ادا سے مین صدقے گئی اول ہی عرض

کر دیا تھا کہ باندی کو لکھنا نہین آتا۔ اب سرکار نے جس طرح

لکھوا لیا ہے اصلاح بھی دین تو یہ کاغذ میرے خاندان مین سند

کے طور پر رہیگا۔

نصیر۔ اچھا پنسل دو۔ بنا دیتا ہون۔ یہ کہکر پنسل لی اور بنایا۔ آلا۔ غلط۔ اعلیٰ۔ عین۔ لام۔ یا۔ یعنی علی کے طور پہ لکھنا جس طرح موسی لکھتے ہین اور موسیٰ پڑھتے ہین۔

مغلانی۔ واقعی سرکار۔ بہت بجا ارشاد ہے۔

نصیر۔ مجیب الدووات۔ یہ املا غلط ہے۔ یون لکھنا مجیب الدعوات

مغلانی۔ اسے ہے جھد نگوڑی کو ہوا کیا سیکڑون بار کہا۔ صاحبزادی نے بھی کئی بار اصلاح دی پھر آج کوری کی کوری رہگئی۔

نصیر۔ ہان ایسا ہوتا ہے۔ کیا تمھاری صاحبزادی بہت اچھا لکھتی ہین۔

مغلانی۔ سبحان اللہ سرکار چشم بد دور وہ لکھتی ہین کہ اچھے خاصے مولوی بھی نہ لکھ سکین۔

نصیر۔ الحمد للہ جی خوش ہوگیا۔ ہان تم نے دعا کو۔ دوا لکھ دیا۔

مغلانی۔ (دیکھکر) اوئی توبہ۔ آج مجھے ہوا کیا۔ سرکار یہ آپ کے رعب کا سبب تھا کہ جو کچھ یاد تھا وہ بھی بھول گئی۔

نصیر۔ انعام کو تم نے انام لکھا۔

مغلانی (دیکھکر) اے ہے۔ آج مجھ نگوڑی کو ہوا کیا۔ صرف چار سطروں

مین اتنی غلطیان۔

نصیر۔ ایسا ہوتا ہی ہے۔ تم کو مشق نہین ہے۔

مغلانی (عجیب کم نہین ہوگا) مشق نہ ہو تو کیا۔ کیا پیش پا روزمرہ کے

محاورے مین اِس قدر غلطی۔ بہ... نے تو چونڈا اپنا دھوپ مین

سفید کیا ہے جیسے۔

نصیر (مسکرا کر) اخاہ تمہا... ہی بھی کہتی ہو۔

مغلانی۔ سرکا بڈھی ... مین کیا نا مل ہے۔

نصیر۔ جب تم ... ہون تو پھر اور جو بڈھی ہون۔ اُن کو کیا

کہا جائے۔

مغلانی۔ (سر پھوڑا کر۔ مسکراتی ہوئی۔ او اسے ہم ہوئی سرکار۔ پھر کیا

آپ نے مجکو جوان سمجھا تھا۔

نصیر۔ اچھا تو بتلاؤ تمہاری کیا عمر ہوگی۔ تقریباً بیس برس کی۔

مغلانی۔ نہین سرکار۔ ستائیسوان سال ہے۔

نصیر۔ واہ ماشاءاللہ۔ تم ستائیس کی نہین معلوم ہوتین خیر ستائیس بھی کوئی عمر ہے۔ مین چھبیس مین ہون۔ مجھ سے دو سال تم بڑی ہو۔

مغلانی۔ مین آپ کی باندی۔ میری مجال ہے کہ مین آپ سے بڑی ہون آپ ہمارے بڑے ہمارے سرکا تاج۔

نصیر۔ اچھا تمھاری صاحبزادی کی کیا عمر ہوگی۔

مغلانی۔ سلامتی سے محرم کی اکیسوین کو بیس پورے ہوئے

نصیر۔ کوئی کہتا تھا کہ تیئس چوبیس

مغلانی۔ نہین۔ مین قربان جاؤن اب ... ے ہوئے۔ اللہ رکھے دونون کی جوڑی ہے۔ اب باندی ... تو حاضر ہوتی ہے۔

نصیر۔ جاؤ۔ مگر اپنی بیوی کی کوئی تحریر تو لاکر دکھاؤ۔

مغلانی۔ سرکار یہ بہت مشکل ہے۔ مین نے پہلے ہی ... کے بغیر کہے کوشش کی۔ مگر مجھ سے بہت بگڑ گئین۔ ...

مغلانی یہ لکھائی پڑھائی مین نہین پسند کرتی۔ بھید کھل جائیگا تو ... بھی مونڈا جائیگا اور مین نشانۂ ملامت ہونگی۔ ابا جان ... ...

خدا جانے کیا قیامت ہوگی۔ اول ہی وہ پہنچی نئی وضع کے
آدمی ہین۔

نصیر۔ تمھاری صاحبزادی بڑی محتاط ہین۔

مغلانی۔ ہان صاحب بڑی محتاط ہین۔ ماشاءاللہ چشم بد دور ایسی ہین
اِس کم سنی مین خدا نے وہ وہ جوہر دے لیے ہین کہ نظر لگ جاتی ہے
اتنے مین مسجد مین مغرب کی اذان ہوئی اللہ اکبر میان نصیر
اور مغلانی جل جلالہ۔ جل شانہ۔ کہکر اٹھے اور علیک سلیک کے
بعد برخاست ہوئی۔

## سپہر آرا اور مغلانی کی گفتگو

آج ہماری سپہر آرا خاتون۔ عفت کوش حمام سے فارغ
ہوکر بال سکھاتی ہوئی آئنے کے سامنے کھڑی ہے۔ اور
معمولی سادہ لباس زیب تن کر رہی ہے۔ اِس کے خدا داد حسن سے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب برجِ آتشین سے اپنی رات بھر کی کسلمندی
سے نجات پاکر مطلعِ فلک پر نکھر کر اپنی دلفریب روشنی کی

سنہری افشان صفحۂ عالم پر بکھیر رہا ہے۔ اس حُسنِ دلفریب پر ملاحت
حق نمک ادا کر رہی ہے۔ کان نمک سر سے پاؤن تک قدرت
کے سانچے مین ڈھلی ہوئی۔ نک سک سے درست۔ بے عیب
لیکن اگر کوئی کمی ہے تو یہی ہے کہ اِس عالم ناسوت مین برزخ
انسانی کا جامہ پہنکر عبودیت کی شان مین اپنے صانعِ حقیقی کو خود
بھی حقیقتاً مظہر ہے بھولی ہوئی ہے۔

زلف عنبر آگین عنبر افشان واللیل اذا یغشٰی کی تفسیر
ہے۔ ہر ادا ولیاللہ اور ہر انداز بوسر ناز۔ عشوہ اور غمزہ کی آپس مین
چشمک ہے۔ گرتیار آگین رسیلی آنکھ ساغرِ مست بیخودی ہے
جدھر پھر جاتی ہے گردش جامِ جم کا سمان نظر آنے لگتا ہے۔ اسکی
ہر چال دل کو پامال خرامِ ناز کرنے والی۔ اسکی گفتار لاکھ خموشی کا ایک
جواب۔ ان خوبیون اور صفات کے ساتھ نہایت پاکیزہ اور متین
رنگ کا لباس پہنکر آئینے مین اپنی خود آرائی کا جلوہ دیکھکر اور
اپنے حُسن سحر آفرین کی آپ ہی داد دیکر جھوم جھوم کر یہ کہہ
رہی ہے کہ ؎

یارِ من باکمالِ رعنائی

خود تماشا و خود تماشائی

اتنے مین کسی نے دبی آواز سے کہا۔

حُسنِ تو ہمیشہ در فزون باد

رویت ہمہ سال لالہ گون باد

سپہر آرا۔ (چونک کر) کون ہے۔

مغلانی۔ باندی نمک خوار قدیم

سپہر آرا۔ اخّاہ۔ مغلانی تم ہو۔

مغلانی نے نزدیک آکر سروقد بلائین لین۔ معوذتین پڑھ کر نظر بد کے لیے دم کین۔

سپہر آرا۔ (پیاری آواز سے) یہ نخرے ہمین پسند نہین۔

مغلانی۔ اُوئی بوئی نخرے کیسے۔

سپہر آرا۔ پھر کیا تھا۔ یہ پھونک پھانک۔

مغلانی۔ چشمِ بد دُور۔ اب کیا کہوں۔ میرے دل سے کوئی پوچھے یا (خواصین جو حاضر تھین انکی طرف اشارہ کرکے) ان سے پوچھ لیا جائے

ایسی با ادب سلیقہ شعار تعلیم یافتہ شاعرہ کوئی اور اُس کے مقابل کی نہین ہے۔ مزاج دان ایسی کہ ایاز قدر خود را بشناس۔ اسکا ماٹو ہے اور یہی وجہ ہے کہ برمحل بر موقع اگر گستاخانہ کچھ کہہ بھی جاتی ہے تو کرم کی نظرون مین اس کی گستاخی منظور نظر ہو جاتی ہے اُس نے ادب سے عرض کیا کہ قربان جاؤن باندی آج تو تعریف نہ کریگی البتہ خدا وہ دن دکھائے کہ نوشاہ بھی اسوقت موجود ہون اور یہی سمان نظرون کے سامنے ہو انشاءاللہ شہادت دونگی کہ آپ کیسی ہین اور کیا ہین۔

**سپہر آرا**۔ کیون شیطان کی خالہ تو بھی رنگ رلیان کرنے لگی۔

**نوبہار**۔ باندی باندی ہی ہے اور آپ میری سردار ہین۔ آپ ہی کے ہاتھون کی رنگی ہوئی ہون۔ میرا رنگ ایسا نہین کہ پھیکا پڑ جائے۔

**سپہر آرا**۔ سبحان اللہ اب تو علمیت بھی جتانے لگی۔

**نوبہار** (فرشی سلام کر کے) انھین جوتیون کی بدولت تعلیم بھی پائی اور آدمیون مین باندی کا شمار ہوا ورنہ من آنم کہ من دانم

مغلانی۔ (نوبہار کی طرف اشارہ کرکے) اِسوقت تو سرکار زیادہ اصرار نہ فرمائین اور نہ ہم کو جھٹلائین اور نہ منع فرمائین۔ جو ہمارے دل مین آے گا کہین گے۔

سپہر آرا۔ اے لو۔ سبحان اللہ۔ کیا تم گالیان بھی دوگی تو مین خاموش رہون۔

مغلانی۔ (توبہ کرکے) اوئی۔ توبہ توبہ یہ زبان اور گالی اور پھر کس کی شان مین جسکا نمک کھائی ہون جس نے نازون کی گودون ہم کو پالا ہے۔

سپہر آرا۔ خیر یہ سب درکنار۔ مگر یہ تو کہو کہ آج تم جو بناؤ چناؤ کرکے آئی ہو اسکی کیا وجہ۔ کہان جانیکا قصد ہے۔

مغلانی۔ باندیون کا بناؤ چناؤ ہی کیا بہت روز ہوے تھے کپڑے نہین بدلے تھے۔ اس لیے آج تبدیل لباس کرکے حاضر ہوگئی ہون اور اسی سے دیر بھی لگی۔

سپہر آرا۔ (تبسم کرکے) مین تاڑ گئی۔ اشارہ کرکے۔ وہان کا قصد ہوگا (یہ اشارہ میان نصیر کی طرف ہے)

**مغلانی** - اوئی صاحبزادی - اب تو بس بدگمانی کی انتہا ہو گئی -

**سپہر آرا** - بدگمانی کی کیا بات - آخر تم بھی جوان ہو - خوش شکل ہو اور بدنصیبی سے (آئین توبہ) خوش نصیبی سے اسی دن کے لیے بیوہ بھی ہو گئی ہو - پھر کیا ہے چین ہی چین ہے -

**مغلانی** - رونی صورت بناکر - واہ سرکار کیا قدر دانی فرمائی ہے صدقے جاؤں - میری قسمت میں یہ بھی بدا تھا کہ آپ اپنی جان نثار سے بھی بدگمان ہو جائیں - خیر آپ مالک ہیں - سرتاج ہیں -

**نوبہار** - (مغلانی سے) اوئی مغلانی تم آزردہ کیوں ہوتی ہو - اچھا بیوی اگر اس بات کو منظور فرمالیں تو بس اپنے والے کو ہمیں ہی مرحمت فرماویں -

**سپہر آرا** - کیوں - نگوڑی بہت بڑھ چلی - وہ میرے والے کیوں ہونے لگے - سنو خانم پارہ کا حال - اے ہاں ہیں تو بھول گئی - سب سے پہلے یہی منظور نظر ہوگی - سچ تو یہ ہے کہ مغلانی کو کون پوچھیگا - گھٹیلی گنوار کو -

**نوبہار** - لونڈی آداب عرض کرتی ہے -

سپہر آرا (مغلانی سے) کیون مغلانی دیکھا تم نے اس شریر چالباز کو۔ اس سلام کا مطلب بھی تم نے کچھ سمجھا۔

مغلانی۔ سرکار۔ باندی سمجھ گئی۔ مگر میرے ساتھ بدگمانی کیسی۔

سپہر آرا۔ بخدا تم آزردہ نہ ہو۔ مذاقاً کہا تھا۔

مغلانی (خوش ہوکر۔ بلائین لیکر) خدا کی قسم میرے تو ہوش اڑ گئے تھے۔

نوبہار۔ اجی ہوش اڑنے کی کونسی بات تھی۔

مغلانی۔ اوئی چھوکری تیرا کیا جاتا ہے۔ عجب نہین کہ جس طرح بیوی فرماتی ہین کچھ ہو بھی جائے۔

نوبہار۔ ہو جائے کیا معنی۔ جب بیوی اُنکی ہوگئین۔ اور وہ بیوی کے ہو گئے تو پھر ہمارے ہونے مین کیا تامل ہے۔

سپہر آرا۔ (مغلانی سے) دیکھا مغلانی تم نے۔ کس خوبی سے بات نباہی۔ خدا کی قسم یہ ایک ہی ہے فتنے کی جڑ ہے۔

نوبہار (آداب بجا لاکر) اللہ آپ کو سلامت رکھے۔

سپہر آرا۔ کہو تو مغلانی کیا کیفیت ہے۔

مغلانی - ایک کاغذ پیش کیا -

سپہر آرا (غور سے ایک بار پڑہا - کچھہ مسکرائی - پھر دوبارہ پڑہا اور قہقہا لگاکر) اُفوہ رے تیری عرضی اور تیری تحریر - (نو بہار کے ہاتھہ مین دیکر) یہ دیکھہ تو مغلانی کی تحریر - اور تمھارے والے کی اصلاح -

نو بہار - (دیکھکر - مغلانی سے) اجی مغلانی تمھین ہوا کیا - اتنی ہی تحریر مین اتنی غلطیان - خدا کی قسم تم کو چلو بھر پانی مین ڈوب مرنا چاہیے -

مغلانی - اُوئی - خدا نخواستہ کیون ڈوبنے لگی - بس زبان سنبھال - مین تجھہ سی عالمہ فاضلہ تو ہون ہی نہین -

نو بہار - بخدا کیا پیارا خط ہی - بوسہ دیکر - کیون بوی کیا پیارا خط ہے -

سپہر آرا - (ہنسکر) مغلانی لو اب تو میری بات صحیح ہوئی - دیکھو اس نے بوسہ خط کا لیا گویا اُنہین کا لیا -

مغلانی - بوی یون تو مین نے بھی کل کئی بار اُنکی بوسی کی خط لئے -

اس فقرے پر سپہر آرا اور نو بہار نے قہقہہ لگایا -

سپہر آرا - کیا کہا مغلانی تم نے پھر تو کہو - مغلانی نے ٹپاٹین پھر وہی کہا بوسے کے خط لئے -

نوبہار - ہنسکر - اُفوہ - پیٹ مین بل پڑے جارہے ہین خدا کی قسم ذرا سنبھل کر بات کرو - اجی کیا کہہ رہی ہو -

مغلانی - اوئی دونون نے مجھے دیوانہ بنا دیا - مین نے کیا کہا (پھر وہی کہا - بوسے کے خط لئے)

سپہر آرا ہنستے ہنستے لوٹ گئین -

مغلانی - یا خدایا یہ ہے کیا بات -

نوبہار - (پیٹ پکڑ کر) ہے ہے مغلانی قسم خدا کی - بس کرو اب نہ ہنساؤ -

مغلانی - آخر ہے کیا ماجرا -

نوبہار - اجی خط کے بوسے لئے کہو - بوسے کے خط کیا معنی -

مغلانی (سوچکر) اوئی لاحول ولاقوۃ - مجھ نگوڑی کو ہوا کیا - کل وہان لکھنے مین اتنی غلطیان کین اور آج بات کرنے کے بھی حواس نہ رہے -

سپہر آرا نے جو قہقہا لگایا۔ ان کی والدہ نے سُنا دالان ہی سے پکارا۔ اے ہے آج یہ ہنسی کیسی اور اس زور کی ہنسی۔ یہ کہتی ہوئی خود بھی تشریف لائیں۔

سپہر آرا۔ مودب ہو گئیں مغلانی اور چھوکریوں نے سلام کیا۔

بیگم صاحبہ نے پوچھا کہ ہنسی کس بات کی ہے۔ اب سپہر آرا اور مغلانی سٹ پٹائیں کہ کیا کہیں۔

سپہر آرا۔ (اپنی والدہ سے) اجی اماں جان میرے خط کا ذکر آیا تو مغلانی نے تعریف کی میں نے کہا کہ میرے خدا کی قسم جھوٹی تعریف کرتی ہو اس پر مغلانی نے کہا کہ جھوٹی تعریف کرنیوالی پہ خدا کی سنوار۔ بوسہ۔ خط لینے کے قابل ہے۔

بیگم صاحبہ۔ اوئی میں سمجھی نہیں یہ کیا کہہ گئی۔

سپہر آرا۔ اسی پر تو ہنسی ہوئی۔ یعنی خط بوسے لینے کے قابل ہے کہنے کی جگہ بوسہ۔ خط لینے کے قابل ہے کہہ گئیں اور ہماری ہنسی پر ان کو خیال نہ آیا۔ دُہرا کر پوچھا تو پھر وہی کہا۔

بیگمصاحبہ بھی اس فقرے پر بہت ہنسین - اور اپنے ساتھ
سپہر آرا کو خاصے پر لے گئین -

ہماری خاتون عفت مآب سپہر آرا جب کھانے سے فارغ
ہو کر اپنی جگہہ آکر بیٹھین تو (بی مغلانی) حاضر ہوئین اور نوبہار نے
خاصدان لا کر سامنے رکھا - اس مہروش نے گلوری کھائی -
اور بی مغلانی کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا -

سپہر آرا - اے ہے مغلانی - امی جان بھی کس وقت تشریف
لائین -

مغلانی - خدا کی قسم بیوی - میرے تو ہاتھ پاؤن پھول گئے تھے مگر
واری گئی آپ کے (بلائین لیکر) بات کس خوبی سے نباہی -

نوبہار - میرے تو جی مین آیا کہ کہدون بیگم صاحب آپ کے
داماد کا خط دیکھیے کسقدر پیارا ہے -

سپہر آرا - اے لو - ابتو رنگ لائی گلہری - ابھی سے وہ داماد
بھی ہو گئے - سوت نہ کپاس کوری سے لٹھم لٹھا -

مغلانی - نہین بیوی - مین تو نہ مانونگی - ان کے داماد ہونے مین

اب شبہہ ہی کیا رہا۔ خدا کرے جم جم وہ بیگم صاحبہ کے دامادہ اور آپ کے دولھا بنین۔

سپہر آرا ۔ کیون مغلانی ۔ تم اپنی حماقت سے باز نہین آتین۔

مغلانی ۔ حماقت کیسی ۔ انشا اللہ اُسوقت پوچھون گی کہ باندی کی حماقت کا اب صلہ کیا ملتا ہے۔

سپہر آرا ۔ خیر مین بھی اُسوقت دیکھ لونگی ۔ مگر یہ تو کہو کہ یہ عرضی تم نے کیون لکھی اور اُنھون نے اصلاح کیونکر دی۔

مغلانی (مسکرا کر بلائین لیکر) کیون بیوی۔ "اُنھون سنے" "جو آپنے" ارشاد فرمایا یہ "اُنھون نے" کے کیا معنی۔

نوبہار ۔ ہان بیوی ۔ بندی بھی مغلانی کے ساتھ اتفاق کرتی ہے

سپہر آرا (شرما کر) زبان نگوڑی کچھ ایسی ہے کہ ہزار چاہو کہ اپنے منشا کے موافق کام لین ۔ مگر یہ کمبخت بہک ہی جاتی ہے

مغلانی ۔ اللہ خوش رکھے بیوی ۔ اس جوڑے کو تو خدا نے ہی بنایا ہے ۔ مقدر کا جوڑا آپ کا یہی ہے ۔ انشا اللہ اب دن آتے ہین۔

نوبہار۔ خدا کرے جلد وہ دن آئین کہ ہم بھی بلائین لین۔
سپہر آرا۔ یہ نہین کہتی کہ دل کی آرزو پوری کرین ۔
نوبہار۔ بیشک ہمارے دل کی آرزو اس سے بڑھ کر کیا ہوگی
کہ قران السعدین ہو۔
سپہر آرا۔ بس بس دونون ملکر ہمین نہ بناؤ اس خط کا قصہ
تو سناؤ۔
مغلانی۔ ہان بیوی باتون باتون مین میری زبان سے خدا جانے
کوئی مصرع نکل گیا (کچھ سوچکر) حافظہ ایسا خراب ہے کہ اسوقت یاد ہی
نہین آتا۔ بس اُس مصرع پر سرکار نے پوچھا کہ مغلانی تمھین
کیا لکھنا پڑھنا آتا ہے۔ باندی نے صاف صاف عرض کیا کہ
بچپن مین کچھ لکھا پڑھا تھا۔ بس اتنا کہنا تھا ارشاد ہوا کہ کچھ لکھکر
دکھاؤ۔ لاکھ لاکھ عذر کیا مگر کسی طرح نہ مانے آخر کہہ دیا کہ تم اپنی
بیوی کی مغلانی ہو ہماری بات کیون سُننے لگین۔
نوبہار۔ اے ہے خدا کی قسم کیا طنز یہ فقرہ تھا۔
سپہر آرا۔ بڑے تیکھے معلوم ہوتے ہین۔

مغلانی - ہان بیوی - نازک مزاج بہت ہین -

سپہر آرا - پھر کیا ہوا -

مغلانی - آخر مجبور ہوکر مین نے چند سطرین لکھکر پیش کین -

نوبہار - واہ لکھا بھی تو کیا عرضی لکھی چار سطرون مین چھہ غلطیان -

سپہر آرا - نوبہار سے - چل نگوڑی موئی - آفرین ہے مغلانی پر

کہ پھر بھی اس قدر حواس قایم رہے -

نوبہار - واہ بیوی - حواس قایم رہنے کی ایک ہی کہی - کیا

کہین کی مہم تھی یا توپ کے گولے کا مقابلہ تھا - یا تلوار کی چمک

دمک دکھلائی دی تھی - یا تیرون کی برسات تھی - یا بندوقون کی

ژالہ باری آخر تھا کیا -

سپہر آرا - اب اپنی لیاقت جتلاتی ہے - ایسا ہی ہے تو پھر تو بھی

وہان جا اور کچھ لکھکر سامنے پیش کر -

نوبہار - آپ کا حکم ہو تو ابھی جاکر آتی ہون وہان جانا کیا کوئی ٹھٹھا

بات ہے - آخر ہمارے سرکار ہونے والے ہین کیا ہوا -

سپہر آرا - (ترچھی نظر سے دیکھکر) کیون رہی نوبہار کچھ شامت

آتی ہے۔

مغلانی۔ نہین ہوی خفگی کی کوئی بات نہین۔ معاف فرمائیے بندی تو ایسی خفگی و فگی سے رکنے والی نہین ہے۔ اب آپ جو چاہین سزا دین۔ بندی تو رکی ہے نہ رکیگی۔

سپہر آرا۔ اچھا تو ہمارا کیا گیا۔ کہ لے جو جی مین آئے ہین سبھی سمجھونگی کہ دیوانیان بکتی ہین۔

مغلانی اور نوبہار (آداب بجا لا کر) قربان اس آواز کے۔

نوبہار۔ کیون بی مغلانی۔ غلطیان کر کے تم جھینپی تو ضرور ہوگی۔

مغلانی۔ واللہ۔ عرق عرق ہوگئی۔ مجھے اسپر زیادہ ہنسی آئی۔ جب مین نے کہا کہ (مجھ کمبخت نگوڑی کو کیا ہوا آ گیا چونڈا دھوپ مین سفید کیا کہ ایسی غلطیان کین) اسپر تو سرکار ہنسے اور کہا کہ مغلانی تم بڈھی کیون کر" میری عمر دریافت فرمائی۔ اور خود ہی فرمایا کہ اکیس بائیس کی ہوگی۔

سپہر آرا۔ نوبہار سے کیون ری نوبہار کیا کہتی تھی مین اسوقت مین قسم کھاتی ہون کہ آج کا کہنا بی مغلانی کا خالی از علت نہین

مغلانی - اوی بیوی - پھر وہی بات کہی - مین تو اس صفائی سے عرض کرون اور آپ بدگمان ہو جائین -

سپہر آرا - بس بس معلوم ہو گیا -

مغلانی (نوبہار کی طرف دیکھکر) اے تو میرے سامنے کی چھوکری مجھی پر منہ آتی ہے -

نوبہار - چھوکری مین اپنی بیوی کی - سب بات اُٹھنے کی سند نہین -

مغلانی - ایسا ہی ہے تو بڑھی جاتی ہے (یہ کہکر اُٹھی سپہر آرا نے جھٹ سے دوپٹا پکڑ لیا - اتفاق سے دوپٹا سینے پر سے ہٹ گیا)

نوبہار - شوخ مزاج تو ہے ہی اُس نے جھٹ سے یہ شعر پڑھ دیا

اکیلے کا کہین دو سرکشون سے زور چلتا ہے
دوپٹا لاکھ سینے پر سنبھالو کب سنبھلتا ہے

سپہر آرا - آفرین - نوبہار کیا برجستہ شعر پڑھا -

نوبہار - آداب بجا لاتی ہے لونڈی -

مغلانی - مین اب رو دونگی - مجھے زیادہ نہ بناؤ -

سپہر آرا - لواب چھوکری بن گئین - بس بس کہو پھر آخر تمہاری

ھر کیون پوچھی گئی -

مغلانی - اوی ہیوی یہ بھی کوئی بات ہے - بس جی مین آگیا -

نوبہار - بس طبیعت ہی تو ہے -

سپہر آرا - سچ کہا تو نے نوبہار - شاباش سچ کہا -

نوبہار - اس قدر افزائی کا شکریہ

مغلانی - اچھا خیر جو چاہو کہہ لو - مین تو صاف دل پاکدامن ہون -

سپہر آرا - یہ پاکدامنی جتلانے کی ضرورت ہی کیا تھی - مارکے

پہلے دُہائی -

نوبہار - ہان بیوی سچ ہے -

مغلانی - خیر چلو چوری سہی - اگر چوری بھی کی تو اپنی ڈیوڑھی مین

نہ کسی غیر کے گھر -

سپہر آرا - شاباش - ع

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

سپہر آرا - واہ ری چوری کی چوری اور پھر سینہ زوری اسی کو کہتے ہین - خیر اچھا ہوا خدا مبارک کرے -

مغلانی - کیا ہوی - واللہ آپ کی باتون سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مجھ سے ضرور بدگمان ہوگئین - اگر ایسا ہے تو باندی آپ پر سے صدقے ہوتی ہے -

سپہر آرا - ہوش کی دوا کرو - مذاق اور بدگمانی کی بھی تمھین تمیز نہین -

نوبہار - بیوی ابھی تو بیس ہی برس کا سن ہے -

مغلانی - اچھا چھوکری یاد رکھ - ان سب [illegible] رہ اسی روز چکھاؤن گی جب میرا وقت آئیگا -

نوبہار - بندی بھی حاضر ہے [illegible]

سپہر آرا - ہان پھر کیا ہو

مغلانی - جی خیریت [illegible] نے لگی تو ارشاد ہوا کہ اپنی بیوی کا تو کوئی خط لا کر دکھاؤ -

سپہر آرا - آتا [illegible] تے کہ ہوش کی دوا کرو -

مغلانی - بھلا میری مجال ہے -

سپہر آرا - سبحان اللہ - بس اتنے ہی مین سر چڑھ گئے - اچھا خط لکھوایا - کیا دیوانی سمجھے تھے یا ہرجائی بلکہ مجھ سے یہ غلطی ہوئی کہ ایک دو بار مین نے آدمی بھیجا - خدا جانے کیا میرے مقدر کی بات تھی کہ آپے سے باہر ہو گئی -

مغلانی - اے ہے بیوی اتنی خفا کیون ہوتی ہو - اب کیا کوئی آپ کا خط وہان لیکر جائیگا - یا بے پر کے اڑ جائیگا -

سپہر آرا - ... ن نے ایسی بات کہی کیون -

نوبہار - نہین ... ڑے ہوشیار ہین انھین امتحان مقصود تھا -

سپہر آرا - آفرین - سچ ... یہی بات ہو گی - اتنے مین بلیان لڑتی ہوئی آکر مغلانی سے ...

مغلانی - زور سے چیخنے لگی -

نوبہار نے خاصدان کی تھالی ... تھی اُسے وہی مارا کھٹ سے ایک بلی کے لگی دو دُم دبا ... گی -

مغلانی - اے ہے خاک پڑے ... اوپر - روز ایسی ہی

دھینگا مشتی کرتا ہے۔ مجھے تو آج مار ہی ڈالا تھا۔

**سپہر آرا۔** لاحول ولا۔ ایسی زور سے چیخ ماری کہ مکان گونج اٹھا۔

اتنے میں بیگم صاحبہ ہانپتی کانپتی دوڑتی ہوئی آئیں۔ کیوں خدا خیر کرے۔ یہ چیخ کیسی اور کس نے چیخ ماری۔

**نوبہار۔** خیریت ہے بیگم صاحب بی مغلانی نے چیخ ماری تھی۔

**بیگم صاحبہ۔** اوی توبہ میں سپہر آرا کی چیخ سمجھی۔ دم ہی تو نکل گیا آخر موئی مغلانی کو ہوا کیا۔

**مغلانی۔** بیگم صاحب کیا عرض کروں بلاؤ موا اور وہ بلی دونوں فی لڑتے ہوئے ایسی ایک ٹکر لگائی کہ بس بدحواس ہو گئی۔

**بیگم صاحبہ۔** اس موے بلاؤ کا تو روز یہی رونا ہے کٹ مستا ہو گیا۔ اسے پکڑ کر یہاں سے کہیں اسیوقت بھجو اد و۔ یہ کہکر سپہر آرا کا محبت سے بوسہ لیا اور فرمایا کہ ایک بجتا ہے ذرا قیلولہ کر و اور واپس چلی گئیں۔

سپہر آرا مسہری پر لیٹ گئی۔

---

# پچھلی رات

اسوقت صبح کے چار بجے ہین مہتاب آسمان کی گشت لگا چکا ہے اور بہت خبر داری سے رات بھر پہرہ دیکر اب اپنا دورہ ختم کرنے کو ہے - سیارون کی فوج کو رخصت کا پروانہ مل چکا ہے جسکی وجہ سے یکے بعد دیگرے چلے جا رہے ہین اور اُنکے خیمون کے چراغ جھلملا رہے ہین - عنقریب یہ بھی گل ہو جاینگے مہتاب کی چمکدار شعاعین جو تمام شب درختون کی چوٹیون اور قلہ کوہ اور رخسار مہوشان سے ہم صحبت رہی ہین وہ بھی اب خدا حافظ کہنے کو ہین نسیم سحر جو تمام شب اپنے خلوت کدہ مین مست خواب رہی کسی کی پیاری ادا نے اُسکو بھی جگا دیا ہے اب اُسکے ہلکے ہلکے خوشگوار جھونکے نکہت گل کو عالم مین پھیلا رہے ہین اُسکی شوخیان ایک طرف بن کھلے غنچون کو گدگدا کر ہنسانے مین مصروف ہین اور ادائین دوسری طرف کسی مہ پارہ کو زلفین ہلا ہلا کر جگا رہی ہین - کسی کہنے والے نے مسجد کے میناری سے

اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم کا دلفریب نعرہ لگا کر تمام عالم کو چونکا دیا۔ اور شوالون سے ناقوس کی آوازین بلند ہوکر تابان سیم تن ادھر برہمنان سامری فن کے کانون مین گونجنے لگین۔ دیکھو ہر متنفس اپنے اپنے بستر پر کروٹین بدل کر آنکھین کھول رہا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ جو خداے پاک کے سچے عاشق فدائی دلدادہ والہ وشیدا ہین۔ وہ مہتاب کے ساتھ شب زندہ دار رہکر پہرا دیتے رہے اب نماز مین مشغول ہین اُن آنکھون کو نیند سے کیا نسبت البتہ جو متوسط درجے کے لوگ ہین وہ اپنے معبود حقیقی کے پیارے نام کے سنتے ہی بیتاب ہوکر اُٹھ بیٹھے ہین۔ کوئی فارغ ہوکر نماز کا قصد کر رہا ہے۔ اور کوئی اشنان سندھیا کی فکر مین ہے اس عرصے مین اور ایسے مبارک اور سہانے وقت ہمارے ناول کے ہیرو نواب ذیشان کو ایک متوحش خواب نے جگا دیا کچھ دیر تک اُنکا قلب اس خواب سے جسکی تعبیر ابھی کسی نے نہین دی۔ متاثر رہا۔ بعد ازان اُنھون نے وضو کرکے صبح کی نماز ادا کی اور باہر مردانے مین آکر خانسامان کو حکم دیا کہ جلد قلندر صاحب

اور ظریف الدولہ بہادر کو بلاؤ اور یہ کہلا بھیجو کہ اگر تکلیف نہ ہو تو
آج ہمارے ساتھ شکار کو چلیں۔ اِدھر خانسامان کو حکم دیا۔ اور آپ
چھوٹی حاضری پر گئے اتنے ہیں آفتاب عالمتاب برج اسد سے
بشانِ جبروتی ہمائے بلند پرواز ہیں کر برآمد ہوا اور اُدھر قلندر
اور ظریف الدولہ بہادر بھی آموجود ہوئے۔

اے وقتِ تو خوش کہ وقتِ ما خوش کردی

نواب کو اطلاع ہوئی کہ ہر دو رفیقِ با توفیق حاضر ہیں نواب نے
کہا کہ تبدیلِ لباس کر رہا ہوں ابھی آتا ہوں۔

**ظریف**۔ (قلندر سے) کیوں میاں کبوتر کہو تو کیا ارادہ ہے۔

**قلندر**۔ اچھا ہم کبوتر تو تم کبوتری۔

**ظریف**۔ کبوتری کیا معنی شاہین ہیں ما بدولت اتنے ہیں نواب برآمد
ہوئے۔ قلندر اور ظریف نے ادب سے سلام کر کے دعائیں دیں۔

**نواب**۔ (قلندر اور ظریف سے) میں نے تکلیف تو دی آپ
صاحبوں کو مگر کیا کہوں شب کچھ ایسی بیقراری سے گزری۔

**ظریف**۔ کیوں میاں خیریت۔

نواب۔ خواب کچھ ایسا متوحش دیکھا کہ الٰہی توبہ۔

قلندر۔ اَللّٰھُمَّ خَیْرٌ لَّنَا وَشَرٌّ لِّاَعْدَائِنَا فرمایئے توکیا ہے۔

نواب۔ والدمرحوم کو پھر انتقال کرتے ہوے دیکھا۔

قلندر اور ظریف۔ سبحان اللہ خوشی۔ خوشی۔ خوشی۔

نواب۔ بخدا سچ کہیے۔

قلندر۔ واللہ اسکی تعبیر دیکھ لیجیے۔ امام سکاکی نے لکھا ہے کہ مرے ہوئے کو پھر مرتے ہوئے دیکھے تو گھر مین کسی کی شادی ضرور ہوگی۔

ظریف۔ بیشک۔ شادی۔ شادی۔ میان نصیر کی شادی۔

نواب۔ الحمد للہ اب تسکین ہوئی۔ ورنہ ہوش اُڑ گئے تھے

قلندر۔ نہین پریشان ہونیکی بات نہین سب خیریت ہے انشاء اللہ۔

ظریف۔ میان ایک بات کہون اگر قبول فرمایئے۔

نواب۔ ہان ہان فرمایئے۔

ظریف۔ میان خواب تو خوشی کا ہے بفضلہ پھر کیون ایسی خوشی کے خواب کے بعد شکار کا تہیّہ جانورون کی جان لینا۔ واللہ آج تو

بن مین تیر اُڑے جیسے سفید بگلے کے پر اور ڈومنیاں (غوغائیاں) آکر مبارکباد گائین۔

**قلندر**۔ تیرے دیرے کی تو ہم نہین کہتے۔ مگر ہان آج کا تہنیہ شکار ہتو ہی رہے اور مبارکبادشین تو ٹھیک ہے۔

**نواب**۔ اچھا یون ہی سہی۔ مگر شام کا وقت اچھا ہوگا اور احباب بھی جمع ہو جائینگے۔

**ظریف**۔ سہ ہم نے مانا مستظہر۔

**نواب**۔ اچھا تو تبدیل لباس کرکے آتا ہون۔ اندر گئے اور دوبارہ معمولی لباس پہنکر برآمد ہوئے اور سب اپنی اپنی جگہ بیٹھہ گئے نواب نے حکم دیا کہ ظریف اور قلندر کے لیے چاے لائی جاے۔

آپس مین چہ میگوئیان شروع ہوئین۔

**نواب**۔ واہ نانا۔ آج تو آپ نے کام کیا۔ جو شکار سے روکا۔

**ظریف** (موچھون پر تاؤ دیکر) میان تمام عمر امرا کے دربار مین گذری ہے۔ آئین دربار سے جو ہم واقف ہونگے بھلا یہ قلندر بیچارہ کیا جانے۔

**قلندر** - بس بس دیکھہ لی صورت اپنے منہ میان مٹھو بنو۔

**ظریف** - واہ میان مٹھو چہ معنی - اجی ہم شاہین ہین شاہین۔

**قلندر** - (نواب سے) میان سُنا آپ نے یہ بڈھا کہتا ہے

کہ خود تو شاہین ہین اور بندہ کبوتر۔

**نواب** - آپ نے کیا جواب دیا۔

**قلندر** - بندے نے کہا تم کبوتری بن جاؤ ۔

**نواب** - (ہنسکر) یہ تو خاصی پھبتی ہوئی ۔

**ظریف** - (نواب سے) اجی میان یہ قلندر وحشی آدمی ہے

اسکی کیا سنتے ہو - اِسوقت تو پھیریون سننے کو جی چاہتا ہے ۔

**نواب** - ہے تو ٹھیک مگر اور احباب نہین ہین ۔

**ظریف** - اسی لیے تو بندہ خاموش ہے ۔

اتنے مین نواب کے محل مین سے دکھلاڑو؛ خاصدان مین

پان لیکر آئی اور نہایت بانکپن سے ۔

**قلندر** - (کھلاڑو کو دیکھکر) اسے تیری چال کے صدقے۔

**کھلاڑو** - کیون بڈھاؤ آ گئے اپنی اصلیت پر

قلندر - ہائین بڑ ہاؤ کی ایک ہی کہی - ساٹھے سو پاٹھے مشہور ہے -
کھلاڑو - منہ دھو آؤ مرکی ناسے ہین -
ظریف - تف ہے - لَاحَولَ وَلَاقُوَّۃ - کیا غلیظ روح ہے
اس عورت کی -
قلندر - جیسے آپ کی صورت -
ظریف - آئین پھر وہی بے تک ہانک لگائی -
کھلاڑو - دیکھو بڑ ہاؤ مین سرکار کے خوف سے چپ ہون ورنہ
تمکو مع کرسی زمین پر دے مارتی

نواب نے کھلاڑو کو اشارہ کیا کہ ظریف کی کرسی کو پکڑ کر
ہلا دے بس پھر کیا تھا اُس نے لپک کر ظریف کی کرسی کو پشت
کی طرف جھکا دیا -
ظریف - دُہائی میان کی دُہائی - بخدا میری بسر کی خرابی ہے آج
یہ فقرہ ابھی ختم نہین ہوا تھا کہ کرسی کے پائے پھسلے اور کرسی
ہاتھ سے چھوٹ کر دھم سے زمین پر گری - جل جلالہٗ
نواب اور قلندر نے پھرتی سے ظریف کو اُٹھا لیا - مگر گیا

ہوتا ہے سر پر چوٹ آہی گئی -

کھلاڑو بیچاری کھسیانی ہو گئی - اور کچھ خوف زدہ بھی ہوئی کہ نواب کیا کہیں گے - الغرض آہستہ سے کھسک گئی -

**ظریف** - دامن جھٹک کر اور سنبھل کر چار طرف دیکھتے ہوئے کہاں گئی مردار - واللہ اگر سامنے ہوتی تو رو ہی کر دیتا -

**قلندر** - (پیٹھ ٹھوک کر) آفرین ہے میاں بڈھے کیا کہنا - گرے تو گرے مگر ناک اونچی ہی رہی -

**ظریف** - اسفہ ناک کی ایک ہی کہی - اجی یوں کہو -

دنیا میں تا سر بلند رہے ہم جہاں رہے

نواب نے کھلاڑو پر مصنوعی غصّے کا اظہار کیا

**ظریف** - اے میاں - صرف اتنے غصّے سے کیا ہوتا ہے میرے حوالے کرو مردار کو -

**قلندر** - کیا کرو گے -

**ظریف** - بس دیکھ لوگا مزہ ہی مزہ ہے مگر آج سویرے ہی سویرے شگون اچھا نہیں ہوا - آتے آتے کمبخت کسی برہمن کی

کالی سواری جارہی تھی۔

**قلندر**۔ یہ کالی سواری کیا ہے۔

**نواب**۔ جنازے کو کہہ رہے ہیں۔

**قلندر**۔ کیوں جنازہ کہنا کیا برا ہے۔

**ظریف**۔ لاحول ولا قوہ۔ عجب بےتکے آدمی ہو۔

**قلندر**۔ کیا تم مروگے نہیں۔

**ظریف**۔ ٹوٹوتم۔ ہمارے دشمن ٹوٹیں۔

**قلندر**۔ یہ کیا واہی تباہی بک رہا ہے۔

**نواب**۔ ٹوٹنا بمعنی (مرون)

قلندر نے قہقہہ لگایا۔

**ظریف**۔ بس اس کالی سواری کے ملتے ہی یقین ہوگیا کہ آج ہمارے سر کی خیر نہیں۔

نواب اور قلندر اس فقرے پر ہنس پڑے۔

**نواب**۔ کیا نانا۔ آپ اس سواری کے ساتھ گئے تھے۔

**ظریف**۔ اجی میاں خدانخواستہ۔ جائیں میرے دشمن بندہ تو

اسپنے اباکے کاسے گھر تک فاتحہ کے لیے بھی نہین جاتا۔ بھلا اُس کمبخت برہمن کی سواری کے ساتھ کیون جانے لگا تھا۔

**نواب**۔ خیر سواری کسی کی بھی ہو دو چار قدم اگر جاتے تو ثواب ہوتا۔

**ظریف**۔ اجی میان باز آئے ایسی نیکی اور ثواب سے مگر میان کمبختون مین کیا بُری عادت ہوتی ہے۔ لاوارث مردے کی طرح ایسا لیکر بھاگتے ہین جیسے کوئی کچھ چُراکر بھاگ رہا ہو۔

قلندر نے اس زور سے وہ آیا مُردہ کہا کہ ظریف الدولہ بہادر بے اختیار اُچھل پڑے قریب تھا کہ کرسی پر سے گر جائین مگر سنبھل گئے اور کہنے لگے ہت تیرے بڈھے قلندر کی ماری ڈالا تھا ظالم نے۔

نواب اور قلندر بہت ہنسے۔

اتنے مین خانسامان نے ایک کارڈ لا کر دیا۔ یہ کارڈ مسٹر رابرٹ کا تھا۔

**نواب**۔ (خانسامان سے) بُلا لو۔ بُلا لو۔

مسٹر رابرٹ بڑا سے گئی ۔ نواب نے بہت ہی تپاک سے
استقبال اُن کے ملاقات کی اور ڈرائنگ روم میں لے گئے مسٹر
رابرٹ نے خیر و عافیت کے بعد سب سے پہلے ظریف الدولہ کو پوچھا کہ (ڈیڈھا)
کہاں ہے ۔

نواب نے اشارے سے بتلایا کہ یہ دیکھیے آپ کی بائیں
طرف بیٹھے ہیں ۔

رابرٹ نے جیسے ہی دیکھا دوڑ کر ظریف الدولہ کو گود میں
اُٹھا لیا اور چکر لگانا شروع کیا ۔

**ظریف** ۔ دُہائی ۔ دُہائی دیکھو میاں اس انگریز کو مار ہی ڈالوں گا ۔

**رابرٹ** ۔ وون پنچھی

**ظریف** ۔ قسم ہے عیسیٰ موسیٰ کی

**رابرٹ** ۔ آئیں ہمارے دو پیغمبر کیسے ۔ اب تو زمین پر دے مارتا
ہوں ۔

**ظریف** ۔ میاں دُہائی دُہائی بچاؤ ۔ اُدھر وہ چیخ رہے ہیں اور ادھر
نواب اور قلندر کے ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ گئے

جا رہے ہیں۔

رابرٹ نے آہستہ سے کھینچ جب ظریف [illegible] بھی نہ مانے تو کھینچ کر اس
ڈھب سے چھوڑا کہ سر زمین سے ٹکرایا گو غنیمت ہے کہ
چوٹ نہیں آئی۔

ظریف سنبھل کر اٹھے اور غور سے دیکھا تو مسٹر رابرٹ
تھے فوراً گلے ملے۔ کہا کہ بھئی (رابرٹ صاحب) تم ہو۔

قلندر۔ بھئی کیا تم سمجھے تھے کوئی اور

ظریف۔ (قلندر کو گھور کر) کیوں تمہاری شامت تو نہیں بھونک
دونگا۔

رابرٹ۔ او ہو ہا۔ خفا ہو۔ اس قدر تیز ہے مزاج کا ہمارا شیر
یہ کہکر پیٹھ زور سے ٹھونکی۔

ظریف۔ ارے رے رے۔ یہ شاباشی دیتا ہے کہ دشمنوں کا
کچومر نکالتا ہے۔

نواب۔ اے نانا۔ آپ نے کیا مسٹر رابرٹ کو پہلے پہچانا
نہیں تھا۔

ظریف - اجی میان دیکھنے کا مجھے موقع ہی کب ملا - آتے ہی یار نے لپک کر گود مین اٹھا لیا اور چکر لگانا شروع کیا -

نواب - آپ اتنا بھی نہ سمجھے کہ غیر شخص اس قدر بے تکلف کسطرح ہوتا -

ظریف - اب مین کیا جانون جب ہی تو مین نے پکارا کہ او انگریز تجھے عیسیٰ موسیٰ کی قسم ہے -

نواب - یہ دو نام کیسے -

ظریف - تکیہ کلام ہے -

قلندر - تکیہ کلام کی ایک ہی کہی - کچھ سمجھے بھی کہ تکیہ کلام کس کو کہتے ہین -

ظریف - ارے میان اب رہنے بھی دو ہم سے دون کی نہ لو -

رابرٹ اور نواب دونون بیٹھ گئے رابرٹ نے ظریف الدولہ کی بہت ہی تعریف کی اور ظریف کیطرف مخاطب ہو کر کہا -

You are full of life

ظریف - (نواب سے) یہان یہ انگریزی مین کیا کہا انھون نے

رابرٹ - بیوقوف کہا تم کو۔

ظریف - ہان مین جب ہی سمجھ گیا تھا اس لیے کہ فل کا لفظ کہا تھا اور (فول) سے کہتے ہین۔ انگریزی مین بے وقوف کو۔

رابرٹ اور نواب نے بہت ہی زور سے قہقہا لگایا۔

نواب - نہین نانا۔ اس فقرے کے یہ معنی نہین ہین بلکہ اس کے یہ معنی ہین کہ تم بڑے زندہ دل ہو۔

ظریف - یہان یہ (فُل) کا لفظ کیون آیا۔

نواب - اے سے ہے بے وقوف کو انگریزی مین (فول) کہتے ہین (فُل) کے معنی بھرے ہوئے۔

قلندر - کیون بچا کیا ندامت ہوئی۔ چینی بھر پانی مین ڈوب مرنے کا مقام ہے۔

ظریف - بس منحوس باتین نہ کرو۔ یہ کہہ کر رابرٹ کی طرف مخاطب ہوئے اور کہا رابرٹ صاحب! قیامت کی باتین نہ کرو اب دس بجا چاہتے ہین۔ چاشت کا وقت گیارہ بجے کا ہے۔

کہین ایسا نہو کہ تم باتون مین شام کردو۔ اور یہان ہم الجوع الجوع پکارین۔

راہرسٹ۔ (ہنسکر) نہین نہین بڑے میان ڈرو نہین۔ مجھے بھی جلد جانا ہے۔ تھوڑی دیر کے لیے آیا ہون۔ مگر مجھے اس وقت آپ کی اس سمجھ پر لفظ (فل) اور (فول) سے ایک جرمن والے کی نقل یاد آئی کہ ایک جرمن والے نے اپنے کسی یوروپین دوست کو خط لکھا اور اس خط مین اسکو اس فقرے کے لکھنے کی ضرورت تھی کہ (خدا محفوظ رکھے) اس نے انگریزی ڈکشنری مین دیکھا کہ محفوظ کو لغت والے نے کیا لکھا ہے۔ لغت مین لفظ Preserve نکلا جسکے معنی مربہ اور اچار کے بھی ہین اس نے موقع محل کچھہ نہ دیکھا اپنے خط مین لکھہ دیا سلہ صوگ ... preserve وہی حال آپ کا ہے۔ فل اور فول کی معنی ایک کردیئے۔

ظریف۔ واہ اچھا تم نے ہم کو بے وقوف بنایا خیر باتین تو کر لیجئے۔

نواب اور محافظین نے مسٹر رابرٹ کے اس ظرافت آمیز فقرہ پر قہقہہ لگایا۔

نواب نے رابرٹ سے متوجہ ہو کر کہا کہ خیر یہ تو کہیے کہ آپ کہاں سے آ رہے ہین۔

رابرٹ۔ مین آج صبح مکان سے نکلا۔ میم صاحبہ کی خواہش ہے کہ ہز ہائینس کی باقاعدہ فوج کا بینڈ شادی کی تقریب مین رہے تو مناسب ہے اس لیے مین اپنے ایک دوست کے پاس گیا تھا کہ میجر ماہر الدولہ سے اجازت حاصل کر کے بینڈ منگانے کا بندوبست کرین۔

نواب۔ میجر ماہر الدولہ سے آپ کو تعارف نہین ہے۔

رابرٹ۔ افسوس ہے کہ اُن سے مجھے تعارف نہین ہے۔

نواب۔ بہت ہی خلیق اور خوبیون کے افسر ہین۔

رابرٹ۔ بیشک مین نے بھی اُن کی تعریف سُنی ہے کیا آپ کی اور اُن کی دوستی ہے۔

نواب۔ تعارف تو ضرور ہے مگر زیادہ ملاقات نہین میرے

ایک دوست ہین وہ بھی فوج ہی کے ملازم ہین۔ اُن سے مین اکثر اُن کی تعریف سنتا ہون۔ چنانچہ اُن کی کارگزاری جو فلڈ کے زمانے مین ہوئی اُسکے متعلق حضور بندگانعالی نے اطمینان اور اظہار خوشنودی فرمایا۔

**رابرٹ** ہان مین نے اُن کی وہ مطبوعہ رپورٹ دیکھی ہے جو حال مین شایع ہوئی ہے۔

**نواب**۔ نہایت عمدہ رپورٹ لکھی گئی ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر کام ہوا نہایت عمدگی اور شایستگی اور دلچسپی کے ساتھ ہوا۔

**رابرٹ**۔ افسوس ہے کہ حیدرآباد کا ایک بڑا حصہ اس فلڈ کی بدولت دریا برد ہوگیا۔ اور جانون کا نقصان اس کے علاوہ۔

**نواب**۔ یہ افسوس کوئی فوری بھولنے کی بات نہین ہے بہت دنون تک خلایق کے قلوب اس صدمے کے زخم سے متاثر رہینگے

**رابرٹ**۔ کسقدر نعشین برآمد ہوئین اسکا صحیح اندازہ کچھ معلوم ہے

**نواب**۔ صحیح اندازہ مین اسوقت آپکو نہین تبلا سکتا۔ لیکن تخمیناً

ڈیڑھ ہزار لغشیں برآمد ہوئیں۔ دس روز میں فوج کے ذریعے سے
انسانوں کی جو نعشیں برآمد ہوئیں۔ اُن کی تعداد تین سو پینسٹھ اور
جانوروں کی تعداد پانسو تیس۔ اس کے علاوہ ہے۔

**رابرٹ** ۔ فوج باقاعدہ سرکار عالی کی شایستگی کی ہر جگہ تعریف سنی جاتی ہے

**نواب** ۔ یہ حضور اقدس و اعلیٰ کے انتخاب کا نتیجہ ہے کہ سر
افسر الملک جیسے ایک موزوں اور اہل افسر کے زیر کمانڈ فوج کو
دیکر عزت افزائی فرمائی۔ اور لایق لایق عہدہ داران کے
دست و بازو بنائے گئے جن سے انکو کافی مدد ملتی ہے اور وہ
اپنے مفوضہ کام کو عمدگی سے انجام دیتے ہیں۔

**رابرٹ** ۔ بیشک۔ کرنل سر افسر۔ اس خدمت کے لیے
نہایت موزوں ہے۔

**نواب** ۔ حضور عالی کا یہ عہد ایسا مبارک ہے کہ دکن کی تاریخی
صفحوں میں ہمیشہ کے لیے چمکتے ہوئے حروف میں یادگار رہیگا
صرف اس فوج ہی کے لیے حضرت نے کرنل افسر الملک جیسے
عہدہ دار کا انتخاب نہیں فرمایا بلکہ اب بمشکل کوئی یہ کہہ سکیگا کہ کسی

ڈپارٹمنٹ کا افسرِ اعلیٰ اس ڈپارٹمنٹ کے لیے اہل نہین ہے گو
اس مین شک نہین کہ آصفجاہ مرحوم نے اس سلطنت کی داغ
بیل ڈالی۔ لیکن قصرِ سلطنت کی بنیاد اس فتحیاب بادشاہ کی بدولت
قایم ہوئی۔

دکن کی تاریخ جو کوئی چاہے اُٹھا کر دیکھے کہ اسی گل سرسبد
خاندان آصفجاہی کی بدولت شمیم اقبال بوے مشک کی طرح ہر طرف
پھیل رہی ہے خزانون کے خریطے اسی بادشاہ کے تدابیر کامی کی
بدولت آج کے روز بھرپور نظر آتے ہین ورنہ کوئی زمانہ ایسا نہین
گزرا کہ ساہوکار اور بینک کی منت کے بار سے ریاست نے
سبکدوشی حاصل کی ہو۔ بالاخر گذشتہ چند سال کے قبل بہت
بڑی رقم قرض لینی پڑی۔ مالگزاری کے عمدہ زرخیز اور انمول اصول
کی اشاعت اور پابندی اسی مبارک زمانے مین ہوئی۔ اور ابھی بہت
سی باتین اصلاح پذیر ہین۔

اب حیدرآباد کے کسی حصے مین بھی آپ جا کر دیکھیے تو
چارون طرف سرسبزی نظر آئے گی بہت کم ایسی زمین نظر آئیگی جو مزروع نہو

فینانس کا محکمہ اسی حکمران کے زمانے میں قایم ہوا اور رفتہ رفتہ
جس کامیابی کے مرتبے پر پہنچا ہے اس کی نسبت زیادہ کہنے کی
ضرورت نہیں ۔

عدالت کے محکموں میں جو ترقی ہوئی اور عام رعایا دوست
دشمن دونوں نے مبارک اور کامیابی کے شگون پائے اور پاتے
جاتے ہیں اسی عدل پرور بادشاہ کا طفیل ہے ۔

صیغۂ کوتوالی کا انتظام حضرت ہی کے حسن تدبیر کی بدولت
روز روشن کی طرح چمک اٹھا جہاں بلدے کے گلی کوچوں میں
اچکے اٹھائی گیرے دن دہاڑے صدہا پگڑیاں غائب کرتے تھے
اور پولیس کے رعب و داب کو شربت کی طرح پی جاتے تھے
آج کے روز وہی ریاست ہے کہ آبادی ہو یا غیر آبادی بلدہ ہو
یا مفصلات جہاں جی چاہے آزما کر دیکھ لیجیے کہ سونا اچھالتے
ہوے چلے جایئے اور چلے آیئے ۔ بھلا مجال کیا ہے کہ کوئی
نظر اٹھا کر دیکھے ۔

رابرٹ ۔ اکبر الملک کوتوال بھی اس خدمت کے لیے نہایت

اہل تھا۔

**نواب** - ہاں بیشک مگر انتخاب کرنے والے کی زیادہ تعریف ہے کہ اُس کی آنکھ نے کیسے رتن پرکھے۔ اور ہر ایک ڈپارٹمنٹ کے تاج کی زینت کے لیے ٹانک دیے۔

فوج باقاعدہ کا تو مین نے اوپر ذکر ہی کر دیا کہ اس کا علم کس کامیابی کی ہوا میں لہرا رہا ہے۔

نظم کے حسن انتظام کا جھنڈا انہیں کی فتح کا نشان کھولے ہوئے ہے۔

جمعیت نظام محبوب پر ایک زمانے کی آنکھ پڑی ہے تیسرا اور صفائی یہ دونوں توام بھائی ہیں۔

اب حیدرآباد تمام متعدی امراض سے بالکل پاک وصاف ہے گزشتہ زمانے میں کسی نہ کسی متعدی مرض کی بدولت ہزار ہا نفوس لقمۂ اجل ہوتے تھے۔

دوا خانوں کی تعداد جیسی اس زمانے میں ترقی پذیر ہوئی ہے دکن کی سلطنت نے خواب میں بھی نہ دیکھی ہوگی۔

تعلیم کے آفتاب کو جو شرف اب حاصل ہے شاید ہی کبھی گزشتہ زمانے مین اُس نے اپنے اوج موج کا نو روز منایا ہو

رابرٹ۔ تعلیم کا محکمہ ابھی اصلاح طلب ہے۔

نواب۔ یہ کون کہتا ہے۔ لیکن اس وقت مین جو کچھ آپ سے کہتا ہون گزشتہ زمانے کا مقابلہ کر کے دکھا رہا ہون۔

پرویٹ سکریٹری کا دفتر صرف مدار المہام کا دفتر سمجھا جاتا تھا مگر صیغہ پولٹیکل جو اُس مین شریک کر دیا گیا۔ اُس نے سونے پر سہاگے کا کام کیا۔ اور فریدون جنگ کا وجود اس دفتر کے چہرے کا غاز [illegible] الغرض مین آپ سے حضور عالی کے عہد مبارک کے برکا [illegible] مین انتظام کے کارنامے اگر تفصیل سے بیان کرون تو شا [illegible] دو روز مین بھی ختم نہ ہونگے۔

رابرٹ [illegible] اس مین شک نہین کہ ہز ہائینس کا زمانہ دکن کی تاریخ مین ہمیشہ [illegible] رہے گا اور اُن کی فطرت مین خدا نے جو جو خوبیان ودیعت [illegible] اُنہین کے لئے مخصوص ہین ایسا مدبر اور دور اندیش اور جفاکش [illegible] یون مین پیدا نہ ہوگا اور اسکا اعتراف سب کو ہے

نواب - اس مین کوئی شک نہین خدا تعالی آنکو دیرگاہ سلامت رکھے مین نے آپ کا بہت وقت لیا۔ لیکن فرمائیے تو کیا آپ کو مجھسے کچھ کہنا ہے۔

رابرٹ - ہان بیشک مجھے کہنا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ مین جس بات کا ذکر کرنا چاہتا ہون وہ ضرور آپ کے مخالف طبع ہوگی۔

نواب - ایسی کونسی بات ہے۔

رابرٹ - آپ کے فرزند میان نصیر میرے بھتیجے کی شادی کی تقریب مین جو پرزنٹ دینا چاہتے ہین مین اُس کے قبول کرنے سے معافی چاہتا ہون - آپ کو خوب معلوم ہے کہ وہ لڑکا فوج مین ملازم ہے بغیر برٹش گورنمنٹ کی اجازت کے وہ لے نہین سکتا۔

نواب - مجھے بھی خیال تھا کہ آپ ضرور عذر کرینگے - مگر مجھے حیرت ہوتی ہے کہ یہ کیا طریقہ رکھا گیا ہے کہ آپ کی قوم کے جسقدر یورپین افسر خواہ وہ ہماری سلطنت کے ملازم کیون نہ ہون پرزنٹ دے سکتے ہین اور ہم مجبور - چونکہ یہ ایک پولیٹکل معاملہ ہے - اس لیے

مین آزادانہ طور پر کوئی راے نہین دے سکتا۔ لیکن اتنا ضرور کہونگا
کہ آئین عدل کی میزان مین اس کا پلہ سبک ہی رہا۔ امرا اور جاگیردار
کیا ان سے بھی گئے گزرے ہین۔

رابرٹ۔ بیشک مجھے بھی اتفاق ہے۔ مگر گورنمنٹ اپنی پالسی
کو اچھی طرح سے سمجھ سکتی ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ ضرور
پریزنٹ لینے سے معاف فرمائین گے۔

**نواب**۔ بطیب خاطر تو معاف نہین کر سکتا۔ مگر صرف مصلحت
کے ڈراونے اور پولیٹکل کے مہیب صورت الفاظ کی بدولت
جھجک کر بہت اچھا کہونگا۔

رابرٹ۔ دمسکر [illegible] تو مجھے بھی اتفاق ہے۔ اگر آپ کی
جگہ مین ہوتا تو شاید [illegible] یہی خیال ہوتا۔ اور ضرور ہوتا۔ خیر اب خدا
حافظ۔ مگر بڈھا کہا [illegible]۔

نواب نے [illegible] دھر جو دیکھا تو ایک کونے مین حضرت کو
پینک مین محو پایا۔ [illegible]ت کو اشارہ کیا کہ دو دیکھیے۔ مسٹر رابرٹ نے
آہستہ سے [illegible] بے پاؤن نزدیک پہنچکر دونون بازو پکڑ کر

ایک پیش خدمتی۔ اب ظریف الدولہ بہادر کی بوکھلاہٹ [illegible] دیدہ ہو
بے طرح چونکے۔ اگر مسٹر رابرٹ بازو پکڑے ہوئے نہ ہوتے
تو بیشک پھر حضرت کا سر دیوار سے ٹکرا جاتا۔ گھبرا کر سہم گئے اور کچھ
دیر کے بعد سر اُٹھا کر جو دیکھا تو رابرٹ صاحب ہیں۔ پھر کیا تھا
غصّے سے کہا کہ واہ بھئی تم عجب فضول آدمی ہو۔ دیکھو ہمارا دل
کیسا بلیوں اُچھل رہا ہے۔ اگر دشمنوں کی جان کو کچھ ہو جاتا تو تمھارا
کیا بگڑتا۔ وہی مثل ہوتی کہ بلّی کا کھیل اور چوہے کی مرن۔

رابرٹ۔ اچھا ہوتا مر جاتے تو زمین میں دفنا دیتے اور نہایت
عمدہ مزار بناتے۔

**ظریف**۔ اونھ پھر وہی فالِ بد۔ جسکو دیکھو کمبخت ہمیں مارنے
کے لیے تیار۔ خدا جانے میں نے کسی کا کیا بگاڑا ہے۔

رابرٹ۔ (ہنسکر) او بڈھے۔ خدا تجھے اور جیتا رکھے
تم بڑا غنیمت آدمی ہے۔

**ظریف**۔ (خوش ہوکر) ہاں بھائی یوں کہو یا [illegible] ایک ہمارا
ہی وجود غنیمت ہے۔ ایسا آدمی ما بدولت [illegible] چراغ لیکر

ڈھونڈو تو نہ ملیگا۔

رابرٹ۔ (پیٹھ زور سے ٹھونک کر) بیشک بیشک سچ کہا۔

ظریف۔ ارے رے رے۔ پیٹھ تختہ ہوگئی۔ اِس ظالم بڈھے میں اسقدر طاقت کہاں سے آگئی۔

رابرٹ۔ قدرتی طور پر موجود ہے۔ اور ہماری احتیاط نے اسکو قائم رکھا۔

ظریف۔ اچھا ہوا۔ مگر اُٹھنے بھی تو دو۔

رابرٹ۔ اُٹھے کہ زمین پر دے مارا۔

ظریف۔ کیا قیامت کی باتین تھین۔ ابھی کچھ باقی ہین کہ ہوچکین۔

رابرٹ۔ ابھی باقی ہین۔ لیکن پھر کسی روز کے لیے تمھارے پاس امانت رکھکر جاتا ہون۔

ظریف۔ نہین بھئی۔ ایسی واہیات امانت نہین رکھتا (گھڑی دیکھکر) اسے لو ساڑھے بارہ ہو گئے۔ کھانے کا وقت بھی غت ربود ہوا۔ خدا جانے کس قیامت کی باتین تھین۔

نواب۔ نانا کوئی بات ایسی فضول نہ تھی۔ کچھ دیر تک معمولی

بات چیت رہی۔ اِس کے بعد آپ کی شادی

**ظریف**۔ آئیں میاں یہ شادی کیسی ہماری۔

**نواب**۔ رابرٹ صاحب کا خیال ہے کہ ابھی آپ ماشاء اللہ جوان معلوم ہوتے ہیں۔ اور آپ کے کوئی اولاد بھی نہیں ہے۔ لہٰذا دوسری شادی آپ کی کر دی جائے۔

**ظریف**۔ اوں ہوں۔ نہیں رے بابا۔ یہ کون مصیبت میں پڑے ارے وہ تو جان ہی لے ڈالے گی۔ خدا کی قسم بڑی تیز مزاج اور تیکھی ہے۔

**رابرٹ**۔ اُسکو طلاق دے دو۔

**ظریف**۔ (گھڑک کر) بس بدزبانی کام کی نہیں۔ شریفوں میں کوئی طلاق بھی دیتا ہے۔

**رابرٹ**۔ اچھا طلاق نہ دو۔ اُس کو بھی رہنے دو۔ اور دوسری تازہ بتازہ نو بنو۔

**ظریف**۔ ہاں ہماری عمر کے اقتضا کے لحاظ سے دوسری شادی بُری نہیں۔ بلکہ ابھی چار تک کر سکتا ہوں۔ (مونچھوں پر تاؤ دیکر)

ہاشمی النسل ہون۔ مگر عدل ہونا بڑی مشکل ہے۔

رابرٹ۔ (نواب سے انگریزی مین) کیا سچی بات کہی۔

نواب۔ (ظریف سے) تمھارے اس قول کی داد دیتے ہین۔

رابرٹ صاحب۔

ظریف۔ (اکڑ کر) کیون نہین۔ ہماری باتین کیا ہین نیک صلاح کے

خریطے۔ جو چاہے وہ اپنے خزانے مین رکھے۔ برکت ہی برکت

ہے۔ سب باتین کھری۔ کوئی کھوٹی نہین۔

رابرٹ۔ سچ کہا بڈھے۔ اب ہم جاتا ہے۔ خدا حافظ

پھر ملے گا۔

ظریف۔ نہین نہین۔ ابھی کاہیکو جاتے ہو۔ دشمنون کو اور

بھوکا مارو۔

رابرٹ۔ ہمارے عوض کا بھی تم ہی کھالو۔ یہ کہکر سب کو سلام

کرتے ہوے رخصت ہوے۔

ادھر مسٹر رابرٹ روانہ ہوئے اور نواب ذیشان نے ظریف الدولہ

سے کہا کہ آؤ چلو کھانا کھائین۔ مگر قلندر شاہ کہان ہین۔

ظریف ۔ میان بہت جلدی آپ کو بھوک لگی ۔ واللہ ایک بج گیا یہ بھی کوئی باتین تھین ۔ توبہ توبہ میری طبیعت تو اکتا گئی ۔ بارے مین تو مراقبے مین مشغول ہو گیا ۔ قلندر شاہ کی کیا پوچھتے ہو وحشت جو سوار ہوئی بس رفو چکر ۔

نواب ۔ اخاہ ۔ نانا ۔ آپ مراقبے مین مشغول تھے ۔

ظریف ۔ جی ہان ۔ پھر اور کیا ۔ یہ کہنے کی باتین ہین کہ بندہ اونگھتا ہے ۔

اتنے مین قلندر شاہ بھی آ ہی گئے ۔

نواب ۔ کیون جی حضرت کہان تھے ۔

قلندر ۔ رابرٹ نے کچھ ایسا سلسلہ گفتگو کا شروع کر دیا کہ ختم ہی نہین ہوتا تھا ۔ مین نے مناسب خیال کیا کہ مولوی عبدالقدیر صاحب سے مل آؤن ۔

نواب ۔ یہ کون صاحب ہین ۔

قلندر ۔ فرنگی محل کے علما سے ہین ۔

نواب ۔ کیون کچھ ضرورت تھی ۔

قلندر۔ نہیں بس یون ہی۔ گپ شپ اُڑانے کے لیے۔ مگر بات مین بات نکل ہی آتی ہے۔

نواب۔ چلیے نا کھانے پر باتین ہونگی۔

ظریف۔ کیا میان ابھی اور باتین ہونگی۔ ایسا ہے تو بندے کا کھانا علیحدہ مرحمت ہو۔

نواب۔ نہ نہ۔ نانا۔ ایسا غضب نہ کیجیے۔ دیکھیے تو اگر آپکا جی لگے تو فہو المراد۔ ورنہ باتین ختم کر دین گے۔ اور آپ جو کچھ کہین گے وہ سُنین گے۔

ظریف۔ (خوش ہوکر) میان اللہ تمھین سلامت رکھے۔

قلندر۔ اے سبحان اللہ۔ کس قدر پھول گیا جیسے مرا ہوا اگد ہا۔

ظریف۔ لاحول ولا۔ پھر کالی بات منہ سے نکالی۔ یہ ٹوٹنے ٹاٹنے کی سند نہین۔ یعنی (مرنے۔ مارنے) کی بات اچھی نہین۔

نواب اور قلندر جا کر میز پہ بیٹھ گئے۔

ظریف۔ میان ہمین میز پر کھانے سے معاف رکھیے۔

نواب - نہین نانا - آپ کو ہاتھ سے کھانے کی اجازت ہے - آج کوئی دعوت نہین ہے کہ مہمانون کا لحاظ اور تکلف ملحوظ رہے -

کھانا شروع ہوا -

**نواب** - (قلندر سے) ہان ارشاد فرمائیے تو -

**قلندر** - ہان میان - ذکر یہ تھا کہ دِلّی کی ایسی بڑی سلطنت اور حکومت دیکھتے دیکھتے نیست و نابود ہو گئی کہ جسکا نام و نشان بھی نہ رہا گویا نقشِ قدم کی طرح مٹ گئی - ویسے ہی لکھنؤ کا حال ہوا - اسپر مولویصاحب نے بہت مطوّل اور مدلّل بحث کی - سب تو یاد نہین مگر کچھ لبّ لباب عرض کیے دیتا ہون -

**نواب** - ہان ارشاد -

**قلندر** - مولوی صاحب کا یہ بیان تھا کہ انسانی قوتون کو حرکت مین لانے اور دلی جذبات کو موثر بنانے کے لیے جن وسائل سے کام لیا جاتا تھا وہ ہم مین سے مفقود ہو گئے ہین -

ایک تو وہ قوت جو دل اور روحِ انسانی کو ابھار کر موثر کرتی ہے اور جس کی بدولت انسان روحانیات کے ذوق اور وجدانیات کے

شوق کو محسوس کرتا ہے۔ اور جسکو عام طور پر سریع الفہم ہونے کے لئے کہا جاتا ہے کہ وہ (**مذہب**) ہے۔

دوسرے علمی آثار اور قواے اکتسابات سے انسان اپنی ذات اور نیز دوسرے مخلوقات مین جو محسوس کرتا ہے اور متواتر نتائج اور مختلف صورت سے صورت پذیر ہوتا ہے (وہ (**فلسفہ**) ہی

تیسرے ان اعمال اور طرقِ عمل سے جو انسان اپنے پختہ خیالات مین دیکھتا ہے اور اُس کے نتائج کو بداہتًا یا کنایتًا محسوس کرسکتا ہے۔ اور صریحًا یا معنًا اپنی کوششون مین مشکور ہوتا ہے یا خلاف دیکھتا ہے یہ شق علمِ اخلاق کی ہے۔

چوتھے اُن نتائج اور اعمال اور اسبابِ طرق سے جو ایک ہی وجود کے ساتھ متعلق اور منسوب ہوتے ہین اور بداہتًا اور صراحتًا عالمِ اسباب ہمارا راہبر اور معلم اور شفیق بنکر ہم کو سکھاتا جاتا ہی کہ کسی ایک شخص نے اپنے زمانۂ حیات کو کیون اور کن اسباب اور طریقون سے بسر کیا اور اس شارعِ عام پر باوجود اس قدر کثرتِ مصائب و آلام اور موانع و ممنوعات کی کشاکش سے کے گذرا

اور کامیابی اور ناکامیابی حرص و ہوس اور فتح و شکست کی خوشی اور
غم کا خیال نہ کرکے عالم کی نظر مین مقبول اور معزز ہوا لیکن گو شہمو
ہمت کی راہبری اور جرات کی استقامت سے منزل مقصود کو
پہونچنا اور جوار بھاٹون کے آسیب اور نشیب و فراز کے صدمہ ہونکا
متحمل ہوکر ندامت اور مسرت تحسین اور ناقدردانی شکست اور
فتح عزت اور ذلت خواہش اور جوش عشق و فسق کی بڑی بڑی گھاٹیون
اور دریاؤن کے جزر و مد سے اپنی کشتی کو کنارے لگایا اور طبعی
جذبات اور فطرتی محسوسات جو اُس کی حیات کے ساتھہ وابستہ
ہین - اُن کا تماشا دیکھتا ہوا اپنے شاہد مقصود سے ہم آغوش اور
ہمکنار ہوا - اس شق یا شاخ کو علم الحیات یا آپ بیتی کہتے ہین -
**نواب** - واللہ اُستاد - مولوی صاحب نے اصول اربعہ کی تفصیل
نہایت پاکیزگی سے بیان کی - اور حقیقت مین ہماری قوم ان اصول
اربعہ کو بالکل ازدست دادہ اور فراموش کردہ ہاتھہ پر ہاتھہ رکھے خواب
غفلت مین مبتلا ہے -
**قلندر** - کیا کہون میان اس قدر عمدہ مسلسل تقریر انہون نے کی

کہ مین غش غش کر گیا۔

**ظریف** واہ بھئی واہ کیا کہنا۔

**قلندر**۔ آپ کچھ سمجھے بھی۔

**ظریف** ۔ واللہ مولوی نے جو بات کہی پکی پکائی ہانڈی سی تھی۔

**قلندر**۔ (ہنستے ہوے) بس آپ کو تو بقول شخصے۔ بلی کے خواب مین چھیچھڑے۔

**ظریف**۔ آخر اس کے سوا اور ہے کیا۔ مولوی کو اصول اربعہ کے چھیچھڑون کی سوجھی۔ اور ہمین کباب۔ پسندے۔ کوفتے۔ بریانی۔ پلاؤ۔ چلاؤ۔ مزعفر۔ فیرنی۔ چٹنی۔ مربے کی سوجھی ہے ........
اگر سچ پوچھو تو مین کچھ سمجھا ہی نہین کہ مولوی صاحب نے کیا کہا اور قلندر کیا سمجھے۔

**قلندر**۔ تمہاری ایسی سمجھ سے خدا سمجھے۔

**ظریف**۔ بس پھر وہی بات بُری زبان سے نکالتے ہو مجھ سے اگر اور کھود کھود کے پوچھتے ہو تو مین یہ کہونگا کہ تم بھی کچھ نہین سمجھے۔

**نواب** - ہان نانا۔ بات تو کہی ہے تتے کی (قلندر کی طرف متوجہ ہوکر) اُستاد پھر بتاؤ نا کہ آپ کیا سمجھے -

**قلندر** - بھئی جو کچھ مولوی صاحب نے کہا تھا اُس وقت تو مین سمجھا تھا مگر لفظ بلفظ بیان شدہ مطلب کو سمجھانا کسیقدر دقت طلب امر ہے - بہتر ہے کہ آپ ہی سمجھائیے -

**نواب** - میرے سمجھانے کی ایک ہی کہی کیا میری لیاقتِ علمی آپ سے زیادہ ہے گو مین نے انگریزی اچھی طرح پڑھی ہے - لیکن مغربی علوم کا عالم و فاضل نہین ہون -

**قلندر** - آپ کا طرزِ بیان زود فہم اور سہل الممتنع ہوتا ہے لہذا آپ ہی گل افشانی فرمایئے -

**نواب** - یہ صرف آپکا حسنِ ظن ہے - خیر جو کچھ میری سمجھ مین آیا مختصر بیان کرتا ہون -

شقِ اول - مذہب کی مولوی صاحب نے تبلائی ہے مین اسی کے متعلق اپنے ٹوٹے پھوٹے خیالات کا اظہار کرکے اس مین بقیہ تینون ابواب کا جواب کنایتاً دیدیتا ہون - اگر غور کرین تو واقعی مذہب

کیا چیز ہے ہم اس سے واقف ہی نہین بلکہ اس کے دوسرے معنی لیے بیٹھے ہین۔

مذہب اُس شاہ راہ کو کہتے ہین جس کے ذریعہ سے اہلِ دین اپنی منزل تک پہونچتے ہین۔ اور یہ عبادتِ الٰہی سے متعلق ہے عبادتِ الٰہی کے لیے کوئی خاص طریقہ معین نہین ہے جس طرح جو کوئی چاہے اُس کے دربار مین حاضر ہو کر حصولِ ملازمت کا شرف حاصل کر سکتا ہے۔ الطرقُ اِلی اللہِ بعدد انفاس الخلائق مگر افسوس یہ ہے کہ اس مقصودِ اصلی سے ہم بہت دور ہین۔ ہم تو نقطان جھگڑون مین اپنی زندگی بسر کر رہے ہین کہ ہمارا مذہب بڑا ہے سب سے ہمارا دین ناسخ ہے۔ اور دوسرون کا منسوخ۔ اُس نے نماز ہاتھ باندھ کر کیون پڑھی۔ اور فلان نے ہاتھ کھول کے کیون عبادت کی یہ بت کیون پوجے جاتے ہین۔ شوالون مین گھنٹے کیون ہین۔ اور کلیساؤن مین صلیبین کس لیے رکھی گئین۔ الغرض اسی طرح دوسرے مذہب والے جہان تک جہالت کی نیند مین ہین ایسے ہی خوابِ پریشان دیکھتے ہین تعصب کو مذہب یا دین کی تعبیر کا

ایک بنیادی پتھر قرار دیتے ہین - دراصل اگر دیکھا جاے تو کسی مذہب
کا یہ اصول ہی نہین ہے - خداوند عالم جل شانہ کی حکمتِ کاملہ پر غائر
تعمق سے نظر ڈالکر اگر انسان سمجھے تو وہ معلوم کر سکے گا کہ اُس
خداے پاک نے اپنی اطاعت اور عبادت اور اپنی معرفت کے
طریقے سکھاے اور اُن سے واقف کراکے اپنی توحید کی اشاعت
کے لیئے ہر ایک زمانے مین ایک پیغمبر یا نبی مرسل یا ہادی یا رہبر
جو کچھ کہو پیدا کیا اور اُسکی ذاتِ مقدس واسطہ ہوئی عبد اور رب
کے درمیان جو جو نبی جس جس قوم مین مبعوث ہوے اُنھون نے
بجز اس کے کہ خداے وحدہٗ لاشریک کی وحدانیت کی راہ بتائین
اور جس طرح سے جس کی سمجھ مین آسکے اُس قوم کو تعلیم دین کہ
اپنے معبودِ حقیقی کی اطاعت کرے اور کچھ نہین کیا طریقۂ اطاعت
ہر مذہب مین مختلف ہے اس کی خاص وجہ یہی ہے - الطرق
الی اللہ لعدد انفاس الخلائق یعنی بمقتضاے خواہش
قوم اور اُن کے دلی رجحانون کے جس طرح سے اُن کی سمجھ مین آسکی
تھی اور جسکی وہ تردید نہین کر سکتے تھے اور وہ طرز اُن کی طرز

طرزِ معاشرت اور عقائد اور خیالات کے مخالف نہین تھا۔ اُسی طرح عبادت کے طریق سمجھائے اور بتلائے جاتے تھے۔ اور یہ قوانین مذہب قوم کو پابند کرنے کے لیے اور اُس کی پیروی کرنے کی غرض سے احکام الہی کی شانِ جبروتی اور قہاریت کی صورت مین مدوّن ہوتے تھے اور تحریص اور ترغیب کے لیے جنت کے بفریب سین کا نقشہ کھینچکر دکھایا جاتا تھا اور تخویف کے لئے دوزخ کی مہیب اور ڈراونی صورت پیش نظر کر دی جاتی تھی۔ بہرحال اس سے مقصود یہ تھا کہ کسی طرح عباد اللہ اپنے معبود حقیقی ذات واحد کی جو مبرا اور مستغنی ہے ہر تعین خیال بشری سے عبادت کرین۔ اور اُسکو پہچانین اور بذریعہ اپنے مرسل وقت کے جو احکام اُنکی روحانی ترقیون اور وجود اور اُس کے محسوسات کے مدارج کے عروج کے متعلق ہون ان کو سمجھکر اُن پر عمل کرین نہ اس لیے کہ من سن وتو کے جھگڑے مین اپنے مقصدِ اصلی سے محروم ہوکر سوادالوجہ فی الدارین کہلائین افسوس ہے کہ جہالت کی تاریکی کچھ اس قدر آنکھون اور دلون پر اپنا پردہ ڈالے ہوئے ہے کہ ہم شاہد اصلی کی صورت زیبا

کا دیدار تو کجا اُس کے عکس دیکھنے کی بھی قابلیت نہین رکھتے۔
اسی جہالت کی بدولت قوم اور مذہب کو توام بھائی سمجھنے لگے ہین
حالانکہ قوم اور مذہب مین بین تفاوت ہے۔

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

ہماری جہالت نے نہ صرف ہمکو یہین تک خراب کر رکھا ہے
بلکہ ہمارے اخلاقِ حسنہ جو تعصب کی بدولت خراب ہو رہے ہین
یہ علیحدہ ہمکو بدنام کر رہے ہین۔ جہان اخلاقی کمزوری ہوئی اور دل
ودماغ سے عدل و انصاف کی قوت تشریف لیگئی۔ بس غور کرنے
کی جگہ ہے کہ جب ہمارے دل ودماغ انصاف کرنے کے قابل
نہ رہے اور **اخلاق** بھی بگڑے تو فلسفہ رہا ہی کیا

**ظریف**۔ اجی میان یہ آپ کیا فرماتے ہین کہ تعصب بُری چیز
ہے۔ اگر تعصب نہ ہو تو انسان اپنے مذہب کی حفاظت نہین
کرسکتا۔

**قلندر**۔ واہ رے تیری سمجھ۔

**نواب**۔ قلندر کی بات کاٹکر۔ نہین نانا تعصب سے بدتر کوئی

چیز نہین ہے۔ اس تعصب کی بدولت ہماری قوم کا آفتاب
زوال مین آگیا ہے۔ کسی قوم کے رہبر یا مرسل نے کہین اپنی قوم
یا امت کو یہ ہدایت نہین کی کہ (متعصب) ہنو ہر قوم کے اصول پر
آپ نظر ڈالین گے تو آپکو معلوم ہو جائیگا کہ جہانتک پیشوایان
وقت سے ہو سکا وہ تعصب اور بغض اور حسد کی ہستی کو مٹانے
کے ہی طریقے بتلاتے اور جتاتے رہے۔ دیکھو ہمارے
نبی کو کہ تعصب کو کس طرح مٹایا۔ اگر اسلام مین تعصب جائز اور
لایق ستایش ہوتا تو ایسا بڑا اور اولوالعزم پیغمبر ایسی بے بہا چیز
کو کبھی نہ چھوڑتا پہلے ہدایت اسی کی ہوتی کہ تم تعصب کے تخم کی
اپنے دل کی زمین مین کاشت کرو اور اُس کے ثمر سے مستفید ہو
اسلام مین جو حکم جزیہ کا ہے وہ بتلاتا ہے کہ اس صلح کل اور حکمت آمیز
حکم نے صاف طور پر بتلا دیا کہ اسلام کی خداداد خوبیون کے خزانے
مین تعصب کا کوئی خریطہ تو کجا ایک کھوٹا سکہ بھی نہین نکلیگا۔
اخلاق محمدی جسکا مداح ہر فرقہ ہے اور دوست دشمن دونون نے
گو پوری طرح سے بظاہر نہ مانا مگر ان کے دلون نے تسلیم کرلیا کہ اخلاق

محمدی کا پایہ بیشک بڑا ہوا ہے۔ الغرض اللہ خیال کرنے کی جگہ ہے اور سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ ایسا نبیؐ جس نے اسلام کے ستارے کو آفتاب بنا کر چمکا دیا۔ اور اُس کی روشنی سے دلوں میں ایمان کا جلوہ دکھا دیا۔ وہ غیر قوم اور غیر مذہب والوں کے ساتھ کس اخلاق کے ساتھ پیش آیا کرتا تھا اللہ اللہ رسول اللہ کی عبا۔ اور ایک غیر قوم کے سفر اور سر براور وہ شخص کے لیے فرش بنے طرف ثانی کی بداخلاقی اور حضرتؐ کا خُلق کے ساتھ برتاؤ۔ اور خطا پوشی۔ کیا یہ صفات حسنہ ایسے ہیں کہ جو کبھی مٹ سکیں گے یا اگر قوم ان پاک اور ستودہ اور مقدس اور مبارک صفات کو ترک کردے تو ان کی بے وقعتی ہو جائیگی۔ ہرگز ایسا نہ ہوگا۔ اُن صفات کی قدرتی قوت ایسی نہیں ہے کہ کسی کے قبول نہ کرنے سے اُس میں نقصان پیدا ہو جائے بلکہ یہ وہ زبردست قوت ہے کہ اپنی طرف ضرور ہمارے ناقابل دلونکو کھینچیگی بلکہ صرف کھینچے گی ہی نہیں۔ اپنی نورانی قوت سے ہمارے تاریک اور دھندلی دلونکو روشن کردیگی۔ آپ کی اصحاب کرام

جو سچے پیرو اور قدم بقدم چلنے والے تھے اُنکے عادات حسنہ اد.
اخلاق پر نظر ڈالکر عبرت حاصل کرنا چاہیے کہ کسیوقت کسی موقع پر دوست تو دوست
دلِ دشمنان ہم نکردند تنگ

**ظریف** - واقعی میان - یہ باتین تو آپ پتے کی کہہ رہے ہین
اپنے والد بزرگوار کی زبانی بھی ہم بچپن مین یہی سنا کرتے تھے
جو اس وقت آپ بیان کر رہے ہین -

**قلندر** - ٹھیک - آخر یہ بھی قدردان سردار ہین - ان کو بھی اگر آپ
بجائے والد کے سمجھین تو ہو سکتا ہے -

**ظریف** (لڑھک کر) کیون بچا آ گئے اپنی اصلیت پر - یاد رکھنا گنگنی کا ناچ نچاؤ دونگا

**قلندر** - (مسکرا کر) - نواب کی طرف متوجہ ہو کر) ہان میان آپکی سحر بیانی
کا مین قایل ہون - سلسلہ نہ ٹوٹنے پائے اس ایک بیان مین
آپ نے اخلاق اور فلسفہ کے متعلق بھی کوئی حجت باقی نہین رکھی -

**نواب** - ہان اُستاد آپکی قدر افزائی ہے - غرض کیا کہتا تھا آنہ
(کچھ سوچکر) ہان اصحابؓ کرام کے اخلاق کے متعلق ذکر تھا مجھے
اس وقت یاد نہین کہ کون سے صحابی تھے جب وہ جنگ پر گئے - ایک

حریف سے مقابلہ ہوا اُس نے آپ سے کہدیا کہ میں عمرؓ کی پناہ میں ہون۔ آپ نے حضرت عمرؓ امیر اسلام سے ملاقات کر کے کہا کہ ایک شخص جو کفار سے ہے اس کا یہ بیان ہے کہ وہ آپ کی حمایت میں ہے مگر اس کی بات کا مجھے اعتبار نہیں آیا۔ میری دانست میں وہ اشد کافر اور قابل مواخذہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے اُس صحابی سے کہا کہ تم یہاں غلطی کرتے ہو۔ وہ نہ جزیہ دیتا ہے اُسکے کل حقوق اور جان و مال کی حفاظت بیشک ہمپر واجب ہے خبردار عہد شکنی کا خیال نکرنا۔ ہر مومن کا فرض ہے کہ اُسکے مال کو اپنا مال سمجھے اور اُسکی اولاد کیساتھ ایسی ہی محبت کرے جسطرح اپنی اولاد سے کرتے ہیں اللہ اللہ حضرت مشکل کشا علیہ الصلوٰۃ کے اس خلوص کو دیکھیے کہ جب حریف نے بحالت مغلوبیت آپکے منہ پر تھوکا تو آپ نے اُسکو قتل کرنے سے چھوڑ دیا۔

اس حریف نے آپ سے جب وجہ دریافت کی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں اللہ کیواسطے تجھ سے انتقام لیتا تھا۔ نہ کہ اپنے نفس کیلئے۔ چنانچہ آپکے اس سچے قول اور ایمان اور خدا ترسی اور حق شناسی کی

ہمتی قوت اور اثر مسیحائی نے اس کے ایمان مردہ کو زندہ کر دیا۔ اور
اُس نے آپ کے ہاتھہ پر بیعت کی اور توحید باری کا اقرار کیا۔

اسی قصے کو مولانائے روم فرماتے ہین۔

او تعوذ انداخت بر روے علیؓ

افتخار ہر نبی و ہر ولی

افسوس۔ ہم ایسے پاک اور مطہر اور مقدس خیالات سے جس سے
دین اور دنیا بہ آئین بہین بن سکتی ہین کیا درگذر کر سکتے ہین
اللہ اللہ ہرگز ہرگز نہین۔ ورنہ وہ معجز نما قوت ہمکو چھوڑ دیگی۔

**قلندر**۔ واہ میان واہ سبحان اللہ کیا پیاری تقریر ہے
واقعی افسوس ہے۔

**نواب**۔ لیجئے دوسری قوم کے ایک ستودہ صفات مرسل
کا قصہ بیان کرتا ہون کہ مہاراجہ رام چندر جنکے اقبال کا آفتاب
اپنے وقت مین گویا ہر وقت شرف بخش تھا اُنکے کیسے اخلاق
تھے کہ اپنی ایک سوتیلی مان کے حکم کی بنا پر سلطنت سے دست بردار
ہو کر انواع و اقسام کے نقصانات کے نشانہ بنے اور نہایت

دانشمندی اور علو ہمتی سے ان مصائب کو جھیلتے رہے جو
ناقابل برداشت تھے۔

**ظریف** - میاں بس کرو خدا کے واسطے قسم ہے جو دو چار لقموں
سے زیادہ آپنے کھایا ہو مگر باتین اس قدر ہضم کر گئے کہ ذرا بھی
غبار نہ پیدا ہوا - اور یہان کھانا ہضم بھی ہو گیا اور چنیا بیگم کی
ترنگ کے تماشے رنگ برنگ نظر آرہے ہین - بس اب حقہ
کی سوجھی ہے - آپ بیٹھئے اور اس قلندر کو سنائیے بندہ تو
رخصت ہوتا ہے۔

**نواب** - ہم بھی کھانے سے فارغ ہو چکے چلئے بسم اللہ
یہ کہکر اٹھ کھڑے ہوے اور قلندر سے کہا کہ استاد میری
بے بضاعتی کے باعث اگر بیان مین کہین لغزش ہوئی
ہو تو بنظر اصلاح غور فرمائیے۔

**قلندر** - نہین نہین - اگر کوئی ایسی بات میرے ذہن مین آتی
کہ کوئی معترض اگر سنتے تو اعتراض کریگا تو مین ضرور آپ کو ٹوکتا کوئی
بات ٹکسال باہر نہ تھی۔

ظریف - بھلا مجال ہے کہ معترض اعتراض کرے بندہ تو سر ہی اُڑا دے - یہ کہکر اُٹھے نواب خدا حافظ کہکر زنانے مین سدہارے - اور قلندر اور ظریف اپنے اپنے گھر روانہ ہوئے -

## جلسہ

اسوقت شب کے نو بجے ہین نواب لیتان ڈنر سے فارغ ہوکر زنانے سے مردانے مین برآمد ہوے - رفقا اور احباب جو اُن کی مجلس کے پروانے سمجھے جاتے ہین حاضر ہین سب سے تپاک کے ساتھ ملاقات کی اور اپنی کرسی پر جاگزین ہوئے - حاضرین جلسہ یہ لوگ تھے -

رفیق - حکیم ولایت حسین - قلندر - ظریف الدولہ - مولوی شیخ امام علی - مولوی شیخ امام علیصاحب خاص طور پر آج مدعو ہین نواب نے خانساماں کو حکم دیا کہ قوال طلب کئے جائین - چنانچہ قوال حاضر ہوے اور بعد مجرے کے اپنے طنبورے کا ٹھاٹھ درست کرکے پہلے مبارکباد گائی - اسکے بعد حسب فرمایش رفیق یہ غزل شروع کی

دوش دیدم کہ ملایک در میخانہ زدند
گلِ آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند

اس جادو بھری غزل کے بعض اشعار پر مولوی شیخ امام علی صاحب
جو صرف مولوی ہی نہیں بلکہ بڑے پایہ کے محقق اور صوفی بھی
ہیں اوراذکار و اشغال سے ان کی روحانی روشنی کے جلوے
حقایق کے نظارے میں مصروف رہتے ہیں۔ وجد کی کیفیت رہی
اس وجدانی برقی اثر سے حاضرین مجلس بھی متاثر ہوئے۔ نواب
ذیشان کو بھی ذوق ہوا مگر متانت اور سنجیدگی سے اس جوش کو روک لیا
مولوی صاحب بھی بہت ہی استقلال اور متانت سے
اپنے دلی جذبات کو روکتے جاتے تھے لیکن برقی قوت کے
اثر نے انہیں بیتاب کر ہی دیا۔ ھُوَالحقُّ۔ وحدہٗ لاشریک لہٗ
کا ایک نعرہ مار کر آنکھوں کے چشموں سے آنسو بہانا شروع کیا اب
تو مجلس گرم ہوئی اور ہماری قلندر شاہ جو اول ہی سے بسمل تھے
تڑپ کر گر گئے۔ انکا ساتھ دینا کسیکو ضرور تھا مگر دیتا کون بجز ہمارے
ظریف الدولہ کے۔ کیونکہ خون لگا کر شہیدوں میں شریک ہونا انکا کام ہیں

کام تھا۔ اللہ ہو کہکر جو لوٹ گئے تو بس قلندر شاہ سے دست و بغل ہو گئے اور ایک دفعہ دونوں مل کر اُٹھے لیکن ایک کا پانوں دوسرے کے پانوں میں اُلجھ گیا تھا جونک نہ سنبھلے دونوں دھڑام سے زمین پر دھم سے گرے بقول شخصے ماؤں پر عضو ضعیف می ریزد بس ظریف الدولہ بہادر نیچے اور قلندر شاہ اوپر زیر و زبر ہو گئے حاضرین میں سے ایک دو نے سنبھلنے میں مدد دی۔ یہ مجلس مولوی صاحب کی حقیقی برقی قوت اور جذبات کی گرمی کے باعث بہت دیر تک گرم رہی۔ آخر نواب نے قوالوں کو اشارہ کیا کہ گانا ختم کر دیا جائے۔ گانا ختم ہوا اور سب حاضرین کے ہوش و حواس بجائے خود ہوئے اور سب اپنی اپنی جگہہ بیٹھ گئے۔ بعد سماع کے ختم ہونے کے بھی مولوی صاحب کے سر میں اس مستی کا خمار باقی تھا۔

**نواب**۔ (مولوی صاحب کی طرف متوجہ ہو کر) بخدا آج مجھے یقین آیا کہ توجہ بھی کوئی شے ہے۔ اور روحانی قوت میں بہت بڑا اثر ہے۔

**ظریف** - واہ میان آج کیون یقین ہونے لگا تھا - ہم کو اول ہی سے حق الیقین کا درجہ حاصل ہے -

**نواب** - ہان بیشک آپ نے توسب مراتب پہلے ہی طے کر لیے ہین لیکن مین اپنی بیتی کہہ رہا ہون -

**ظریف** - اجی میان یہ سب ولایت کو جانیکا سبب ہے کہ عقاید آپ کے بگڑ گئے -

**مولوی صاحب** - نہین ظریف صاحب - اِسکو عقیدہ بگڑنا نہین کہتے بلکہ تحقیقات ہر شے کی دانشمندون کے لیے ہی سزاوار ہے نہ عامیون کے واسطے -

**نواب** - (قلندر سے) کیون اُستاد مولوی صاحب کے جذبات کا اثر دیکھا -

**قلندر** - واہ واہ کیا کہنا میرے توہوش نہ رہے -

**ظریف** - یہان کسے ہوش تھا - مگر اب سر مین درد معلوم ہوتا ہے خدا جانے کس چیز سے سر ٹکرایا -

**حکیم صاحب** - جی دونون پیر بھائی - یعنی آپ اور قلندر شاہ جس وقت

دست و بغل ہوسے دونون کے سر اُسی وقت ٹکرا ے۔

ظریف۔ بھئی۔ کیا سر ہے قلندر کا واللہ پتھر ہے ابتک سر مین چمک ہے کیا سخت درد ہے مگر آپ تو اونگھ رہے تھے۔

قلندر۔ کاش مجھے ہوش ہوتا مین تمھارے سر کو پتھر پر دیمارتا اور حکیم صاحب کو بھی تمھارا ہمردیف بنا دیتا۔

حکیم صاحب۔ زبردستی اونگھنے کی تہمت لگائی جاتی ہے کیا مشکل ہے۔

ظریف۔ (قلندر سے) پھر کیا آپ کا سر صحیح سلامت رہتا۔

نواب۔ (مولویصاحب سے) کیون حضرت بعض بعض کو جو اختلاف اِس امر کا ہے کہ روحانی قوتین غلط ہین۔ اور خوارقِ عادات من گھڑت ہے یارون کی۔ اور قرآن مین بھی اِسکا ذکر نہین ہے کیا یہ صحیح ہے۔

مولویصاحب۔ نہین نہین۔ بالکل غلط ہے۔ آسمانی کتابون مین اس قسم کے واقعات کے مذکور ہونے سے انکار نہین ہوسکتا اشاعرہ کی افراط اور ہٹ دھرمی نے لوگون کے خیال پر اثر ڈالا ہے

معاف فرمائیے نئی تعلیم یافتون کے لیے اُنکی تاویلین کافی ہوسکتی ہین۔ مگر واقفکار ایسی ملمع کاریون کو اچھی طرح سے سمجھ سکتے ہین۔

وہم پرست ہندو مسلمانون کو جدید روشنی کے ذریعے سے چلنے والون کے ساتھ مقابلہ پڑا ہے۔ اس لیے حدِ اعتدال سے متجاوز ہو گئے ہین۔ جبکہ یہ افراط ہو گئی ہے کہ ناممکن الوقوع اور محال واقعات کا سرزد ہونا ممکنات سے ہے اور کرامات اور معجزاتِ اولیا کی حد کوئی محدود نہین کی گئی تو اُس کے مقابل یہ تفریط کہ جو واقعہ خلاف قیاس ہو وہ ناممکن الوقوع سمجھا جائے کوئی تعجب خیز امر نہین۔ مگر حقیقتِ حال پر غور کرنا ضرور ہے۔

**ظریف**۔ لیجیے۔ صبح کو جو باتون کا سلسلہ قلندر سے چلا تھا وہ خدا خدا کر کے ساڑھے بارہ کے قریب ختم ہوا۔ اب مولویصاحب خدا جانے کتنی رات جم کے بیٹھ جاتے ہین۔

**مولویصاحب**۔ کیون بڑے میان آپ کو ان باتون سے دلچسپی نہین ہے۔

**ظریف**۔ دلچسپی کیون نہین۔ مگر یہ بھی افراط تفریط سے کیا کم ہے

**نواب**۔ ناناذرا دل لگاکر سنیے تو مولوی صاحب کونسے دلائل اس کے ثبوت مین پیش کرتے ہین جس کے لوگ منکر ہین۔

**ظریف**۔ میان۔ منکرون کے لیے میری سرہی کافی ہے۔ سب حاضرین ہنس پڑے۔ مولوی صاحب نے پھر گفتگو کا سلسلہ شروع کیا۔

منکرین اِس امر پر زور دیتے ہین کہ خرقِ عادت قانونِ فطرت کے خلاف ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ ممتنع ہے۔ لیکن غور طلب یہ امر ہے کہ کیا فطرت کے کُل قوانین منضبط اور آشندہ گنجایش باقی نہین رہی کہ کوئی قانون مرتب ہو۔ یا نعوذ باللہ مقننِ حقیقی کا علم ایسا محدود ہے کہ اسکی توسیع نا ممکن ہے اور کیا اِس بات پر ہمارا ایمان ہے اور یقین ہے کہ ہم اپنی بے بضاعتی کی باعث جن امور کو قانونِ فطرت سمجھ رہے ہین اصل مین وہی قوانین فطرت ہین۔ علومِ جدیدہ کے محقق تجربے سے اس امر کو ثابت کرتے جاتے ہین کہ جو قوانین فطرت پہلے ہمارے علم مین امکان سے باہر تھے وہ اب ثابت ہوتے جاتے ہین۔

چنانچہ ہزار سال کے قبل کے ہنود کے کتب اٹھاکر دیکھیے تو معلوم
ہوتا ہے کہ اِس میدان کے کیسے کیسے مردِ میدان گذرے اور اُنکی
روحانی قوتوں اور توجہ قلب سے کیا کیا اثرات ظہور پذیر ہوئے ہیں
مثلاً کسی کو مدہوش کر دینا یا کسی کے ذوق کو روحانی قوت کے
ذریعے اُبھارنا اور عجائبات کے نظارے سے تماشائیوں کو
محوِ تماشا کر دینا ایک ادنیٰ سی بات تھی۔ اور اب بھی بعض لوگ
کر دکھاتے ہیں۔ مگر ان کا یہ دعوے ہے کہ ایک مادہ بغیر کسی
دوسرے مادّے کے کوئی غیر معمولی اثر نہیں پیدا کر سکتا۔ مگر مسمریزم
کے بدیہی تجربے نے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچادی۔ اور اُسکے
مشّاق اُستادوں نے علی رؤس الاشہاد نظری اور علمی شہادات
سے باور کرادیا کہ صرف نظر کی قوت یا نفس کی قوت سے انسان
معمول کو بیہوش کر سکتا ہے۔ اور اسکو اپنے کام نکالنے کا
ذریعہ بنا سکتا ہے۔ چنانچہ بڑے بڑے مستند اور مسلّمہ کتب عربیہ سے
یہ ظاہر ہے اور ایک کتاب میں نے دیکھی ہے کہ ایک مچھلی جسکا
وجود برقی قوت سے ایک صاعقہ ہے اِس کے مَس کرنے سے

رعشہ طاری ہوتا ہے۔ اگر انسان جلدی نہ پھینک دے تو اندیشہ ہوتا ہے کہ بیہوش ہو کر گر جائے۔ اِسکو نا سمجھ لوگون نے ایک مَن گھڑت واقعہ خلاف عقل مانا تھا۔ لیکن حال کی تحقیقات نے منکرون کے انکار کے کل پرزے ڈھیلے کر دیے اور ان کو تجربے کے بعد آمنا وصدقنا کہنا پڑا۔

فرانس کا مشہور فاضل کمیل فلامریان فزیکل سائنس کا متبحر استاد اپنی کتاب اسپریچولیزم مین لکھا ہے کہ بشر کی فطری عادت ہے کہ جس چیز سے وہ واقف نہین یا واقف نہیں ہو سکتا اُس کے وجود کو غلط ثابت کرنیکی کوشش کرتا ہے۔

یونان کا مشہور مورخ لکھتا ہے کہ ایک عورت کی ران مین چھاتی تھی اور وہ آلہ تھا بچے کی غذا کا۔ اِسکو کوئی باور نہ کریگا۔ اور نہین کیا لیکن علمی کانفرنس منعقدہ ۲۵ جون ۱۸۲۷ء مین یہ واقعہ نظر مشاہدے کا تماشا تھا۔ ایسا ہی ایک واقعہ چشم دید ہے کہ ایک بچہ ایک شخص کے بدن مین چھبیس ۲۶ برس تک پرورش پاتا رہا اور پھر ظاہر ہوا۔ سبحان اللہ جل جلالہ۔

**ظریف** ۔ اتنے بڑے تو سراسر مبالغہ ہے لاحول ولا قوۃ کہنے کی باتیں ہیں ہم مولویصاحب کی طرف دیکھکر کیا آپ نے مشاہدہ کیا ہے ۔

**مولویصاحب** ۔ گو میں نے نہیں دیکھا مگر میں انگریزوں کے کہنے پر ایسے سچے ہے اسقدر اعتبار ہے کہ گویا میں نے خود اپنی آنکھوں کو ذریعہ سے دیکھا اور وہ آنکھیں میری تھیں ۔

**ظریف** ۔ (نواب سے) کیوں میاں اب مولوی صاحب تو آپ کو بنانے ہی لگے ۔

**نواب** ۔ نہیں نہیں ۔ میں مولویصاحب کے کلام کی تصدیق کرتا ہوں ۔ اس لیے کہ مولوی صاحب نرے ملا ہی ہوتے تو البتہ شبہ کا مقام تھا مگر مولوی صاحب کی انگریزی استعداد اور خداداد قابلیت جو دوسرے علوم میں بھی ہے وہ مجھکو یقین دلاتی ہے کہ میں مولوی صاحب کے اقوال کی تردید نکروں ۔

**مولویصاحب** ۔ (نواب سے) یہ آپ کی مہربانی ہے ورنہ من آنم کہ من دانم ۔ مگر اور بیسیوں خرق عادت کے متعلق یورپ کے مشہور اور مستند حکما اور فضلا نے تسلیم کیا ہے اور ان کا

قول ہے کہ روح جسم سے ایک جداگانہ چیز ہے - روح بغیر کسی ذریعے کے سیکڑون کوس کی چیز دیکھ سکتی اور سُن سکتی ہے - واقعات آئندہ کا ادراک اسکو بہت اچھی طرح ہو سکتا ہے - کوسون تک یہ روح اپنا برقی اثر پہونچاتی ہے -

ہیزلوب کی راے ہے کہ اس عالم فانی کے بعد بیشک دوسرا کوئی عالم ہے - اور وہ کہتا ہے کہ اُس نے بچشم خود دیکھا ہے ان لوگون کی نسبت کسی قسم کا وہم وگمان یا شعبدہ یا فریب کا احتمال ہو نہین سکتا -

ہوڈسن کی رپورٹ مین یہ درج ہے "دنیا کو بہت جلد عظیم الشان جدید اطلاعین ہونے والی ہین" -

ڈاکٹر جارج سکستون جو روح اور اُس کی قوت اور اس کے دلفریب اثرات کا مخالف تھا اُس نے لکھا ہے کہ "مین نے اپنے گھر مین بغیر کسی درمیانی شخص کے قطعی طور پر اس کا تجربہ کیا کہ جن لوگون سے بات چیت ہوئی وہ مردے تھے اور ہمارے عزیز و اقارب سے تھے -

پروفیسر ایسٹ - امریکا کی سائنٹفک سوسائٹی کا صدر نشین
لکھتا ہے کہ "مجکو ایسا واقعہ لکھنا پڑیگا جسکو مین چھپا نہین سکتا اگر مین نے
بددیانتی سے چھپایا تو گویا مین نے اپنی عقل کو ہی دھبہ نہین لگایا بلکہ
مین عقلی اوج سوچ کو زوال مین لایا - اور اب برای العین مشاہدات
کو دیکھکر اسکا تماشائی ہوکر خاموش نہین رہ سکتا - جس سے
اخلاقی بزدلی کا دھبہ لگیگا - الغرض روحانی قوتون اور اثرات کے
متعلق جو کلیات قایم ہوے ہین انکو کامل تلا دیا ان یون لکھتا ہے

(۱) رُوح بالکل علیحدہ چیز ہے جسم سے - اور اسکا ایک مستقل وجود ہے

(۲) رُوح کے خواص ایسے ہی ہین جو اب تک معلوم نہ تھے -

(۳) رُوح حواس کی وساطت کے بغیر متاثر ہو سکتی ہے یا اپنا اثر دوسری چیز پر ڈال سکتی ہے -

(۴) روح آئندہ واقعات سے واقف ہو سکتی ہے -

ظرف - پلنگ مین غین تھے - دفعتاً آہا آہا کہکر آنکھ کھولی اور
نواب سے کہا - میان اس وقت کیا اچھا تماشا نظر آیا -

**نواب** - کیا افیون کی دوکان

**ظریف** - اُتھہ - پھر وہی بات کہی - اجی حضرت سنو بھی تو -

**قلندر** - معلوم ہوتا ہے کہ شیطان نے اُنگلی دکھائی -

**ظریف** - لاحول ولاقوۃ - شیطان کا ہمارے پاس کس طرح گذر ہو سکتا ہے -

مولوی صاحب اور رفیق - ہان ہان فرمایئے -

**ظریف** - ابّا جان کو مین نے اسوقت دیکھا کہ ہاتھہ مین عمدہ طلائی شہنائی ہے - اسقدر خوشبو کا تمباکو کہ سبحان اللہ مجھے کہتے ہین کہ میان عبدالصّمد دو کش تم بھی لو - مین نے آداب عرض کیا اور حقّہ لیکر دو کش لیئے اور ادھر آنکھ کھل گئی -

**قلندر** - جھوٹا بے ایمان یہ سب سُنکر اس نے بات بنائی ہے -

**مولویصاحب** - نہین صاحبو مین یقین کرونگا کہ ضرور انکے والد نظر آئے ہونگے - مین کبھی جھوٹ نہین سمجھونگا -

**نواب** (مولوی صاحب سے) مولانا آپ کے قوی دلائل نے میرے عقیدے کو درست کر دیا - واللہ اب مین کسی

بات کا منکر نہ ہونگا -

**مولیصاحب** (نواب سے) قبلہ من - ایک آپ کا ہی ایسا خیال نہین تھا - اول کے حکما بھی نہین مانتے تھے - مگر تجربون نے منوایا اور مشاہدون نے یقین دلایا کہ خدا کی قدرت برحق ہے اور اُس نے جو چاہا کیا اور جو چاہے کرتا ہے اور کرے گا چنانچہ بوعلی سینا جو ایک زمانے تک مدعی اور منکر تھا خرقِ عادات کا اُسکو اقرار کرتا ہی پڑا - وہ لکھتا ہے "اگر مین ان جزئیات کا شمار کرون جو مین نے دیکھے تو بہت طول ہو جائیگا" بہرحال وجودِ انسان خود ایک عالم ہے - اور اُس مین خدائی موجود ہے اس لئے روحانی قوتین صحیح ہین اور خرقِ عادات ماننے کے لائق ہین انسانون مین اس قسم کی عادت ضرور ہوتی ہے مگر علی قدرِ مراتب یعنی قوی اور ضعیف - جن مین قوت زوردار ہے اُن سے عجیب وغریب باتین ظہور پذیر ہوتی ہین اور ضعیف ہوتی ہین اُن مین کم لیکن اس امر کی احتیاط ضرور ہے کہ جب تک مضبوط دلائل کے ساتھ وجود ثابت نہ ہو محض کہی سنی باتون پر گرویدہ ہو جانا اچھا نہین -

اور نہ مبالغہ کو تسلیم کرنا - جیساکہ بعض کا قول ہے کہ مدت کے ذریا گرد اور غریق رحمت آدمی دفعتًا جلا دیئے گئے - یہ خرقِ عادت نہین بلکہ محال ہے - خرقِ عادت کے جواز سے ہمارا اصلِ مقصود یہ نہین کہ دور از کار روایتین خواہ مخواہ بخوف مجبوری مذہب و اہل مذہب تسلیم کرلین -

نواب نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ حضرت ایک شخص نے اس شعر کے معنی حل کرنے کے لئے مجھے لکھا ہے آپ ہی اسکو حل فرما دیجئے -

**مولویصاحب** - وہ کیا -

**نواب** - یہ شعر ہے ؎

چون بکلمہ کفر و شرک است چار
از طفیلِ مرشد کامل برار

**مولویصاحب** - ہنسکر - لوگ بھی عجیب طبیعت کے ہوتے ہین **قلندر** سے مین سمجھ گیا - جس نے اس شعر کے معنی حل کرنے کیلئے آپ کو لکھا ہے - اس نے مجھے بھی لکھا تھا مگر مین نے انکار کردیا -

مولویصاحب - انکار کی کیا ضرورت - آپ یہ جواب لکھ لیجیے

نواب - وہ کیا -

مولویصاحب - سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز

فرماتے ہیں - توبۃ النّاس من ذنوبھم وتوبتی من قول لا الٰہ

الا اللہ اس ارشاد کے معنی سمجھنے کے لئے اور اس شعر کا جواب

حاصل کرنے یہ عبارت حضرت موصوف کی نقشِ دل کرنے کے

لایق ہے - فرماتے ہین الوجود وجود اللہ لان الموجود ھو اللہ

لا الٰہ الا اللہ فوجودک عین الوجود وجودک

علم ووجودک جہل ووجودک شی ووجودک لیس

شیء ووجودک لا شیء معھا ووجودک

مع الاشیاء - فسبحان لمن لا وجود الا بوجودنا و الواجب

الوجود وجود الاشیاء ولا وجود الاشیاء لولا

الوجود والاشیاء کلہ موجود مطلق ومتعین ومقید

المقید فالمقید محتاج الیہ حق الخ (لا) نفی کثرت ہے

اور کثرت شرک ہے - (الٰہا) خود کثرت ہے جس کی نفی ہے

اور کثرت شرک ہے (اِلّا) استثنا کثرت سے ہے
اور کثرت شرک ہے (اللہ) مستثنیٰ کثرت سے ہے اور خود بھی کثرت
پر مشتمل ہے - کیونکہ وحدت مین کثرت ہے اور واحدی کثیر ہے
اس لیے کثرت شرک ہے - یہہ چار شرک کی تفصیل ہو چکی اب
دو کفر باقی رہے وہ بھی یون اُٹھ جاتے ہین - نفی کثرت جو
عین وحدت ہے کفر ہے اور اثبات وحدت جو عین کثرت
ہے کفر ہے ویس - من فہم فہم -

نواب اور قلندر - سبحان اللہ کیا تفہیم ہے ما قل و دل

**مولوی صاحب** - اگرچہ کچھہ مختصر عرض کر دیا لیکن کا ملینی عقل
نکتہ رس کچھہ اور ہی کہتی ہے جو سینہ بسینہ چلی آتی ہے -

شب کے بارہ بجے اور جلسہ برخاست

# پنڈت جی کی درگت

ہمارے نواب کے ایک دعاگو پنڈت رام بھٹ جو ہمیشہ سالانہ
زائچہ تیار کر کے نواب سے ایک اشرفی پاتے ہین حسب دستور

زائچہ لیکر در دولت پر حاضر ہوے اور عرض کرایا کہ پنڈت زائچہ لیکر
حاضر ہے چونکہ اسوقت نواب کے دربار مین بہت سے لوگ
ملاقاتی رونق بخشِ مجلس تھے اس لیے اچھا معلوم ہوا کہہ کر
خاموش ہو گئے۔ تھوڑی دیر مین ملاقاتی کے بعد دیگرے جب
برخاست کر چکے پنڈت کی یاد ہوئی۔

**ظریف** - آئو میان پنڈت اچھے تو ہو۔

**پنڈت** - اشیرباد (یعنی نواب کو دعا دیکر کرسی پر بیٹھ گئے۔)

**نواب** - کیون کیا زائچہ بنا کر لائے ہو۔

**پنڈت** - جی ہان حاضر ہے۔

نواب نے خانساماں سے کہا کہ دیکھو راے جواہر لال
کھتری ابھی ابھی گئے۔ انکو ذرا بلا لو۔

خانساماں لپک کر راے صاحب کو دروازے کے
باہر سے واپس بلا لایا۔

**نواب** - مہربان راے صاحب معاف کیجیے اسوقت
مجھے آپ سے ضروری کام تھا۔

جواہرلال - ارشاد فرمائیے۔

نواب - پنڈت جی نے ہمارا زائچہ تیار کیا ہے - ذرا اس کو آپ بھی دیکھیے۔

جواہرلال - نواب صاحب مجھے معاف فرمائیے - اگرچہ مین نے اس علم کے سیکھنے مین اپنا وقت ضایع کیا مگر بندہ نجوم کو نہین مانتا۔

نواب - یہ کیون - اگر احکام پورے اُترین تو اُس وقت بھی آپ مانینگے کہ نہین۔

جواہرلال - نہین قبلہ - یہ ساری کہنے کی باتین ہین - کہان کے احکام کدھر کے اخبار - سارے خیالی ڈھکوسلے ہین - اتفاق سے اگر دو چار حکم صحیح اُترے تو کیا ہم اس پر اعتقاد لائین - اور پھر آپ سا شخص ایسا ضعیف الاعتقاد ہو تو دنیا رہنے کے قابل نرہی۔

نواب - واہ دوست میرے ضعیف الاعتقاد ہونے کی ایک ہی کہی - خیر پنڈت سے سُنیے تو ہمارا زائچہ کس طرح لکھا ہے۔

جواہرلال - بہت مناسب (پنڈت کی طرف مخاطب ہوکر)

ہان پنڈت نکالو تو زائچہ -

**پنڈت** - جب آپ اس کو مانتے نہین تو پھر جو مین نے لکھا ہے

اُسکا آپ اعتبار کس طرح کرین گے -

**ظریف** - ابے گاوُدی - باتین ہی بگھارے گا کہ زائچہ نکالیگا تجھ

اِس سے کیا بحث کہ کوئی مانے یا نہ مانے - تیری اشرفی کہین نہین

گئی - اُس سے تجکو داغ ضرور دیا جائیگا -

**پنڈت** - واہ - گریب بیچارے برہمن سے آپ تو تڑاق کرتے

ہین - یہ کوئی بھلمنسات ہے - اور پھر ایسے دربارون مین تڑا جا ڈنکے

**نواب** - پنڈت جی - تم ان کے کہنے سے آزردہ نہ ہو

چلو نکالو -

**ظریف** - اُنھہ - آزردہ ہونے کی کونسی بات ہے پھر کیا ایسے

بھڑ بھوسے کو نواب صاحب کہین یا راجہ کہین یا جیسا کہ عام لوگ

برہمنون کو مہاراج کہتے ہین مین بھی مہاراج کہون -

**پنڈت** - ہمارے مہاراج ہونے مین کیا سک ہے -

**ظریف** - بہت زور سے - وحشت تیرے مہاراج کی ایسی تیسی

بھیک مانگنے والا مہاراج بننے کو چلا۔ بیوقوف کہین کا۔

پنڈتا۔ بس رام رام کرو۔ سرکارون دربارون مین سنبھل کر بات کیا کرو۔

ظریف۔ (لپک کر) کیون بچاجی۔ اب ہم سے بھی آنے لگے یہ کہکر اس پھرتی سے لپکے کہ پنڈت کے اوپر جا پڑے پنڈت جو پیچھے ہٹنے لگا جھونک نکل گیا۔ ظریف اوپر اور وہ نیچے۔

نواب کا ہنسی کے مارے بُرا حال تھا۔ مگر متانت کی وجہ سے اسقدر ضبط کیا کہ آنسو نکل آئے۔

ظریف۔ دیکھا آپ نے۔ بھلا ایسے شخص کو کوئی مہاراج کس طرح کہے۔

جواہرلال۔ بس نانا۔ غضب کرتے ہو واللہ آپ نے بہت ہنسایا۔

اے وقتِ توخوش کہ وقتِ ماخوش کردی

پنڈت۔ سنبھل کر اٹھا۔ (رونی صورت بناکر) بس ایسا ہے تو اب ہم نہ آئین گے۔ گریبون کی ایسی اجّت (عزت) لینا واہ۔

**ظریف**۔ ارے بھائی۔ بُرا کیوں مانتا ہے۔ تیری تو وہ حالت ہے
نکٹے کو دیکھکر ناک کھجلائے تو وہ سمجھا کہ مجھی کو دیکھکر کھجاتے ہین۔

نواب نے ہنسی کو ضبط تو کیا مگر رہ رہ کر ہنسی آتی ہے۔

**پنڈت**۔ (نواب سے) آپ دھرم اوتار۔ گریب گو برھمن کے
پرتپال۔ آپ ہماری اِجّت (عزّت) نہ کرین تو اور کون کریگا۔

نواب نے بہت فہمایش کی مگر پنڈت بیچارہ بُرا پھنسا اور
اپنے ہاتھون آپ کچھ کرتے دھرتے بنتی نہین۔

**نواب**۔ ہان پنڈت جی نکالو زائچہ۔

پنڈت نے زائچہ نکالکر سُنایا۔ کہ آپ کا سال بہت اچھا ہے
اتفاق سے اب کے سال آفتاب شرف کا ہے۔ اس سے
جان و مال کی تندرستی اور (اکبال) بڑہے گا۔ راج دربار مین
بُول بالا رہیگا۔ کاروبار کی پھتے رہیگی۔ یعنی (فتح) رہے گی۔ دشمن
جرد زرّد اور دبے ہوےنگے۔ (زاد زرد اور دفع ہونگے) منتہا پنجم مین ہی
اولاد سے سُکھ ہو۔ چھٹے مین منگل ہے۔ یہ ذرا دھیا ہے صدکا
(صدقہ) دیدیا تو بس ہے۔ دسوین برہسپت ہے۔ ہان بھول گیا

سپتم مین شکر ہے (شوگ گرہی) یعنے خانۂ اوج مین یہ بھی سعادت زوج کی دلیل ہے۔ اور سرکار دربار سے کتاب (خطاب) بھی ملیگا۔ وھن یعنی دولت پاؤ گے۔ تیگ دیگ کی چیتی (فتح) رہیگی۔

**ظریف**۔ بس میان پانچون گھی مین۔ واہ رے برہمن۔ اسوقت جی خوش کر دیا۔ قسم ہے اگر یہ حکم تیرا سچا ہو جائے تو سو روپے انعام مین بھی دونگا۔

**پنڈت**۔ دہایا آپ کے انام (انعام) سے۔

**ظریف**۔ دہایا کیا۔؟

**جواہرلال**۔ یعنی باز آیا۔

**ظریف**۔ کچھ بھی ہو۔ مگر مین تو ضرور دونگا۔

**پنڈت** (نواب صاحب کی طرف دیکھکر) دیکھنا دھرم اوتار آپ ساکشی ہین۔ (جواہرلال کی طرف دیکھکر) آپ بھی ساکشی۔ یعنی گواہ۔

**جواہرلال**۔ ہان بھئی۔ مین بھی سو روپے دونگا۔

**پنڈت**۔ بھگوان چیرنجیو رکھے۔ سبھے کار ہو بڑھتی رہے۔

**پنڈت** (نواب کی طرف دیکھکر) دھرم اوتار کی جبان (زبان) سی

بھی کچھ ارساد ہو (ارشاد ہو)

**نواب**۔ تامل کرکے جب تمھارا حکم سچا ہوگا اُس وقت دیکھا جائیگا۔

**ظریف**۔ نہیں میاں۔ اس وقت آپ ابھی اقرار کریں۔

**نواب**۔ جلدی کیا ہے۔

**جواہرلال**۔ میں تو مانتا نہیں۔ مگر خیر اچھی بات ہے اگر اس کی قسمت سے صحیح ہوگیا حکم تو پھر چین ہی چین ہے کہہ دونا۔

**نواب**۔ اچھا پانسو روپے دونگا۔

**پنڈت**۔ (بہت خوشی سے دامن پھیلاکر) ہے بھگوان میری سرم لاج تیرے ہاتھ ہے۔ گریب برہمن کی اتنی سن لے۔

نواب نے ایکی دفعہ دو اشرفیاں طلب کرکے پنڈت کو دیں۔

پنڈت نے بہت سی دعائیں دیکر جیب میں رکھ لیں۔

**ظریف**۔ واہ آج تو ظالم کو دو ملیں۔ کچھ حصہ ہمارا ابھی۔ ورنہ پھر (یہ کہکر سروہی میان سے کھینچی)

پنڈت نے سر ہی کی چوچک دیکھی بھاگا۔

ظریف۔ لینا لینا۔ کہہ کر لپکے۔ پنڈت بوکھلاہٹ سے جو بھاگا تستون سے ٹکرایا۔ اور دھم سے چارون شانے چت۔

ظریف۔ ہات تیرے بے ایمان کی۔ آخر کھائی چوٹ صدقے خدائے پاک کے وار خالی نہ گیا۔

جواہرلال۔ تلوار تو چلی نہین۔ وار کیونکر ہوا۔

ظریف۔ غیب کا وار تھا جسکا یہ مطلب تھا کہ ایک ہاشمی کی تلوار۔ جب میان سے نکل چکی تو خالی نہ جائے۔

نواب۔ ارے پنڈت کیا چوٹ آئی۔

پنڈت۔ (دور سے) چوٹ پوچھتے ہو سر پھٹنا باقی تھا۔

جواہرلال۔ اے تو پنڈت جی۔ نزدیک کیون نہین آتے۔

پنڈت۔ تلوار کو دیکھنے سے پران نکلتے ہین۔

حصہ دوم تمام ہوا